
عمران سیریز
مادام کیٹ
ظہیر احمد

23
عمران سیریز نمبر

مادام کیٹ

مکمل ناول

Malik Farrukh Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2013

ظہیر احمد



ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان



پیش لفظ

محترم قارئین

السلام علیکم

میرا نیا ناول " ماوام کیٹ " آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ یہ ناول سابقہ ناولوں سے بڑھ کر ہے ۔ اس کا اندازہ آپ ناول پڑھ کر ہی کر لیں گے ۔ ساندر بن کے جنگلوں پر لکھا جانے والا یہ انوکھا ناول ایڈونچر، مزاح، تیز رفتار ایکشن اور سسپنس کا امتزاج لئے آپ کے دلوں میں یقیناً یادگار نقوش چھوڑ جائے گا ۔ اس ناول میں آپ کو ایک نیا کردار نظر آئے گا جس کا فرضی نام سارہ نواب ہے مگر یہ سارہ نواب حقیقت میں کون ہے اور کہاں سے آئی ہے، آخر میں جب اس کے بارے میں آپ پڑھیں گے تو آپ اچھلے بغیر نہ رہ سکیں گے ۔ میں اس کردار کا اصلی نام بتا کر ناول کا سسپنس توڑنے کی کوشش نہیں کروں گا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ کردار آپ کا جانا پہچانا ہے ۔ اگر آپ آخری صفحات کا پہلے سے مطالعہ نہیں کریں گے تو میں برملا کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ آپ اس کردار کو پہچان نہیں سکیں گے ۔ البتہ اشارے کے طور پر میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ اس کردار کا تعلق ابن صفی (مرحوم) کے کرداروں میں سے ہے جس پر بہت کم لکھا گیا ہے

اور اس کردار کو ایکسٹو کی حقیقت بھی معلوم ہے۔ اگر آپ نے ابن صفی (مرحوم) کے ناولوں کا مطالعہ کر رکھا ہے تو آپ یقیناً پہچان گئے ہوں گے کہ میں کس کردار کی بات کر رہا ہوں۔

یہ میرا اب تک شائع ہونے والا تیئسواں ناول ہے۔ اس کے بعد چوبیسواں ناول "اناتا" ہے جو ماورائی نمبر ہے اور پھر باری آئے گی سلور جوبلی نمبر "سلور پاور" کی جو لکھا جا رہا ہے۔ "سلور پاور" میں عمران کے ساتھ میجر پرمود ہے۔ یہ ناول بھی یقیناً آپ کو پسند آئے گا اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کرتے رہا کریں۔ مشکور رہوں گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

ظہیر احمد

51133.00

Waqar Azeem Pakistani Nadeem 14-11-2013

عمران نے کار کوٹھی کے پورچ میں روکی اور کار کا انجن بند کر کے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس کے جسم پر سلیقے کا لباس تھا۔ گرے کلر کے سوٹ میں اس کی شخصیت نکھری نکھری سی دکھائی دے رہی تھی جبکہ اس کے چہرے پر وہی ازلی حماقت طاری تھی۔

"یہ آپ کے آنے کا وقت ہے"... اچانک اسے عقب سے ثریا کی تیز آواز سنائی دی۔ ثریا کی آواز سن کر عمران اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اس کے پیروں میں بم آ پھٹا ہو۔

"وہ۔ مم۔ مم۔ میں۔ وہ۔ وہ"... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے اس سے کوئی جواب نہ بن پا رہا ہو۔

"کیا۔ مم۔ میں۔ وہ۔ وہ لگا رکھی ہے۔ اماں جی نے آپ کو ٹھیک چار بجے پہنچنے کو کہا تھا۔ اب چھ بج رہے ہیں۔ دو گھنٹے لیٹ ہیں آپ"... ثریا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"دو گھنٹے ۔ ارے باپ رے ۔ پھر تو اماں بی کا غصہ نقطہ کھولاؤ کی حدیں بھی پار کر چکا ہو گا"... عمران نے اسی طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور نہیں تو کیا ۔ ان کا غصہ عروج پر پہنچ چکا ہے ۔ آپ کی وجہ سے مجھے بھی ان سے بے بھاؤ کی سننا پڑ رہی ہیں ۔ اب آپ اپنا سر تڑانے کے لئے تیار رہیں"... ثریا نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

"سس ۔ سر"... عمران نے بوکھلا کر بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا ۔ اس کا منہ اس طرح بن گیا تھا جیسے اس نے بے شمار کونین کی گولیاں ایک ساتھ چبالی ہوں۔

"اپنے منہ کا زاویہ درست کر لیں بھائی جان ۔ آپ کی ایسی شکل دیکھ کر اماں بی کا پارہ اور زیادہ ہائی ہو جائے گا ۔ ایسی صورت میں آپ کے سر کا ایک بال بھی باقی نہیں بچے گا"... ثریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے ۔ پھر تو مجھے یہاں سے فوراً بھاگ جانا چاہئے"... عمران نے کہا۔

"بھاگ کر جائیں گے کہاں ۔ اماں بی کو جب پتہ چلے گا کہ آپ آئے تھے اور ان سے ملے بغیر ہی چلے گئے ہیں تو وہ سلیمانی کھڑاویں پہن کر سیدھی آپ کے فلیٹ پر پہنچ جائیں گی ۔ سلیمانی کھڑاویں چیور لکڑی کی ہیں ۔ وہ کھانے سے بہتر ہے کہ آپ یہیں ان کی سافٹ جوتیاں کھا لیں ۔ ان سے کم از کم آپ کا سر سلامت رہ جائے گا"...

ثریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم سچ مچ میری دشمن ہو"... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"دشمن ۔ کیا مطلب"... ثریا نے حیران ہو کر کہا۔

"تمہیں معلوم تھا کہ میں یہاں آنے والا ہوں اور تم یہ بھی جانتی ہو کہ میں جب بھی یہاں آتا ہوں اماں بی کی جوتیاں کھا کر ہی جاتا ہوں ۔ تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ میرے آنے سے پہلے تمام جوتیاں کہیں چھپا دو"... عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ آپ بے فکر رہیں بھائی جان ۔ میں یہ کام کر چکی ہوں"... ثریا نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی تم نے میرے آنے سے پہلے گھر کی تمام جوتیاں چھپا دی ہیں"... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں"... ثریا نے کہا۔

"اوہ ۔ گڈ ۔ ویری گڈ ۔ تم میری بہت اچھی بہن ہو اور بہنیں اسی طرح اپنے بھائیوں کا خیال رکھتی ہیں ۔ یہ کام کر کے تم نے میرے سر کی لاج رکھ لی ہے ۔ اب میں کسی کے سر کا تاج بننے کے قابل ضرور رہ جاؤں گا"... عمران نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کسی کے سر کا تاج بننے کا خیال اپنے دل میں کبھی مت لائیے بھائی جان"... ثریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

Pakistan Virtual Library
www.pdfbooksfree.pk

"اوہ۔ وہ کیوں"... عمران نے اس کے لہجے میں شرارت محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"وہ اس لئے میرے اچھے بھائی جان کہ میں نے اماں بی کی تمام جوتیاں چھپا دی تھیں مگر میں ابا جان کے جوتے چھپانا بھول گئی تھی اور آپ کی قسمت آج خراب ہی معلوم ہو رہی ہے کیونکہ اماں بی ابا جان کے کمرے میں آپ کا انتظار کر رہی ہیں"... ثریا نے کہا تو عمران کا رنگ زرد ہو گیا۔

"مارے گئے۔ اماں بی کی سافٹ جوتیاں کھا کر ہی دماغ کی چولیں ہل جاتی تھیں اب ابا جان کے ہارڈ جوتے کھا کر تو سچ مچ میرا سر ٹوٹ جائے گا"... عمران نے رونی سی صورت بنا کر کہا تو ثریا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"غلطی آپ ہی کی ہے۔ آپ دیر سے کیوں آئے ہیں"... ثریا نے کہا۔

"بس ہو گئی دیر۔ اب کیا بتاؤں"... عمران نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

"خیریت۔ اس قدر سرد آہ۔ کیا چکر ہے بھائی جان"... ثریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس کیا بتاؤں۔ وہی دم دار چکر ہے"... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"دم دار چکر۔ میں سمجھی نہیں"... ثریا نے حیران ہوتے ہوئے

کہا۔

"سمجھنے کی کوشش کرو ناں۔ میں شوہر کی بات کر رہا ہوں۔ تمہاری زبان میں شوہر نامدار اور میری زبان میں شوہر دم دار ہوتا ہے"... عمران نے کہا تو ثریا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس کا مطلب ہے آج کل آپ واقعی کسی کے پیچھے دم ہلاتے پھر رہے ہیں"... ثریا نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران ہنس پڑا۔

"ایسی میری قسمت کہاں۔ میں تو اماں بی اور ڈیڈی پر امید لگائے بیٹھا ہوں کہ وہ کب اور کس کا مجھے شوہر دم دار بنائیں گے"... عمران نے کہا تو ثریا کی ہنسی تیز ہو گئی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"... ثریا نے سمجھ جانے والے انداز میں کہا۔

"نہیں۔ وہ بات نہیں ہے"... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تو پھر سمجھ لیں کہ آج آپ کی امید پوری ہونے کا وقت آ گیا ہے"... ثریا نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"امید پوری ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ مطلب"... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے اپنے دماغ میں بے اختیار خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھیں۔

"کچھ نہیں"... ثریا نے سر جھٹک کر کہا۔

"نہیں۔ کچھ تو ہے۔ بتاؤ۔ مطلب کیا ہے تمہارا"... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اماں بی کے پاس چلیں ۔ وہ آپ کو مطلب بھی بتا دیں گی"... ثریا نے ایک بار پھر شرارتی لہجے میں کہا ۔ اس کی بات سن کر عمران دیدے گھما کر رہ گیا تھا۔

"شٹ ۔ ثریا ۔ میری اچھی بہن ۔ پلیز مجھے بتاؤ ۔ اماں بی نے مجھے یہاں کس لئے بلایا ہے ۔ میں ان کی جوتیاں کھانا پسند کرتا ہوں مم مگر"... عمران نے گھبراہٹ زدہ لہجے میں کہا۔

"مگر ۔ مگر کیا"... ثریا نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"کک ۔ کچھ نہیں ۔ تم بتاؤ"... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"نہیں ۔ پہلے آپ بتائیں ۔ آپ کے ذہن میں کیا ہے"... ثریا نے کہا۔

"میرے ذہن میں اس وقت اماں بی کی جوتیاں کھانے کے خوف کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے"... عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"ثریا ۔ ثریا بیٹی ۔ کہاں ہو تم"... اس سے پہلے کہ وہ مزید بات کرتے اچانک اندرونی حصے سے اماں بی کی تیز آواز سنائی دی۔

"اوہ ۔ اماں بی بلا رہی ہیں ۔ آجائیں"... ثریا نے گھبرا کر کہا اور رہائشی حصے کی طرف مڑ کر تیز تیز قدم اٹھانے لگی اور عمران جل تو جلال تو آئی بلا ٹال تو کا ورد کرتا ہوا اس کے پیچھے ہو لیا ۔ پھر ثریا ایک کمرے میں داخل ہوئی جبکہ عمران دروازے کے قریب سائیڈ کی دیوار کے پاس رک گیا تھا جیسے اس میں اندر جانے اور اماں بی کا سامنا

کرنے کی ہمت نہ ہو رہی ہو۔

"جی اماں بی"... ثریا نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔

"باہر کیا کر رہی تھیں تم"... اماں بی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔ وہ اماں بی ۔ وہ بھائی جان آئے ہیں ۔ میں انہی کے لئے باہر گئی تھی"... ثریا نے فوراً کہا۔

"آگیا ہے نالائق ۔ کہاں ہے وہ"... اماں بی نے سخت لہجے میں کہا ان کا سخت لہجہ سن کر عمران نے بے اختیار کان دبا لئے ۔ اماں بی واقعی غصے میں تھیں۔

"وہ باہر کھڑے ہیں"... ثریا نے کہا۔

"باہر ۔ باہر کہاں"... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باہر ۔ دروازے کے پاس"... ثریا نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہونہہ ۔ عمران ۔ باہر کیوں کھڑے ہو ۔ اندر آؤ"... اماں بی نے کڑک کر کہا۔

"جج ۔ جی اماں بی ۔ السلام علیکم اماں بی"... عمران نے فوراً دیوار کے پیچھے سے نکل کر کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام ۔ جیتے رہو ۔ یہ تمہارے آنے کا وقت ہے ۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی"... اماں بی نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

Malik Farooq Hamdani
Revised on 24-11-2013

"وہ ۔ وہ ۔ اماں بی ۔ وہ میرے ٹائر کی کار پنکچر ہو گئی تھی اس لئے آنے میں وقت لگ گیا"... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو ثریا کی بے اختیار ہنسی نکل گئی لیکن اماں بی کی موجودگی میں اس نے فوراً منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی دبالی تھی۔

"ٹائر کی کار پنکچر ہو گئی تھی ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ کار کا ٹائر پنکچر ہوتا ہے یا ٹائر کی کار"... اماں بی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مم ۔ میں یہی کہنا چاہ رہا تھا اماں بی ۔ وہ بس میری زبان پھسل گئی"... عمران نے کہا تو ثریا کی کھی کھی شروع ہو گئی۔

"تو زبان کو پھسلنے ہی سے کیوں دیتے ہو ۔ اسے سنبھال کر نہیں رکھ سکتے تم"... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جج ۔ جی اماں بی ۔ اب سنبھال کر رکھوں گا"... عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔

"سنبھال کر رکھو گے ۔ کیا سنبھال کر رکھو گے"... اماں بی نے جیسے اس کی بات نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"جی ۔ وہ زبان"... عمران نے کہا۔

"زبان ۔ کیا مطلب ۔ کیا کہہ رہے ہو"... اماں بی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔ اماں بی ۔ وہ آپ ہی نے تو کہا ہے کہ میں زبان کو پھسلنے نہ دیا کروں ۔ اسے سنبھال کر رکھوں"... عمران نے فوراً کہا۔

"اوہ ۔ اچھا"... اماں بی نے بے خیالی میں کہا ۔ یہ وہی عمران تھا جس کے نام سے دنیا کے بڑے بڑے سیکرٹ ایجنٹس اور سپر پاور ممالک کی نامی گرامی ایجنسیاں لرزا براندام ہو جاتی تھیں آج وہی عمران اماں بی کے سامنے یوں بھیگی بلی بنا کھڑا تھا ۔ اگر کوئی مجرم عمران کو اس حالت میں دیکھ لیتا تو وہ کبھی یقین نہ کرتا کہ یہ وہی عمران ہے جو اب تک سینکڑوں مجرموں، اور دشمنوں ایجنٹوں کی گردنیں توڑ چکا ہے۔

"اوہ ہاں ۔ یہ آج کل تم کیا کرتے پھر رہے ہو ۔ ذرا ادھر آنا"... اچانک اماں بی کو جیسے کوئی خیال آگیا تو انہوں نے چونک کر کہا۔

"جج ۔ جی اماں بی"... عمران نے تھوک نگل کر فوراً اماں بی کے قدموں میں آکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کون ہے وہ پرکٹی جس کے غم میں آج کل تم دیوانے ہوئے جا رہے ہو"... اماں بی نے تیز لہجے میں کہا۔

"پرکٹی ۔ غم ۔ میں سمجھا نہیں اماں بی"... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی سمجھاتی ہوں ۔ ثریا ذرا اپنے ابا جان کا جوتا پکڑانا مجھے"... اماں بی نے ثریا سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران کے چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزر گیا۔

"جی اماں بی"... ثریا نے کہا تو عمران اس کی جانب رحم زدہ نظروں سے دیکھنے لگا لیکن ثریا نے اس کی طرف دیکھا ہی نہیں اور آگے بڑھ

کر الماری کے نیچے والے خانے سے اماں بی کی ایک جوتی لا کر ان کے ہاتھ میں دے دی ۔ اس نے فوراً دوپٹے کا گولا سا بنا کر اپنے منہ میں دبا لیا تھا تاکہ عمران کو جوتے کھاتا دیکھ کر وہ اپنی ہنسی دبا سکے۔

"ہاں ۔ اب بتاؤ ۔ کون ہے وہ"... اماں بی نے دھب سے اس کے سر پر جوتا رسید کرتے ہوئے کہا۔

"کک ۔ کون ۔ آپ کس کی بات کر رہی ہیں اماں بی"... عمران نے کہا۔

"اچھا ۔ اب میں تمہیں یہ بھی بتاؤں کہ میں کس کی بات کر رہی ہوں"... اماں بی نے اس کے سر پر ایک اور جوتی رسید کرتے ہوئے کہا۔

"اماں بی ۔ مم ۔ میں ۔ میں"... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا تو اماں بی نے اسے ایک اور جوتی رسید کر دی۔

"سیدھی طرح بتا دو ورنہ میں آج اسی طرح جوتے مار مار کر تمہارا سر گنجا کر دوں گی"... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران ہونقوں کی طرح ثریا کی طرف دیکھنے لگا جو دوپٹہ منہ میں لئے مسلسل ہنس رہی تھی۔

"ثریا ۔ تم بتاؤ اسے میں کس کی بات کر رہی ہو"... اماں بی نے ثریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جج ۔ جی اماں جان"... ثریا نے جلدی سے کہا۔

"جی ۔ جی ۔ کیا کہہ رہی ہو ۔ بتاؤ اسے"... اماں بی نے اس

طرف پلٹتے ہوئے کہا۔

"وہ بھائی جان ۔ وہ مس سارہ نواب ۔ اماں بی سارہ نواب کی بات کر رہی ہیں"... ثریا نے گھبرا کر کہا۔

"سارہ نواب ۔ کون سارہ نواب"... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"ایک جوتا سر پر اور پڑے گا تو نام کے ساتھ اس کا سارا شجرہ نسب یاد آ جائے گا تمہیں"... اماں بی نے جوتی لہراتے ہوئے کہا۔

"صبح ایک لڑکی نے فون کیا تھا ۔ اس نے کہا تھا کہ اس کا نام سارہ نواب ہے ۔ وہ عمران کی اماں بی کو شکایت لگانا چاہتی ہے ۔ پہلے تو میں اس سے خود پوچھتی رہی مگر اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا ۔ وہ بار بار اماں بی سے بات کرانے پر زور دے رہی تھی تو میں نے اماں بی کی بات کرا دی ۔ اس نے اماں بی کو شکایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ پچھلے کئی روز سے اسے فون کر کے پریشان کر رہے ہیں"... ثریا نے کہا تو عمران کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی ۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی لڑکی اس انداز میں اس کی شکایت کر سکتی ہے اور وہ بھی اماں بی سے ۔

"سارہ نواب ۔ مگر میں تو کسی سارہ نواب کو نہیں جانتا"... عمران نے کہا۔

"اس نے اماں بی کو یہ بھی کہا تھا کہ آپ اسے فون پر مسلسل دھمکیاں دے رہے ہیں کہ اگر وہ آپ سے بات نہیں کرے گی تو آپ اسے گھر سے اغوا کر کے لے جائیں گے"... ثریا نے کہا تو اماں بی

کا چہرہ اور بگڑ گیا جبکہ اس کی بات سن کر عمران کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

"اچھا۔ تو اب تم لوفر بن گئے ہو اور بدمعاشی بھی کرنے لگے ہو دوسروں کی بہو بیٹیوں کو اغوا کرنے کی دھمکیاں دیتے ہو"... اماں بی نے کہا اور عمران کے سر پر تابڑ توڑ جوتی پڑنے لگی۔

"ارے۔ ارے۔ اماں بی۔ میری بات سنیں۔ اماں بی۔ اماں بی"... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آج میں تمہاری ایک نہیں سنوں گی۔ مار مار کر تمہارا سر گنجا کر دوں گی۔ تمہاری ساری بدمعاشی تمہاری ناک کے راستے باہر نکال دوں گی۔ دیکھتی ہوں تم کیسے کسی کی بہو بیٹیوں پر نظر رکھتے ہو اور ان کو اغوا کرتے ہو۔ باپ سے کہہ کر تمہیں ہمیشہ کے لئے سلاخوں کے پیچھے نہ ڈلوا دیا تو اماں بی نہ کہنا"... اماں بی نے اس کے سر پر مسلسل جوتے برساتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میری بات سنیں اماں بی۔ ایک منٹ"... عمران نے اماں بی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں سنوں گی۔ آج میں کچھ نہیں سنوں گی۔ تم نے دوسروں کی بہو بیٹیوں پر نظر رکھ کر جو گھناؤنا جرم کیا ہے اس سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے"... اماں بی نے کہا۔ ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے تھے۔

"اماں بی۔ وہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے۔ میں آپ کے سر کی قسم

کھاتا ہوں میں نے آج تک کسی لڑکی کو فون نہیں کیا۔ نہ کسی سے ایسی بے ہودہ بات کی ہے"... عمران نے کہا۔

"میرے سر کی قسم۔ تم میرے سر کی قسم کھا رہے ہو"... اماں بی نے چونک کر کہا۔

"ہاں اماں بی۔ آپ اپنے بیٹے کو جانتی ہیں۔ آپ کا بیٹا سب کچھ کر سکتا ہے مگر آپ کے سر کی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا"... عمران نے فوراً معاملے کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں جانتی ہوں۔ تم میرے سر کی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے۔ مگر وہ لڑکی"... اماں بی نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"کسی نے جان بوجھ کر آپ کو بہکایا ہے اماں بی۔ میں باکردار انسان ہوں۔ ایسی بے ہودہ حرکت کرنے کے بارے میں، میں خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا"... عمران نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو پھر اس لڑکی نے کیوں کہا تھا"... اماں بی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کسی نے آپ کے ساتھ شرارت کی ہے یا پھر کسی نے جان بوجھ کر مجھے آپ کے ہاتھوں پٹوانے کے لئے ایسی شرارت کرائی ہو گی"... عمران نے ثریا کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا بھائی جان۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ کسی لڑکی سے کہوں کہ وہ آپ کے بارے میں اماں بی سے ایسی بات کرے"... ثریا نے عمران کی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے جلدی

سے کہا۔

"کیا مطلب ۔ تمہارا کیا خیال ہے ۔ یہ کام ثریا کی سہیلی نے کیا ہے ۔ خبردار جو تو نے میری بیٹی پر ایسا الزام لگایا تو"... اماں بی نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھ پر یقین کریں اماں بی ۔ میں نے کبھی کسی لڑکی کو فون نہیں کیا"... عمران نے کہا۔

"تو پھر کسی لڑکی کو کیا ضرورت پڑی تھی اس طرح مجھے فون کر کے تم پر الزام لگانے کی"... اماں بی نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں اماں بی ۔ لیکن یہ حقیقت ہے ۔ میں آپ کا بیٹا ہوں اور میری رگوں میں بھی چنگیزی خون دوڑ رہا ہے"... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ مگر ۔ وہ لڑکی"... اماں بی نے پریشان ہو کر جوتی ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا ہے ناں کہ کسی نے آپ کے ساتھ جان بوجھ کر مذاق کیا ہے"... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا ۔ اسے واقعی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ لڑکی کون ہو سکتی ہے اور اس نے اماں بی کو اس طرح فون کر کے اس پر الزام لگانے کی کوشش کیوں کی ہے ۔ پہلے اسے ثریا پر شک ہوا کہ شاید اس نے اپنی کسی سہیلی سے کہہ کر اماں بی کو فون کروایا ہو مگر ثریا کے چہرے پر اسے ایسی کوئی بات نظر نہیں آ رہی تھی ۔ ثریا اسے اماں بی کے ہاتھوں پٹتے دیکھ کر بے حد

خوش ہوتی تھی لیکن وہ ایسی احمقانہ حرکت کبھی نہیں کر سکتی تھی کہ اماں بی کو کسی لڑکی کے حوالے سے کہہ کر اس پر الزام لگانے کی کوشش کرے۔

"حیرت ہے ۔ آخر اس کلموہی کو مجھے فون کرنے کی کیا پڑی تھی ۔ اس نے میرے بیٹے پر اس طرح کا گندا الزام کیوں لگایا ہے ۔ آلینے دو اس کا فون ۔ میں اسے ایسی کھری کھری سناؤں گی کہ اس کی ساری شوخی اس کی ناک کے راستے بہہ جائے گی"... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ میرے سر پر ویسے ہی ایک ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ جوتے مار لیں اماں بی مگر کبھی یہ سوچیں بھی مت کہ آپ کا بیٹا ایسی غلط حرکت کر سکتا ہے ۔ میں ہر عورت اور ہر لڑکی کی ماں بہن کی طرح سے عزت کرتا ہوں"... عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"ہائے ۔ ہائے ۔ ستیاناس جائے اس کمبخت کا ۔ ناحق میرے بیٹے کو میرے ہاتھوں سے پٹوا دیا ۔ کہیں زور سے تو نہیں لگ گئی"... اماں بی نے عمران کا سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"زور سے تو نہیں لگی مگر سر میں کئی روز سے جو خشکی جمی ہوئی تھی وہ ضرور جھڑ گئی ہے"۔ عمران نے کہا تو ثریا بے اختیار ہنس پڑی۔

"خشکی ۔ ہونہہ ۔ سر پر کبھی تیل کی مالش کرائی ہو تو موئی خشکی کیوں چڑھے سر پر ۔ ثریا ۔ تو کیا کھڑی کھی کھی کر رہی ہے ۔ جا جا کر تیل لا ۔ میں اس کے سر پر مالش کر دوں"... اماں بی نے کہا۔

"ارے نہیں ۔ نہیں اماں بی ۔ میں سلیمان سے اکثر سر کی مالش کراتا ہوں ۔ اب مجھے جانا ہے ۔ ڈیڈی نے مجھے آفس میں بلایا تھا ۔ اگر میں وقت پر ان کے پاس نہ پہنچا تو انہوں نے اپنے ریوالور کی ساری گولیاں مجھ پر خرچ کر دینی ہیں"... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ریوالور کی گولیاں خرچ کر دینی ہیں ۔ کیا مطلب ۔ ریوالور کی گولیاں چلائی جاتی ہیں نا کہ خرچ کی جاتی ہیں"... اماں بی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی بات ہے اماں بی ۔ اب اجازت"... عمران نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا ۔ کمرے سے باہر جاتے ہوئے اس نے ثریا کو بھی باہر آنے کا اشارہ کر دیا تھا ۔ عمران پورچ میں آ کر کھڑا ہو گیا ۔ اس کے چہرے پر ہنوز سنجیدگی کے تاثرات تھے چند لمحوں بعد ثریا بھی وہاں آ گئی۔

"جی بھائی جان"... ثریا نے کہا۔

"بھائی جان کی بچی ۔ یہ کیا معاملہ ہے"... عمران نے اس کی طرف پلٹتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتی بھائی جان ۔ واقعی اس لڑکی کا فون آیا تھا"... ثریا نے کہا۔

"کب آیا تھا فون"... عمران نے پوچھا۔

"صبح سے اس کے مختلف اوقات میں کئی فون آ چکے ہیں"... ثریا

نے کہا۔

"سی ایل آئی ڈیوائس پر اس کا نمبر موجود ہے"... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ۔ لیکن ایک عجیب سی بات ہے"... ثریا نے کہا۔

"وہ کیا"... عمران نے کہا۔

"ڈیوائس پر ہر بار دوسرا نمبر آتا ہے ۔ البتہ آواز اسی لڑکی کی ہوتی تھی"... ثریا نے کہا۔

"ہونہہ ۔ سیل فون کے نمبر ہیں یا لوکل نمبر"... عمران نے کہا۔

"دونوں ہی ہیں ۔ زیادہ تر لوکل نمبروں سے کالز کی گئی تھیں"... ثریا نے کہا۔

"اس کی آواز سے تم نے کیا اندازہ لگایا تھا ۔ کون ہو سکتی ہے وہ"... عمران نے پوچھا۔

"پتہ نہیں کون ہے وہ ۔ میں نے اس کی آواز پہلی بار سنی تھی"... ثریا نے کہا۔

"کیا وہ مقامی لہجے میں بات کر رہی تھی"... عمران نے پوچھا۔

"لہجہ تو مقامی ہی تھا مگر وہ زیادہ تر انگریزی کے الفاظ استعمال کر رہی تھی"... ثریا نے کہا۔

"اس نے پہلا فون کب کیا تھا"... عمران نے پوچھا تو ثریا نے اسے پہلے اور بعد میں آنے والے فون کے اوقات بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے ۔ میں دیکھتا ہوں ۔ میرے سر پر جوتے برسانے کا

انتظام کرنے والی کون ہو سکتی ہے"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ثریا بھی مسکرا دی۔

"دیکھ لیں۔ سامنے آکر کہیں وہ خود بھی آپ کے سر پر"... ثریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے بھائی کا سر سٹین لیس سٹیل کا بنا ہوا ہے۔ اس سر پر سوائے اماں بی کی جوتیوں کے ہتھوڑا بھی اثر نہیں کرتا"... عمران نے کہا تو ثریا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اچھا۔ اب اگر اس کا دوبارہ فون آئے تو اسے بتا دینا کہ میرا کیا حشر ہوا ہے"... عمران نے کہا۔

"ارے۔ وہ کیوں"... ثریا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس نے یہ کام اسی لئے کیا ہے کہ اماں بی کے ہاتھوں میری درگت بن سکے اور دیکھ لینا جب تم اسے میرا احوال سناؤ گی تو اس کے بعد وہ دوبارہ فون نہیں کرے گی"... عمران نے کہا اور اپنی کار میں آ بیٹھا۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں سوار کوٹھی سے نکل آیا۔ اس کے ذہن میں مسلسل سارہ نواب کا نام گونج رہا تھا جس نے کوٹھی میں فون کر کے عمران کی باقاعدہ شکایت لگائی تھی تاکہ اماں بی غصے میں آ کر اس کے سر پر جوتی توڑ سکیں لیکن وہ لڑکی تھی کون اس کے پیچھے اس کا اصل مقصد کیا تھا اور وہ کیا چاہتی تھی اس کے بارے میں عمران کچھ نہ جانتا تھا۔ انہی سوچوں میں گم عمران دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

سر سلطان نے میز پر کھلی ہوئی فائل کے آخری صفحے کو پڑھا اور پھر انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر قلم دان سے قلم اٹھایا اور صفحے کے نیچے سیکرٹری خارجہ کی پرنٹڈ مہر پر دستخط کر دیئے۔ پھر انہوں نے قلم واپس رکھا اور فائل بند کی اور اسے اٹھا کر دائیں طرف موجود فائل کیبنٹ میں رکھ دیا جہاں پہلے سے چند فائلیں پڑی تھیں۔

فائل رکھ کر انہوں نے طویل سانس لیا اور آنکھوں پر لگی ہوئی عینک اتار کر میز پر رکھ دی اور اپنا سر کرسی کی پشت سے لگا کر آنکھیں موند لیں۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مسلسل کام کرنے کی وجہ سے تھک گئے ہوں اور اب اس طرح آرام کر رہے ہوں کہ اچانک کمرے میں چپڑاسی داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا لفافہ تھا۔

"سر"... چپڑاسی نے اندر آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سر سلطان نے اس کی آواز سن کر آنکھیں کھول دیں۔

"یس"... سر سلطان نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کے لئے آیا ہے سر"... چپڑاسی نے لفافہ ان کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے۔ کیا ہے اس میں"... سر سلطان نے اس سے لفافہ لیتے ہوئے کہا۔ انہوں نے لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ لفافے پر صرف ان کا نام لکھا تھا اور لفافہ سیلڈ تھا۔

"کہاں سے آیا ہے یہ"... سر سلطان نے پوچھا۔

"ایک صاحب آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس میں آپ کے لئے ایک ضروری فائل ہے"... چپڑاسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون صاحب تھے"... سر سلطان نے پوچھا۔

"انہوں نے اپنا نام نہیں بتایا"... چپڑاسی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لیتا ہوں۔ تم جاؤ"... سر سلطان نے کہا تو چپڑاسی سر ہلا کر باہر کی طرف مڑ گیا۔

"شرفو"... سر سلطان نے چپڑاسی کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"... چپڑاسی نے جس کا نام شرفو تھا، جلدی سے مڑ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ فائلیں لے جا کر احمد دین کو دے دو اور اس سے کہو کہ وہ ان تمام فائلوں کو آج ہی متعلقہ ڈیپارٹمنٹس کے لئے ڈسپیچ کر دے"... سر سلطان نے کہا۔

"یس سر"... شرفو نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کینٹ سے

فائلیں اٹھائیں اور باہر نکل گیا۔ سر سلطان ایک بار پھر اس لفافے کو دیکھنے لگے جو شرفو دے گیا تھا۔ انہوں نے لفافہ کھول کر اس میں موجود ایک فائل نکال لی۔

فائل پر موٹے حروف میں ایس این لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے فائل کھولی تو فائل میں چند کاغذات تھے۔ سر سلطان نے میز پر رکھی ہوئی اپنی مخصوص عینک اٹھا کر آنکھوں پر لگائی اور پھر وہ ان کاغذات کو پڑھنے لگے۔ تحریر پڑھتے ہوئے ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔ انہوں نے تمام کاغذات پڑھے اور پھر انہیں میز پر رکھ دیا۔

"حیرت ہے۔ یہ سب کر کے آخر وہ ثابت کیا کرنا چاہتی ہے"... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چند لمحے وہ سوچتے رہے پھر انہوں نے میز پر پڑے ہوئے ایک فون کو اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا اور آخری کاغذ پر لکھے ہوئے ایک نمبر کو دیکھ کر وہ فون کے نمبر پریس کرنے لگے۔

"السلام علیکم انکل۔ میں سارہ بول رہی ہوں"... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"وعلیکم السلام۔ لیکن تمہارا نام تو"... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے وقتی طور پر اپنا نام تبدیل کر لیا ہے انکل۔ اب آپ بھی مجھے سارہ ہی کہیں گے۔ سارہ نواب"... دوسری طرف سے شوخ سے لہجے میں کہا گیا۔

"لیکن بیٹی ۔ یہ سب کیا ہے"... سر سلطان نے کہا۔

"فائل آپ کے پاس پہنچ گئی ہے انکل ۔ کیا آپ نے فائل تفصیل سے نہیں پڑھی"... دوسری طرف سے سارہ نواب نے کہا۔

"پڑھ لی ہے ۔ اسی لئے تو تم سے بات کر رہا ہوں ۔ تم یہ سب کیوں کرنا چاہتی ہو"... سر سلطان نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں یہ جس مقصد کے لئے کر رہی ہوں اس کی تفصیل کل میں نے آپ سے ملاقات کے دوران بتا دی تھی ۔ کیا آپ بھول گئے ہیں"... سارہ نواب نے کہا۔

"نہیں بیٹی ۔ یہ سب غلط ہے ۔ تمہاری پلاننگ واقعی بہترین اور انتہائی فول پروف ہے ۔ مگر یہ معاملہ ملک و قوم کے مفاد کے لئے خطرے کا باعث بھی بن سکتا ہے ۔ اگر تمہارے اس کھیل میں ذرا سی بھی گڑبڑ ہو گئی اور ڈی ایچ غلط ہاتھوں میں چلا گیا تو تم نہیں جانتی پاکیشیا کو کس قدر شدید دھچکا لگ سکتا ہے ۔ ڈی ایچ محفوظ ہاتھوں میں ہے اس لئے تمہیں اس کے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے"... سر سلطان نے کہا۔

"میں نے بہت سوچ سمجھ کر پلان بنایا ہے انکل ۔ اس معاملے میں دور دور تک کسی خطرے کا نشان تک نہیں ہے ۔ پھر بھی میں ڈی ایچ کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کروں گی ۔ اس کا کسی غلط ہاتھوں میں جانے کے بارے میں آپ سوچیں بھی نہیں"... دوسری طرف سے سارہ نواب نے کہا۔

"نہیں بیٹی ۔ تم ڈی ایچ کی اہمیت سے بخوبی واقف ہو ۔ میں اس سلسلے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا ۔ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ ڈی ایچ محفوظ ہے ۔ کسی کا اس تک پہنچنا ناممکن ہے ۔ تم اس کی فکر چھوڑ دو"... سر سلطان نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن انکل"... دوسری طرف سے سارہ نواب نے کچھ کہنا چاہا۔

"نہیں بیٹی ۔ میں معذرت کر چکا ہوں ۔ اب اس سلسلے میں مزید کوئی بات نہ کرو"... سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا۔

"انکل پلیز ۔ میں جو کچھ کروں گی سوچ سمجھ کر اور پلاننگ کے ساتھ کروں گی ۔ ملک کی بقاء کو خطرے میں ڈالنے کے بارے میں تو میں کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی ۔ میں عرصہ دراز سے غائب تھی ۔ اب آئی ہوں تو میں اپنی صلاحیتوں کو پھر سے نکھارنا چاہتی ہوں ۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی دیکھنا چاہتی ہوں کہ میں جس سروس کے ساتھ کام کرتی تھی اس کی کارکردگی اور معیار کیا ہے ۔ کیا وہ اب بھی ویسے ہی ہیں جن کے ساتھ کام کر کے میں فخر محسوس کیا کرتی تھی"۔

میں ان کے کارنامے پڑھتی رہتی ہوں مگر ان کے کام کرنے کے انداز میں بے پناہ فرق آ چکا ہے ۔ میں ان کا مورال بڑھانا چاہتی ہوں انہیں دوبارہ اس ڈگر پر لانا چاہتی ہوں جو ان سب کا خاصہ تھا ۔ مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے وہ سب ڈرے ڈرے اور ہاتھ پیر بچا کر کام کرنے کے عادی ہو گئے ہیں ۔ عملی طور پر کام کرنے کی بجائے ادھر

ادھر سے معلومات اکٹھی کر کے وہ مجرموں تک رسائی حاصل کرتے ہیں اور پھر انہیں دبوچ کر ایک جھٹکے سے ان کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ یہ سب درست ہے کہ ان کے نام کا ڈنکا پوری دنیا میں بج رہا ہے اور ان سے ٹاپ ایجنٹس اور فعال ایجنسیاں ڈرتی ہیں مگر اس کے باوجود مجھے ان کے کام کرنے کا انداز پسند نہیں آرہا۔ بھاگ دوڑ اور ہاتھ پیر چلانے کو اب وہ کوئی ترجیح ہی نہیں دیتے۔ ایکشن، مزاح اور اس کی زندہ دلی جیسے جمود کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ میں ان کا جمود ختم کرنا چاہتی ہوں اور انہیں واپس ان کے رنگ ڈھنگ میں لانا چاہتی ہوں آپ مجھے اس مشن پر کام کرنے کی اجازت دیں پھر دیکھیں میں انہیں کس طرح اپنے پیچھے بھگاتی ہوں۔ ان کی تیز طراری، ہوشیاری اور ایکشن کے ساتھ ساتھ ان کی زندہ دلی نہ لوٹ آئی تو آپ میرا نام بدل دینا اور پھر ڈی ایچ کو جو خطرہ ہے وہ بھی ہمیشہ کے لئے ٹل جائے گا۔ آپ نہیں جانتے میری انفارمیشن کے مطابق ایکریمیا کی جو ایجنسی ڈی ہائٹ کی متلاشی ہے وہ ہر حال میں ڈی ہائٹ تک پہنچنے کی کوشش کر سکتی ہے۔ اگر اصلی ڈی ہائٹ میرے حوالے کر دیا جائے تو وہ زیادہ محفوظ رہے گا اور کسی کو گمان بھی نہیں ہو گا کہ ڈی ہائٹ کہاں ہے"... دوسری طرف سے سارہ نواب نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری ان باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر تم ان کا جمود ہی توڑنا چاہتی ہو تو اس کے لئے کوئی اور تجویز سوچو۔ کیا اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ تم ڈی ایچ کے لئے ہی کام کرو تو وہ تمہارے

پیچھے بھاگتے پھریں گے"... سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ ڈی ایچ کے لئے انہیں ایک بار پھر متحرک ہونا پڑے گا۔ میں ڈی ایچ کے لئے ان سب کو ایسا نگنی کا ناچ نچاؤں گی جس کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتے۔ آپ پلیز اس سلسلے میں میری مدد کریں۔ میں آپ سے یہ نہیں پوچھوں گی کہ ڈی ایچ کہاں ہے۔ ڈی ایچ کو میں خود ٹریس کروں گی اور اسے جیسے بھی ہو حاصل کر لوں گی اور اسے لے جا کر ایسی جگہ چھپا دوں گی جہاں کسی کا خیال تک نہیں پہنچ سکتا۔ اپنے اور ڈی ایچ تک پہنچنے کے لئے میں ہر قدم پر ان کے لئے نشان چھوڑتی جاؤں گی۔ اگر وہ مجھ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تو ٹھیک ورنہ میں خود ہی ان کے سامنے آجاؤں گی اور ڈی ایچ ان کے حوالے کر دوں گی۔ میں نے ان کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لی ہیں۔ وہ سب آج کل فارغ ہیں۔ اگر اس دوران کوئی اور معاملہ سامنے آیا تو میں خود ہی پیچھے ہٹ جاؤں گی"... سارہ نواب نے کہا۔

"ڈی ایچ کے لئے تو میں تمہیں کسی طور پر اجازت نہیں دوں گا۔ ایسا کر کے میں بھی ملک سے غداری کرنے کا مرتکب ہو جاؤں گا۔ تمہارے اس بچگانہ کھیل کے لئے میں ملک کی بقاء اور سالمیت کو داؤ پر لگانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا"... سر سلطان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"انکل۔ کیا آپ مجھے نہیں جانتے۔ کیا آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں

ہے"... سارہ نواب نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"میں تمہیں بخوبی جانتا ہوں اور تم پر بھروسہ بھی کرتا ہوں بیٹی اس کے باوجود میں ڈی ایچ کے سلسلے میں کوئی رسک نہیں لوں گا"... سر سلطان نے خشک لہجے میں کہا۔

"پلیز انکل"... دوسری طرف سے سارہ نواب نے التجائیہ انداز میں کہا۔

"نہیں بیٹی۔ سوری۔ آئی ایم رئیلی سوری۔ تم کوئی دوسرا طریقہ سوچو"... سر سلطان نے کہا۔

"کیا یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے انکل"... دوسری طرف سے سارہ نواب نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں۔ قطعی اور آخری فیصلہ جس میں لچک کی کوئی گنجائش نہیں ہے"... سر سلطان نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے انکل۔ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے"... سارہ نواب نے کہا۔

"ہونی بھی نہیں چاہئے۔ اگر یہ ملکی مفادات کا معاملہ نہ ہوتا تو میں تمہیں کبھی انکار نہ کرتا"... سر سلطان نے کہا۔

"اوکے انکل۔ اور کچھ نہیں تو آپ میرے ساتھ ایک وعدہ تو کر سکتے ہیں"... سارہ نواب نے کہا۔

"وعدہ۔ کیسا وعدہ"... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

"میرے بارے میں اور میری پلاننگ کے بارے میں آپ عمران

کو کچھ نہیں بتائیں گے۔ عمران کو یہ بھی معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ میں یہاں آ چکی ہوں"... دوسری طرف سے سارہ نواب نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں عمران کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ اور کچھ"... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو میں نے پلاننگ کی جو فائل بھیجی ہے اسے آپ ضائع کر دیں۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹھکانے اور اپنے بچے لگانے کا کوئی اور طریقہ سوچتی ہوں"... سارہ نواب نے کہا۔

"مگر وہ طریقہ کار ہو گا کیا"... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"آپ بے فکر رہیں انکل۔ اب میں جو بھی طریقہ اختیار کروں گی اس کا تعلق ملک کی کسی اہم چیز، فائل یا ایسی ایجادات سے نہیں ہو گا جس سے ملک کی بقاء اور سالمیت کو کسی بھی طرح خطرہ لاحق ہو سکتا ہو۔ اس معاملے میں اب نہ آپ ملوث ہوں گے اور نہ پاکیشیا۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے"... سارہ نواب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ لیکن یہ سن لو اگر تم نے ایسا کچھ کیا تو میں عمران سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ میں اسے تمہاری حقیقت بھی بتا دوں گا اور تمہاری پلاننگ بھی"... سر سلطان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں انکل۔ اب میں ایسا کچھ نہیں کروں گی"... سارہ نواب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ مجھے تم پر یقین ہے بیٹی۔ تم وہی کرتی ہو جو کہتی ہو"... سر سلطان نے کہا۔

"تھینک یو انکل ۔ آپ کا اعتماد ہی میرا سرمایہ ہے"... دوسری طرف سے سارہ نواب نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تم اب ہو کہاں"... سر سلطان نے پوچھا۔

"جہاں بھی ہوں بالکل خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت سے نیک مطلوب ہوں"... سارہ نواب نے ہنستے ہوئے کہا تو سر سلطان بھی ہنس پڑے۔

"جہاں بھی ہو خوش رہو ۔ میری دعائیں اور نیک تمنائیں تمہارے ساتھ ہیں"... سر سلطان نے کہا۔

"او کے انکل ۔ اب اجازت"... دوسری طرف سے سارہ نواب نے کہا۔

"او کے بیٹی ۔ اللہ حافظ"... سر سلطان نے کہا۔

"اللہ حافظ"... سارہ نواب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا ۔ سر سلطان نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا ۔ ان کے چہرے پر اب اطمینان جھلک رہا تھا۔

"بے وقوف لڑکی ۔ عمران جیسے انسان کے ساتھ کھیل کھیلنا چاہتی ہے ۔ عمران کو بے وقوف بنانا اس کے لئے آسان نہیں ہو گا ۔ وہ اسے فوراً پہچان لے گا اور آسانی سے اس تک پہنچ جائے گا ۔ وہ نہیں جانتی عمران ذہنی طور پر اس سے کہیں آگے نکل چکا ہے جس کے ساتھ کھیل کھیلنا اس کے لئے مشکل ہو گا ۔ بہت مشکل"... سر سلطان نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔

انہوں نے فائل اٹھائی اور پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈسٹ بن میں پھینک دیا ۔ پھر انہوں نے میز کے نیچے لگی ہوئی بیل بجائی تو شرفو فوراً اندر آ گیا۔

"جی صاحب"... شرفو نے اندر آ کر انہیں مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"سکندر سے کہو کہ وہ کار نکالے ۔ مجھے گھر جانا ہے"... سر سلطان نے کہا تو شرفو اثبات میں سر ہلا کر واپس مڑ گیا ۔ کچھ دیر بعد اس نے واپس آ کر بتایا کہ ان کا ڈرائیور کار نکال چکا ہے تو سر سلطان اٹھ کھڑے ہوئے۔

انہوں نے اپنے پی اے کو بلا کر اسے چند ہدایات دیں اور پھر وہ آفس سے نکلتے چلے گئے ۔ چند لمحوں بعد وہ سرکاری کار میں بیٹھے اپنی رہائش گاہ کی جانب بڑھے چلے جا رہے تھے ۔ انہوں نے اپنا سر سیٹ سے لگا کر آنکھیں موند رکھی تھیں ۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں تیز اور انتہائی ناگوار بو کا احساس ہوا ۔ انہوں نے فوراً آنکھیں کھول دیں لیکن اسی لمحے انہیں اپنا سر چکراتا ہوا معلوم ہوا اور ساتھ ہی انہیں اپنی آنکھوں کے آگے سیاہ چادر تنتی محسوس ہوئی۔

"یہ ۔ یہ کیا ۔ مم ۔ میں"... سر سلطان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا مگر اندھیرا ان کے ذہن پر حاوی ہو چکا تھا ۔ وہ لہرائے اور بے ہوش ہو کر ایک طرف سیٹ پر گرتے چلے گئے۔

جیسے ہی وہ بے ہوش ہوئے ڈرائیور سکندر نے فوراً کار سڑک کے کنارے پر روکی اور اس نے جلدی جلدی کار کے بند شیشے کھولنے شروع کر دیئے۔

شیشے کھول کر اس نے کار ایک بار پھر آگے بڑھائی۔ کچھ دیر وہ سانس روکے کار ڈرائیو کرتا رہا پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ کار میں موجود زود اثر گیس کا اثر ختم ہو گیا ہے تو وہ منہ کھول کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ اس نے جیب سے ایک جدید سیل فون نکالا اور اس کے مختلف بٹن پریس کر کے کان سے لگا لیا۔

"یس"... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک تیز نسوانی آواز سنائی دی۔

"راجہ بول رہا ہوں مادام"... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ کہو کام کا کیا ہوا"... دوسری طرف سے مادام نے اس کی آواز پہچانتے ہوئے کہا۔

"کام ہو گیا ہے مادام"... ڈرائیور نے عقبی شیشے سے پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑے سر سلطان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کام ہو گیا ہے۔ گڈ شو۔ گڈ شو راجہ۔ کہاں ہو تم اور وہ کہاں ہے"... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"وہ میرے ساتھ ہے مادام۔ میں راستے میں ہوں۔ زیادہ سے زیادہ بیس منٹ بعد میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا"... راجہ نے کہا۔

"اوکے۔ میں شدت سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ جلدی

پہنچو"... مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجہ نے بھی سیل فون آف کیا اور اسے اوپر والی جیب میں رکھ لیا۔

اس نے مین سڑک سے کار موڑی اور سر سلطان کی رہائش گاہ کی طرف جانے والی سڑک کے بجائے دوسری طرف موڑی لی۔ اس کے چہرے پر سکون ہی سکون تھا۔

Malik Farrukh Nadeem
Pakistanipoint

دستک کی آواز سن کر لڑکی نے یکدم آنکھیں کھول دیں ۔ وہ ایزی چیئر پر بیٹھی آرام کر رہی تھی ۔ وہ مقامی لڑکی تھی ۔ اس کا رنگ سرخ و سفید تھا ۔ غزالی آنکھیں جن میں تیز چمک تھی اس کی ذہانت کی غماز تھی ۔ اس کے تراشیدہ براؤن بال اس کے کاندھوں تک لہرا رہے تھے ۔ اس نے سرخ شرٹ اور جینز کی پینٹ پہن رکھی تھی ۔ دستک کی آواز سن کر وہ اٹھی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔

" کون ہے "... اس نے دروازے کے قریب جا کر کہا ۔

" میں ہوں مس سارہ ۔ آپ کا دلدار "... باہر سے ایک شوخ سی آواز سنائی دی تو لڑکی کا بے اختیار منہ بن گیا ۔ اس نے لاک کھول کر دروازہ کھولا تو باہر ایک دبلا پتلا نوجوان کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا ۔ وہ خاصا خوش شکل تھا مگر یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے چہرے پر حماقت برس رہی ہو ۔ اس نے ڈھیلا ڈھالا سا لباس پہن رکھا تھا ۔

اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے ۔ چہرے پر داڑھی بڑھ رہی تھی ۔ اس کے چہرے پر قدرے تھکاوٹ کے تاثرات بھی نمایاں تھے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ میلوں پیدل چل کر آ رہا ہو ۔

" ہونہہ ۔ یہ تمہارے آنے کا وقت ہے "... سارہ نے منہ بنا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" اگر یہ میرا آنے کا وقت نہیں ہے تو اور کون سا ہے "... آنے والے شخص نے احمقانہ لہجے میں کہا ۔

" بکو مت ۔ دیر سے کیوں آئے ہو "... سارہ نے منہ بنا کر کہا ۔

" پیدل آ رہا ہوں ۔ دیر تو ہونی تھی "... نوجوان نے کہا ۔

" پیدل ۔ کیوں ۔ تمہاری کار کا کیا ہوا ۔ ابھی چند دن پہلے تو تم نے نئی کار خریدی تھی "... سارہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

" پیدل چل چل کر میری ٹانگوں کا برا حال ہو گیا ہے ۔ اگر مجھے اندر آ کر کچھ دیر بیٹھنے دو تو میں تمہیں اپنی دکھ بھری داستان سنا سکوں گا "... نوجوان نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے کہا ۔ سارہ چند لمحے غور سے اس کی شکل دیکھتی رہی پھر اس نے زور سے سر جھٹک دیا ۔

" ٹھیک ہے ۔ آؤ اندر "... سارہ نے کہا تو نوجوان جیسے لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھا اور سامنے موجود ڈرائینگ روم میں داخل ہو کر صوفے پر یوں ڈھیر ہو گیا جیسے واقعی مسلسل چل چل کر وہ بری طرح سے تھک گیا ہو ۔ سارہ نے دروازہ بند کیا اور پلٹ کر واپس آ گئی ۔

"ہاں ۔ اب بتاؤ ۔ کیا معاملہ ہے"... سارہ نے اس کے سامنے دوسرے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"معاملہ ۔ کون سا معاملہ ۔ کیسا معاملہ"... نوجوان نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تم پیدل کیوں آرہے ہو ۔ تمہاری کار کہاں ہے اور تم پچھلے کئی روز سے تھے کہاں"... سارہ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔ ارے ۔ تم ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو جو ایک ساتھ اتنے سوال کر رہی ہو"... نوجوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں پہلے ہی پریشان ہوں دلدار ۔ مجھے اور پریشان نہ کرو"... سارہ نے منہ بنا کر کہا۔

"پریشان ہو ۔ لیکن مجھے تو تمہارے چہرے پر پریشانی نہیں لگتی ۔ میرا میرا مطلب ہے پشتی ۔ اوہ سوری ٹپکتی دکھائی نہیں دے رہی"... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دلدار پلیز ۔ سارہ نے سر جھٹک کر کہا۔

"دلدار پلیز ۔ مگر میرا نام دلدار ولد خونخوار ہے ۔ دلدار پلیز تو نہیں ہے"... دلدار نے اسی انداز میں کہا۔

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں ۔ اگر تمہیں کچھ بتانا ہے تو بتاؤ ورنہ جاؤ یہاں سے"... سارہ نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے ۔ تم تو واقعی غصے میں آگئی ہو"... دلدار نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اس کی یہ گھبراہٹ مصنوعی تھی۔

"تو اور کیا ۔ تمہارا کیا خیال ہے میں تم سے مذاق کر رہی تھی"... سارہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔ ہماری ایسی قسمت کہاں جو تم جیسی حسین لڑکی ہم سے مذاق کر سکے"... دلدار نے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"تم پھر پٹڑی سے اتر رہے ہو"... سارہ نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں پٹڑی پر چڑھا ہی کب تھا"... دلدار نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ آخر تم چاہتے کیا ہو"... سارہ نے سر جھٹک کر کہا۔

"آہستہ بتاؤں یا چلا کر"... دلدار نے کہا۔

"کیا مطلب ۔ کیا بکواس ہے یہ"... سارہ نے کہا۔

"ارے ۔ تم نے خود ہی تو پوچھا ہے کہ میں کیا چاہتا ہوں ۔ اب یہ بات آہستگی سے سنو گی یا زور سے"... دلدار نے کہا۔

"بتاؤ ۔ کیا چاہتے ہو"... سارہ نے کہا۔

"میں صرف اور صرف تمہیں چاہتا ہوں"... دلدار نے ٹھیٹ عشقانہ انداز میں کہا تو سارہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"دلدار ۔ تم حد سے بڑھ رہے ہو"... سارہ نے غراتے ہوئے کہا۔

"غلط فہمی ہوئی ہے تمہیں ۔ میں ابھی تک اپنی حد میں ہوں"... دلدار بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

"جہنم میں جاؤ ۔ میں اب تم سے کچھ نہیں پوچھوں گی"... سارہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ۔ کیا چائے کا بھی نہیں پوچھو گی ۔ تم ایسی بے مروت تو نہ تھی"... دلدار نے کہا۔

"جب تک تم مجھے کچھ بتاؤ گے نہیں اس وقت تک چائے تو کیا میں تمہیں پانی کا ایک گلاس بھی نہیں پلاؤں گی ۔ سمجھے تم"... سارہ نے کہا۔

"ایسا ظلم مت کرنا ورنہ میں پیاسا مر جاؤں گا"... دلدار نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے تمہارے سر پر بھوت سوار ہے جو تم اس قدر احمقانہ باتیں کر رہے ہو"... سارہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ۔ میرے جیسے بھوت کو دیکھ کر بڑے بڑے بھوت اپنی دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں"... دلدار نے کہا۔

"بڑی خوش فہمی ہے تمہیں"... سارہ نے کہا۔

"بالکل ہے ۔ کیوں تمہیں یقین نہیں ہے کیا"... دلدار نے کہا۔

"نہیں ۔ بالکل نہیں"... سارہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ تو بلاؤ کسی بھوت کو ۔ جیسے ہی میں اس کے سامنے آؤں گا دیکھنا وہ کس طرح سر پر پیر رکھ کر بھاگتا ہے ۔ اس نے اپنی دھوتی کرتہ یہاں نہ چھوڑ دیا تو کہنا"... دلدار نے کہا تو اس بار نہ چاہتے ہوئے بھی سارہ ہنس پڑی۔

"سچ مچ احمق ہو تم"... سارہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ۔ تمہیں پتہ بھی چل گیا"... دلدار نے کہا۔

"کیا پتہ چل گیا"... سارہ نے اس کی بات نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ میں احمق ہوں"... دلدار نے کہا تو سارہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"احمقوں کے ساتھ اس طرح ہنسو گی تو لوگ تمہیں بھی احمق کہنا شروع کر دیں گے"... دلدار نے کہا۔

"مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے"... سارہ نے کہا۔

"میری بھی نہیں"... دلدار نے کہا۔

"نہیں ۔ بالکل بھی نہیں"... سارہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اف ۔ کس قدر بے درد لڑکی ہو تم ۔ تمہارے دل میں گردہ نام کی کوئی چیز نہیں ہے"... دلدار نے احمقانہ لہجے میں کہا تو سارہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"اب یہ فضول باتیں چھوڑو اور سنجیدہ ہو جاؤ"... سارہ نے سر جھٹک کر کہا۔

"سنجیدہ ہونے کے لئے مجھے رنجیدہ ہونا پڑے گا اور رنجیدہ ہونے کا حق صرف لڑکیاں ہی اٹھا سکتی ہیں ۔ مجھ جیسے مرد نہیں"... دلدار نے کہا۔

"پھر وہی بکواس ۔ آخر تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے"... سارہ نے تنگ کر کہا۔

"میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے"... دلدار نے کہا۔

"پیٹ میں درد ہو رہا ہے ۔ کیوں ۔ کیا ہوا ہے"... سارہ نے

چونک کر کہا۔

"پچھلے دو روز سے بھوکا ہوں۔ بھوک کے مارے پیٹ میں درد نہیں ہو گا تو کیا ہو گا"... دلدار نے معصوم سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"دو روز سے کچھ نہیں کھایا۔ کیا مطلب۔ کیوں نہیں کھایا"... سارہ نے چونک کر کہا۔

"میں نے یہ کب کہا ہے کہ میں نے دو روز سے کچھ نہیں کھایا۔ میں نے تو صرف اتنا کہا ہے کہ میں دو روز سے بھوکا ہوں"... دلدار نے کہا۔

"کیا مطلب۔ آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو"... سارہ نے کہا۔

"بازاری کھانے کھا کھا کر اور بازاری چائے پی پی کر میرے معدے کا ستیا بلکہ سوا ستیاناس ہو گیا ہے۔ ہوٹلوں سے جتنا مرضی کھا لو پیٹ ہی نہیں بھرتا۔ جب تک تمہارے ہاتھ کا پکا کچھ کھا نہ لوں"... دلدار نے کہا۔

"لگتا ہے میں نے تمہیں یہاں لا کر غلطی کی ہے۔ تم جیسا احمق بھلا میرے کیا کام آ سکتا ہے"... سارہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس کی بڑبڑاہٹ اتنی تھی جسے دلدار نے آسانی سے سن لیا تھا۔

"اب یہ تمہیں پتہ ہو کہ تم نے مجھے یہاں لا کر اچھا کیا ہے یا غلط"... دلدار نے بدستور ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ"... سارہ نے ہنکارہ بھرا۔ اس کے چہرے پر اب بیزاری

کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"اگر میں کہوں کہ میں نے ڈی ہائٹ کا پتہ لگا لیا ہے تو پھر"... دلدار نے سارہ کو غور سے دیکھنے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر سارہ بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔ ذرا پھر کہنا"... سارہ نے اس انداز میں کہا جیسے اس نے ٹھیک طرح سے دلدار کی بات سنی ہی نہ ہو۔

"ڈی ہائٹ کا مجھے پتہ چل گیا ہے کہ وہ کہاں ہے"... دلدار نے کہا تو سارہ یکلخت اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو"... اس نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہارے سر کے بالوں کی قسم"... دلدار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہے ڈی ہائٹ۔ کس کے پاس ہے اور تمہیں اس کے بارے میں انفارمیشن کہاں سے ملی ہیں"... سارہ نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے ایک ساتھ کئی سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ دھیرج سے کام لو۔ تم تو پھر یکدم ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو گئی ہو"... دلدار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پلیز دلدار مجھے بتاؤ"... سارہ نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"بتاؤں گا۔ مگر ابھی نہیں"... دلدار نے کہا۔

Iqbal Farooq
Pakistanipoint

"ابھی نہیں ۔ ابھی نہیں سے تمہارا کیا مطلب ہے"... سارہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"پہلے چائے وغیرہ کا انتظام کرو پھر سب کچھ بتاؤں گا"... دلدار نے پھر پیڑی سے اترتے ہوئے کہا تو سارہ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے

"ٹھیک ہے ۔ لاتی ہوں ۔ لیکن اس کے بعد بھی تم نے مجھے کچھ نہ بتایا تو یاد رکھنا میں تمہارا وہ حشر کروں گی جس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے"... سارہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے کیا پڑی ہے سوچنے کی ۔ خود ہی سوچ لینا"... دلدار نے ڈھٹائی سے کہا تو سارہ پاؤں پٹختی ہوئی کمرے سے نکل گئی ۔ اسے پاؤں پٹختا دیکھ کر دلدار بے اختیار ہنس پڑا ۔ کچھ دیر بعد سارہ ایک ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر آئی ۔ ٹرالی میں کافی کے دو مگ اور سنیکس کی پلیٹ موجود تھی۔

"دونوں مگ اور پلیٹ صرف میرے لئے ہی ہے ناں"... دلدار نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں"... سارہ نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ ۔ تھینک یو ۔ تھینک یو سارہ ۔ تم واقعی بے حد فراخ دل ہو"... دلدار نے خوشی سے باچھیں پھیلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سنیکس پر ندیدوں کی طرح ٹوٹ پڑا ۔ اس نے واقعی کافی کے دونوں مگ خالی کر دیئے تھے ۔

"حد سے زیادہ ندیدے ہو"... سارہ نے چڑے ہوئے انداز میں

کہا۔

"جو چاہے سمجھو ۔ بہرحال تم اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو"... دلدار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ڈی ہائٹ کے بارے میں بتا رہے تھے"... سارہ نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ ڈی ہائٹ ایک ایسے آلے کا نام ہے جو حال ہی میں پاکیشیا کے ایک سائنس دان نے ایجاد کیا ہے ۔ اس آلے کی بدولت پاکیشیا کا دفاعی نظام بے حد مضبوط اور طاقتور ہو گیا ہے ۔ خاص طور پر اس ڈی ہائٹ نامی آلے کی بدولت پاکیشیا کے میزائلوں میں انقلابی تبدیلی لائی جا رہی ہیں ۔ اب پاکیشیا کو میزائل فائر کرنے کے لئے میزائلوں میں نہ کسی ایندھن کی ضرورت پیش آئے گی اور نہ ہی اس میں کوئی اور انرجی استعمال ہو گی ۔ ڈی ہائٹ آلہ سولر سسٹم کے تحت کام کرتا ہے جو نہ صرف میزائلوں کی انرجی بلکہ ان کے ہر خرچ کے ایندھن کی ضرورت آسانی سے پورا کر سکتا ہے ۔ اس آلے کی وجہ سے پاکیشیائی میزائلوں کی رفتار ہزاروں گنا بڑھ جائے گی بلکہ اس آلے سے دنیا کے کسی بھی ملک کو ٹارگٹ بنا کر اسے لمحوں میں سیاہ سیٹ کیا جا سکتا ہے ۔

پاکیشیا نے ابھی اس آلے کو پوری دنیا سے چھپا رکھا ہے ۔ وہ بڑی خاموشی سے اس آلے کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں تیار کر رہا ہے تاکہ وہ پاکیشیا کے تمام میزائلوں میں فٹس کیا جا سکے ۔ جس روز پاکیشیا اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اس روز سپر پاورز میں سب

سے پہلا نام پاکیشیا کا ہو گا اور واقعی سپر پاورز ممالک بھی پاکیشیا کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں گے"... دلدار نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے یہ پوچھا تھا کہ ڈی ہائٹ کہاں ہے اور اس کا موجد کون ہے۔ تم نے میرے سامنے اس کی افادیت کے بارے میں بتانا شروع کر دیا ہے۔ کیا مجھے یہ سب کچھ پہلے سے معلوم نہیں تھا"... سارہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ غصے سے بل کیوں کھا رہی ہو۔ بتا تو رہا ہوں"... دلدار نے کہا۔

"تو بتاؤ"... سارہ نے کہا۔

"ڈی ہائٹ کے موجد کا نام ڈاکٹر انور عباس ہے"... دلدار نے کہا تو سارہ پہلے تو حیرت سے دلدار کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ یکلخت اچھل پڑی۔

"ڈاکٹر انور عباس۔ اوہ۔ اوہ"... سارہ نے حیرت کی شدت سے کہا۔ اسے اس طرح حیران ہوتے دیکھ کر دلدار بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں۔ کیا ہوا۔ ڈاکٹر انور عباس کا نام سن کر تم اس طرح اچھلی کیوں ہو۔ کیا تم اسے جانتی ہو"... دلدار نے کہا۔ اس بار اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"ہاں۔ اوہ نہیں"... سارہ نے کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا۔

"کیا بات ہوئی۔ ہاں بھی اور نہیں بھی"... دلدار نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ تم بتاؤ"... سارہ نے سر جھٹک کر کہا۔

"نہیں پہلے تم بتاؤ۔ ڈاکٹر انور عباس کے نام پر تمہارا رویہ اور انداز کیوں بدل گیا ہے"... دلدار نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا ہے ناں کوئی بات نہیں ہے۔ تم تفصیل بتاؤ"... سارہ نے کہا تو دلدار چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے بھی سر جھٹک دیا۔

"بہرحال۔ ڈی ہائٹ کو ڈاکٹر انور عباس نے ایجاد کیا ہے اور اب وہ اس آلے کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں بنانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس کے لئے حکومت نے باقاعدہ انہیں زیادہ سے زیادہ آلے بنانے کی مشینری بہم پہنچا دی ہے۔ انہوں نے اس مشینری کو کسی خفیہ پوائنٹ پر ایڈجسٹ کرا کر اس پر کام شروع کر دیا ہے۔ کچھ ہی عرصہ بعد مشینری باقاعدہ ورکنگ پوزیشن میں آ جائے گی اور پاکیشیا کے لئے ڈی ہائٹ کی تیاری کا کام شروع ہو جائے گا۔ میری اطلاع کے مطابق فرسٹ ڈی ہائٹ ڈاکٹر انور عباس کے پاس ہی موجود ہے اور انہوں نے اسے اپنی رہائش گاہ کے کسی خفیہ لاکر میں رکھا ہوا ہے"... دلدار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہ تمام تفصیلات کہاں سے ملی ہیں"... سارہ نے پوچھا۔

"تم گٹھلیاں کھاؤ۔ آموں اور اس کے پیڑوں کو چھوڑ دو"... دلدار

نے احمقانہ پن سے کہا۔

"کیا مطلب"... سارہ نے حیران ہو کر کہا۔

"مم۔ میرا مطلب ہے تم پیڑ کھاؤ۔ اوہ سوری۔ وہ کیا کہتے ہیں آم کھاؤ پتوں کو نہ گنو"... دلدار نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پلیز دلدار۔ مجھے بتاؤ۔ ان معلومات کے تمہارے پاس کیا ذرائع ہیں"... سارہ نے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

"کہہ رہا ہوں ناں کہ رہنے دو۔ بس اتنا جان لو کہ مجھے یہ سب کچھ جاننے کے لئے بے پناہ دولت خرچ کرنی پڑی ہے اور اپنی کار کا تحفہ بھی کسی کو دینا پڑا ہے جس کی وجہ سے میں بے کار اور خوار ہوتا ہوا پیدل یہاں آیا ہوں"... دلدار نے کہا۔

"نہیں بتاؤ گے"... سارہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں"... دلدار نے سنجیدگی سے کہا تو سارہ نے ہونٹ بھینچ لئے چند لمحوں تک وہ دونوں خاموش بیٹھے رہے۔

"اب کیا سوچ رہی ہو"... دلدار نے سارہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے ڈی ہائٹ کے متعلق معلومات تو حاصل کر لی ہیں مگر"... سارہ کہتے کہتے رک گئی۔

"مگر۔ مگر کیا"... دلدار نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"دلدار۔ تم جانتے ہو کہ میں یہاں کس مقصد کے لئے آئی ہوں"... سارہ نے کہا۔

"ہاں جانتا ہوں"... دلدار نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں ڈی ہائٹ کی حفاظت کے لئے آئی ہوں۔ مجھے ایکریمیا میں چند خفیہ ذرائع سے انفارمیشن ملی تھی کہ ایکریمیا کی ایک ایجنسی پاکیشیا کی ایک اہم ایجاد ڈی ہائٹ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس ایجاد کے موجد کو بھی ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ساری انفارمیشن مجھے میرا کوئی ہمدرد بذریعہ فون دے رہا تھا۔ اس نے میرے پاس وہ ٹیپ بھی بھیجا تھا جس میں اس ایجنسی کا نام راڈل ایجنسی ہے۔ راڈل بذات خود اپنے ممبران کو پاکیشیا میں ڈی ہائٹ کے مشن کے بارے میں بریف کر رہا تھا۔

جب میں نے ٹیپ سنا تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں ڈی ہائٹ کو ہر صورت میں راڈل ایجنسی سے بچاؤں گی۔ پہلے میں نے سوچا کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو راڈل ایجنسی کے بارے میں انفارم کر دوں مگر پھر میں نے خود پاکیشیا جا کر ڈی ہائٹ کو راڈل ایجنسی سے بچانے کا پروگرام بنا لیا۔ میں نے یہ بھی سوچا تھا کہ میں خاموشی سے پاکیشیا جاؤں گی اور عمران کو بھی اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گی بلکہ میں پاکیشیا جاتے ہی ڈی ہائٹ اور اس کے موجد کو اپنے قبضے میں کر لوں گی اور راڈل ایجنسی پاکیشیا میں اپنا مشن مکمل کرنے میں ناکام رہے گی۔ ادھر میں نے عمران اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھی بلی چوہے کا کھیل کھیلنے کا فیصلہ کر لیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی بھی ڈی ہائٹ کی تلاش میں مارے مارے پھرتے رہیں گے۔ میں نے ان سب کے ساتھ کافی عرصہ مل کر کام

کیا ہے۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی تھی کہ میں ان کے ساتھ رہتی مگر حالات اور کچھ ذاتی وجوہات کی وجہ سے ان سے دور ہونا پڑا اور میں ایکریمیا سیٹل ہو گئی۔ پھر میں ایکریمیا میں ڈیڈی کے کاروبار میں اس قدر الجھ گئی کہ میں پاکیشیا اور ان سب کو یکسر بھول ہی گئی تھی۔ مجھے پاکیشیا، عمران اور اپنے دوسرے ساتھیوں کی یاد آئی تو میں ان سے ملنے کے لئے بے چین ہو گئی۔ میرا بس نہیں چلتا تھا ورنہ میں پر لگا کر اڑتی ہوئی ان کے پاس پہنچ جاتی۔ مجھے ان کے کارناموں کی تفصیل ایکریمین ایجنٹوں سے ملتی رہتی تھی۔

مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ میں اپنے جن ساتھیوں کو فعال، تیز رفتار اور انتہائی زیرک چھوڑ کر آئی تھی آہستہ آہستہ ان کی صلاحیتوں کو زنگ لگتا جا رہا ہے۔ ان کے کارناموں میں اب وہ تیزی اور پھرتیلا پن مجھے نظر نہیں آتا تھا جو ان سب کا خاصہ تھا۔ میں نے پاکیشیا میں آنے کا پروگرام تو بنا لیا مگر میں چاہتی تھی کہ میں ان سب کے سامنے اس انداز میں آؤں کہ وہ سب میری صلاحیتوں کا نہ صرف لوہا مان جائیں بلکہ وہ مجھ تک پہنچنے اور میری اصلیت جاننے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں۔

میں ان کے ساتھ بلی چوہے کا ایسا کھیل کھیلنا چاہتی تھی کہ وہ سب کے سب میرے لئے متحرک ہو جاتے۔ اس کے لئے میں نے پلاننگ کی تھی کہ میں پاکیشیا میں اپنے اصلی نام اور اصلی حلیئے سے نہیں آؤں گی اور میں پاکیشیا میں ایک ایسا جرم کروں گی جو بظاہر

خاص جرم ہو گا اور اس جرم کی وجہ سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران میرے پیچھے لگ جائیں اور میں سچ مچ ان کی ناک میں دم کر دوں گی۔

چنانچہ میں نے پاکیشیا سے ڈی ہائٹ اور اس کے موجد کو اڑانے کا پروگرام بنانا شروع کر دیا۔ اس سلسلے میں، میں نے پاکیشیا میں موجود مختلف ایجنسیوں سے رابطے کئے۔ ان افراد کو ٹٹولا جو دنیا کے تمام سائنس دانوں کی ایجادوں اور فارمولوں پر نظر رکھتے تھے اور ان کی معلومات فروخت کر کے دولت کماتے تھے لیکن مجھے کسی سے ڈی ہائٹ اور اس کے موجد کا علم نہ ہو سکا۔ تب میں نے یہاں کے نامور سائنس دان سرداور سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ بھی آل ورلڈ سائنسی سیمینار میں شرکت کے لئے ایکریمیا گئے ہوئے ہیں۔

پھر مجھے ڈاکٹر داور کے اسسٹنٹ توصیف کے بارے میں معلومات ملیں۔ میں نے اس کے بارے میں انکوائری کی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ پچھلے کئی روز سے بیمار ہے اور ایک پرائیویٹ ہسپتال میں ایڈمٹ ہے۔ میں فوراً وہاں پہنچ گئی۔ توصیف سے میری پرانی جان پہچان تھی۔ یونیورسٹی کے زمانے میں وہ میرا کلاس فیلو رہ چکا تھا۔ میرے اچانک سامنے آنے اور ملنے پر وہ بے حد خوش ہوا۔ میں گھنٹوں اس کے پاس بیٹھی رہی اور ہم پرانے کالج کے زمانے کی باتیں کرتے رہے۔ پھر میں نے باتوں باتوں میں

کی مصروفیات اور ان کی سائنسی ایجادات کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا تو اس نے مجھے ادھر ادھر کی باتوں میں لگا دیا مگر مجھے اس کی باتوں سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کسی اہم اور بڑی سائنسی ایجاد کے بارے میں جانتا ہے۔

وہ چونکہ پرائیویٹ ہسپتال کے پرائیویٹ روم میں تھا اور وہاں ہم دونوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا اس لئے میں نے اس سے اگلوانے کی کوشش کی۔ میں نے اس پر پروائمر ایسپرین کا سپرے کر دیا۔ اس سپرے کی وجہ سے توصیف نیم بے ہوش ہو گیا تھا۔ پھر میں نے اس پر ہپناٹزم کا عمل کیا اور اس کے لاشعور کو اپنی ٹرانس میں لے کر اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی تو اس نے مجھے ڈی ہائٹ نامی آلے کے بارے میں بتایا۔ اس نے مجھے اس آلے کی تمام افادیت کے بارے میں تفصیل بتا دی تھی مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اس آلے کا اصل موجد کون ہے۔

اس نے کہا تھا کہ سر داور اس سے اکثر ڈی ہائٹ آلے کا ذکر تو کرتے تھے اور اس کے بارے میں بعض اوقات تفصیل بھی بتاتے تھے مگر انہوں نے کبھی اس کے موجد کا نام نہیں لیا تھا۔ میں نے اس کے لاشعور کو چیک کرنے کی بے حد کوشش کی مگر وہ واقعی اس انوکھی ایجاد کے موجد کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ بہرحال میرے لئے یہی بہت تھا کہ مجھے ڈی ہائٹ کے بارے میں علم ہو گیا ہے۔

میں نے توصیف کے ذہن کو واش کیا اور اس کے ذہن سے یہ تک مٹا دیا کہ میں اس سے ملی تھی اور ہم دیر تک ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے تھے۔ پھر میں ہسپتال سے نکل آئی اور میں نے خفیہ طور پر ڈی ہائٹ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں مگر اس آلے کو ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا تھا۔ میں خود کو یہاں سب کی نظروں میں چھپائے رکھنا چاہتی تھی مگر مجھے ڈی ہائٹ تک پہنچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ تب میں نے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ ایک تو سر سلطان مجھے اچھی طرح جانتے تھے دوسرا مجھے یقین تھا کہ وہ یقیناً ڈی ہائٹ کے بارے میں کچھ نہ کچھ جانتے ہوں گے۔

اس کے علاوہ میں یہاں ایک تفریحی مشن بھی کرنا چاہتی تھی۔ اس کے لئے مجھے سر سلطان جیسی شخصیت کی معاونت کی بھی ضرورت تھی تاکہ میں انہیں اعتماد میں لے کر اطمینان سے اپنا کام کر سکوں۔ چنانچہ میں نے سر سلطان سے ملاقات کی۔ پہلے تو اتنے عرصے بعد وہ مجھے اپنے سامنے دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ میں نے انہیں تمام تفصیلات بتائیں اور جب انہیں میں نے یہ بتایا کہ میں یہاں کس مقصد کے لئے آئی ہوں تو وہ ہنسنے لگے۔ سر سلطان کے سامنے جب میں نے ڈی ہائٹ کا منصوبہ رکھا تو وہ بری طرح سے چونک پڑے تھے۔ انہیں اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ اس قدر ٹاپ سیکرٹ ایجاد کے بارے میں، میں کیسے جان سکتی ہوں تو میں نے ان سے کچھ

نہ چھپایا۔ میں نے انہیں سب کچھ سچ بتا کر مطمئن کر دیا تھا۔

میں چاہتی تھی کہ وہ مجھ پر اعتماد کریں۔ ڈی ہائٹ اور اس کے موجد کے بارے میں وہ مجھے بتا دیں تو میں خود ان کی حفاظت کے لئے کام کروں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ بھی مجھے ملی چوہے کا کھیل کھیلنے کا موقع دیں مگر وہ کسی طور پر یہ سب کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ آخر انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تحریری طور پر انہیں اپنی پلاننگ دوں تو شاید وہ اس سلسلے میں کچھ سوچیں گے۔ چنانچہ میں نے انہیں تحریری طور پر اپنی پلاننگ بھیج دی مگر انہوں نے میری وہ پلاننگ رد کر دی اور مجھے اس معاملے سے دور رہنے کا سختی سے حکم دے دیا جس کی وجہ سے میں خاموش ہو گئی۔ ان کا کہنا ہے کہ ڈی ہائٹ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ اس لئے مجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر میرا مقصد صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کو الجھانا ہے تو اس کے لئے مجھے کچھ اور کرنا چاہئے اور ایسی پلاننگ کرنی چاہئے جس سے ملک کا کوئی نقصان نہ ہو اور ملک پر کوئی حرف آتا ہو۔

میں سوچ سوچ کر تھک گئی تھی مگر میرے ذہن میں کوئی پلاننگ نہیں آ رہی تھی۔ پچھلے ایک ماہ سے میں عمران کی مصروفیات پر نظر ضرور رکھ رہی تھی۔ پھر میں نے عمران کو تنگ کرنے کے لئے جان بوجھ کر اس کی اماں بی کو فون کیا۔ انہیں میں نے عمران کے بارے میں شکایت لگائی کہ عمران مجھے تنگ کرتا ہے اور مجھے بلیک

میل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ اماں بی عمران کو فوراً کوٹھی پر بلوائیں گی اور پھر اپنی جوتیوں سے اس کا حلیہ تبدیل کر دیں گی۔

یہ محض ایک تفریح تھی۔ ہو سکتا ہے اماں بی نے واقعی عمران کو بلایا ہو اور اس کی درگت بنائی ہو مگر معلوم نہیں اس معاملے میں انہوں نے زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ عمران کو میری آنکھوں کے سامنے سختیاں پڑتیں تب مزہ آتا مگر ایسا ہونا آسان نہ تھا اس لئے میں خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ ادھر تم بھی میرے کہنے پر ڈی ہائٹ کے سلسلے میں کام کر رہے تھے۔ اب تم نے معلوم بھی کر لیا ہے کہ ڈی ہائٹ کا موجد کون ہے اور ڈی ہائٹ کہاں ہے مگر ہم اس پر اب کبھی ہاتھ نہیں کر سکتے کیونکہ سر سلطان کا حکم ہے اور میں انکل کا کوئی حکم ٹال نہیں سکتی"... سارہ نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے ساتھ ساتھ میں نے جو محنت کی ہے وہ سب بیکار تھی"... تفصیل سننے کے بعد دلدار نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کہہ سکتے ہو"... سارہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ تو کوئی بات نہیں۔ ڈی ہائٹ کے لئے پچھلے ایک ماہ سے بھاگ دوڑ کر رہا ہوں۔ اس کے لئے میں نے بے پناہ دولت خرچ کی ہے اور اب تم کہہ رہی ہو کہ تم اس کے لئے کچھ نہیں کرو گی۔ محض اس لئے کہ تم اپنے انکل کی عزت کرتی ہو

اور ان کا کوئی حکم ٹال نہیں سکتی"... دلدار نے کہا۔

"ہاں ۔ یہ سچ ہے ۔ ویسے بھی ہم یہاں تفریح کی غرض سے بھی آئے تھے ۔ ہم مجرم تو ہیں نہیں کہ ڈی ہائٹ نہ ملنے کا ہمیں افسوس ہو"... سارہ نے کہا۔

"تمہیں ہو یا نہ ہو لیکن مجھے اس کا افسوس ضرور ہو گا"... دلدار نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب"... اس کی بات سن کر سارہ بے اختیار چونک پڑی۔

"مطلب کو چھوڑو ۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو تنگ کرنا چاہتی ہو ناں"... دلدار نے فوراً بات بدلتے ہوئے کہا۔

"ہاں"... سارہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور تمہیں یہ بھی یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی صرف ڈی ہائٹ کے لئے تمہارے پیچھے بھاگ سکتے ہیں اور کسی معاملے میں نہیں"... دلدار نے کہا۔

"ہاں ۔ ٹھیک ہے"... سارہ نے اسی انداز میں کہا۔

"تم ڈی ہائٹ کو کسی غلط مقصد کے لئے تو حاصل کرنا نہیں چاہتی اور نہ ہی تمہارا ارادہ اسے لے اڑنے کا ہے"... دلدار نے کہا۔

"ہاں ۔ مگر تم کہنا کیا چاہتے ہو"... دلدار کی بات سن کر سارہ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں جو کہنا چاہتا ہوں وہ بعد میں بتاؤں گا پہلے تم میرے سوالوں کے جواب دو"... دلدار نے کہا۔

"کیسے سوال"... سارہ نے چونک کر پوچھا۔

"تمہیں سر سلطان نے ڈی ہائٹ کے حصول سے منع کیا ہے کسی اور نے تو نہیں"... دلدار نے پوچھا۔

"ہاں ۔ انہوں نے منع کیا ہے اور کسی سے میں بھلا اس سلسلے پر کیسے بات کر سکتی تھی"... سارہ نے کہا۔

"اگر میں کہوں کہ سر سلطان اس معاملے میں ہمارے آڑے نہیں آئیں گے تو پھر"... دلدار نے کہا۔

"آڑے نہیں آئیں گے ۔ کیا مطلب"... سارہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم سر سلطان کا مسئلہ مجھ پر چھوڑ دو ۔ میں سر سلطان کو خود سنبھال لوں گا ۔ وہ تمہارے بارے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو کچھ نہیں بتائیں گے"... دلدار نے کہا۔

"کیا کیسے نہیں بتائیں گے"... سارہ نے کہا۔

"سارہ ۔ اب خواہ مخواہ انجان بننے کی کوشش مت کرو ۔ تم بخوبی سمجھ رہی ہو کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں"... دلدار نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سمجھ تو رہی ہوں مگر تم اپنی بات کرو ۔ تمہارے ذہن میں کیا ہے"... سارہ نے کہا۔

"میں اس معاملے میں اب پیچھے نہیں ہٹنا چاہتا"... دلدار نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

www.paksociety.com

"کیوں ۔اس کی کوئی خاص وجہ"... سارہ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔بہت ہی خاص وجہ ہے"... دلدار نے کہا۔اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی نظر آرہی تھی ۔اس کا حماقت کا نقاب یوں اتر گیا تھا جیسے اس سے زیادہ سنجیدہ اور کوئی نہیں۔

"اوہ ۔کیا وہ وجہ میں جان سکتی ہوں"... سارہ نے کہا۔

"ضروری نہیں ہے کہ میں تمہیں وہ وجہ بتاؤں"... دلدار نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں ۔ضروری کیوں نہیں ہے"... سارہ نے تنک کر کہا۔

"سارہ ۔میں نے تم سے کہا ہے ناں کہ ڈی ہائٹ پر ہم کام کریں گے تو بس کریں گے ۔ میں ہر صورت میں ڈی ہائٹ حاصل کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے تمہیں ہر حال میں میرا ساتھ دینا پڑے گا"... دلدار نے کہا۔اس کے لہجے میں عجیب سا بدلاؤ آگیا تھا۔

"یہ تمہارا لہجہ کیوں بدل گیا ہے"... سارہ نے اس کی جانب ترچھی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے تم مجھے مجبور کر رہی ہو"... دلدار نے کہا۔

"صاف صاف کہو ۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو"... سارہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"صاف صاف کہنے کے لئے مجھے صاف ہونا پڑے گا اور میرے صاف ہونے کا مطلب ہے کہ میں کھل کر تمہارے سامنے آجاؤں کہ

[illegible] ہوں"... دلدار نے کہا۔اس بار اس کے لہجے میں عجیب سی [illegible] تھی ۔ اس کی بات سن کر سارہ اچھل پڑی اور آنکھیں پھاڑ کر [illegible] طرف دیکھنے لگی جیسے اس نے کوئی انہونی سی بات کر دی [illegible]

"کک ۔کیا مطلب ۔کیا تم دلدار نہیں ہو"... سارہ نے ہکلاتے [illegible]

"صرف تمہارا دلدار ہوں ۔ میرا اصلی نام سنو گی تو تم بے [illegible] جاؤ گی"... دلدار نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اس کی [illegible] اب زہر انگیز تھی۔

"اوہ ۔اس کا مطلب ہے تم مجھے شروع سے دھوکہ دیتے [illegible] ۔تم دلدار نہیں ہو"... سارہ نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔ [illegible] سختی بدل گیا تھا اور اس کی آنکھوں میں زمانے بھر کی [illegible] سمٹ آئی تھی۔

"ہاں ۔ میں دلدار بن کر تمہارے ساتھ ضرور ہوں مگر میں تمہارا [illegible] ساتھی نہیں ہوں ۔ میں ایک خاص مقصد کے لئے تمہارے [illegible] پیچھے ہوا تھا اور میرا مقصد صرف اور صرف تمہارے ذریعے ڈی [illegible] تک پہنچنے کا تھا اور ہے"... دلدار نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ ساتھ ہی اس نے نہایت پھرتی سے جیب سے ایک چپٹا سا پسٹل نکال لیا۔

"کک ۔کیا مطلب ۔یہ ۔یہ کیا ۔کون ہو تم"... سارہ نے حیرت

کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا دلدار"... دلدار نے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہارا اصلی نام کیا ہے"... سارہ نے سر جھٹک کر کہا۔ اب اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں ہونے شروع ہو گئے تھے اور وہ خونخوار نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس کے ہاتھ میں موجود پسٹل سے خوفزدہ نہ ہوئی ہو۔

"ایکریمیا کے زلزلے کا نام سنا ہے تم نے"... دلدار نے کہا۔

"ایکریمیا کا زلزلہ"... سارہ نے منہ سے نکلا۔

"ہاں۔ جس کے نام سے سرکاری اور کریمینل ایجنسیاں تھرا اٹھتی ہیں"... دلدار نے مسکراتے ہوئے کہا تو سارہ چند لمحے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہی اور پھر وہ یکلخت اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے کا رنگ اچانک سرسوں کے پھول کی طرح زرد ہو گیا تھا۔

"راڈل"... سارہ کے منہ سے خوف بھرے انداز میں نکلا۔ اسی لمحے دلدار نے اپنے دائیں کان کے نیچے چٹکی بھری اور دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے پر سے ایک باریک سی جھلی اترتی چلی گئی۔ جیسے ہی دلدار کے چہرے پر سے جھلی اتری اور اس کا اصلی چہرہ نمایاں ہوا تو سارہ ایک بار پھر اچھل پڑی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل کر اس کے کانوں سے جا لگی تھیں۔ وہ خوف بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے اس نے موت کا بھیانک چہرہ دیکھ لیا ہو۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک زیرو کے چہرے پر گہری سنجیدگی اور پریشانی کے تاثرات نظر آ رہے تھے۔

"خیریت۔ تمہارے منہ پر اٹھارہ کیوں بج رہے ہیں"... دعا سلام کے بعد عمران نے بلیک زیرو کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہوا آپ خود یہاں آ گئے ہیں عمران صاحب۔ میں نے آپ کے فلیٹ پر فون کیا تھا مگر سلیمان نے بتایا کہ آپ اماں بی سے ملنے کوٹھی گئے ہوئے ہیں۔ کوٹھی میں ہونے کی وجہ سے آپ کو واچ ٹرانسمیٹر پر کال نہیں کر سکتا تھا اس لئے میں آپ کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا"... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیوں۔ میری کوئی خاص ضرورت پیش آ گئی تھی تمہیں جو تم میرا انتظار کر رہے تھے"... عمران نے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لیں"... بلیک زیرو نے کہا۔

"بہت خوب ۔ تو لاؤ دس کلو مٹھائی ۔ پھر میں اذان دوں گا"... عمران نے کہا۔

"مٹھائی ۔ اذان ۔ کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں"... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے بھائی ۔ تم نے یقیناً مجھے چچا بنایا ہو گا ۔ تم میرا اسی لئے انتظار کر رہے تھے ناں کہ میں تمہارے نومولود بچے کے کان میں اذان دے سکوں ۔ ٹھیک ہے بھاگ کر دس کلو مٹھائی لے آؤ میں اذان دینے کے لئے تیار ہوں"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہیں ۔ میں تو کسی اور معاملے میں آپ کا انتظار کر رہا تھا"... بلیک زیرو نے کہا۔

"کسی اور معاملے میں ۔ یعنی تم کسی مولوی کی بجائے مجھ سے اپنا نکاح پڑھوانا چاہتے ہو"... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"یہ بات نہیں ہے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا ۔ اچھا ۔ تو تمہارے والدین نے تمہارے لئے یقیناً کوئی حور تلاش کر لی ہو گی اور تم برد کھاوے کے لئے طویل رخصت پر جانا چاہتے ہو ۔ ٹھیک ہے بھائی ۔ میرا تو کچھ ہو نہیں سکتا اگر تم سولی پر چڑھنا چاہتے ہو تو اس نیک کام سے میں بھلا تمہیں کیسے روک سکتا

ہوں ۔ ضرور جاؤ ۔ شوق سے جاؤ بلکہ جاتے ہوئے اپنی ساری ٹیم کو بھی لے جاؤ تاکہ وہ اپنے چیف کی شادی میں کھڑاک کر سکیں"... عمران کی زبان تیز رفتار قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"عمران صاحب پلیز"... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے ۔ اس میں پلیز والی کون سی بات ہے ۔ تمہاری رخصت منظور کر لی گئی ہے بلکہ تم چاہو تو تم اپنی دلہن کو سات سمندروں کی سیر بھی کرا سکتے ہو ۔ ہنی کے تمام اخراجات ایکسٹو کے کھاتے میں ڈال دینا اور مون کو خود ہی تلاش کرتے رہنا ۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے"... عمران نے کہا۔

"لگتا ہے آپ کے سر پر مذاق کا بھوت سوار ہے"... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھوت ۔ ارے توبہ کرو ۔ اماں بی سے ابھی سر پر ایک سو ایک جوتیاں کھا کر آ رہا ہوں ۔ میرے سر پر بھوت تو کیا اس کا باپ بھی ہوتا تو اب تک جوتیاں کھا کر بھاگ گیا ہوتا"... عمران نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"اماں بی نے آپ کے سر پر جوتیاں ماری ہیں ۔ مگر کیوں"... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں کا جواب تلاش کرنے تو یہاں آیا ہوں"... عمران نے کراہتے ہوئے کہا۔

"کیوں کا جواب ۔ میں سمجھا نہیں"... بلیک زیرو نے کہا۔

Mahnoor Pakistanipoint 2013

"اب تمہیں کیسے سمجھاؤں بھائی ۔ اس کیوں میں بھی بہت سے راز پوشیدہ ہیں"... عمران نے کہا۔

"راز"... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ۔ کسی لڑکی نے اماں بی کو کوٹھی میں فون کیا تھا کہ میں اسے خواہ مخواہ تنگ کر رہا ہوں ۔ اسے بلیک میل کرنے کے ساتھ ساتھ میں اسے دھمکیاں بھی دیتا ہوں ۔ بس اماں بی کو آگیا تاؤ ۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ میری بات سنتیں ان کے ہاتھ میں جوتی تھی اور میرا سر تھا جس پر طبلہ بجنا شروع ہو گیا اور اس طبلے کی آواز اس قدر دلفریب تھی کہ ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہی ہے اور ساتھ ہی سر کسی پھوڑے کی دکھ رہا ہے"... عمران نے کہا تو بلیک زیرو حیرت سے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا جیسے وہ ابھی تک عمران کی باتوں کو نہ سمجھ سکا ہو۔

"لڑکی نے اماں بی کو آپ کی شکایت لگائی تھی ۔ مگر کیوں"... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر کیوں ۔ کہا تو ہے کہ اس کیوں کی تلاش میں ہی یہاں آیا ہوں ۔ وہ لڑکی کون تھی، اس نے اماں بی کو فون کیوں کیا تھا، اس نے انہیں یہ کیوں کہا تھا کہ میں اسے فون کر کے تنگ کرتا ہوں، اسے دھمکیاں دیتا ہوں اور اماں بی نے کیوں میری بات نہیں سنی اور کیوں میرے سر پر جوتوں کی برسات کی تھی"... عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو ساری صورت حال بتا دی جس پر بلیک

زیرو ہنسا بھی تھا اور پھر سنجیدہ بھی ہو گیا تھا۔

"حیرت ہے ۔ یہ سارہ نواب کون ہو سکتی ہے ۔ اسے کیا ضرورت تھی اماں بی کو جھوٹا فون کر کے آپ کی شکایت لگانے کی"... بلیک زیرو نے کہا۔

"اب ملے گی تو پوچھوں گا کہ اس نے جو جوتیاں کھانی تھیں وہ میں کھا آیا ہوں"... عمران نے بے چارگی سے کہا تو بلیک زیرو عمران کے اس انداز پر ہنس پڑا۔

"لگتا ہے کسی لڑکی نے جان بوجھ کر آپ کے ساتھ شرارت کی ہے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو کرو فون ۔ اپنی ٹیم کو حرکت میں لاؤ، ان کی جوتیاں گھساؤ اور پورے شہر میں سارہ نواب کی تلاش میں ان سے ڈھنڈورے پٹواؤ کہ سارہ نواب عمران کے سر پر جوتیاں لگوانے میں کامیاب ہو گئی ہے ۔ وہ ایکسٹو سے بلکہ میرے رقیب روشن تنویر سے انعام لے جائے آکر"... عمران نے کہا۔

"میں سمجھ گیا ۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں ایکس چینج میں فون کروں اور ان سے معلوم کروں کہ کوٹھی میں آج کالز کہاں کہاں سے اور کن کن نمبروں سے کی گئی تھیں"... بلیک زیرو نے کہا۔

"اللہ تمہارا بھلا کرے بھائی جو تم سمجھ گئے ۔ میری سمجھ کے تو دروازے ہی بند ہو گئے ہیں جوتیاں کھا کر"... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلیں ۔ میں یہ کام بعد میں کر لوں گا پہلے میں آپ کو چند ضروری باتیں بتانا چاہتا ہوں جنہیں سن کر آپ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"جوتیاں کھانے سے پہلے یہ بات کہتے تو میں مان لیتا ۔ اب تو سارا سسٹم ہی بریک ڈاؤن ہو گیا ہے"... عمران نے کہا۔

"آج سر سلطان کو اغوا کر لیا گیا تھا"... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہارے سے تمہاری کیا مراد ہے"... عمران نے چونک کر کہا۔

"آپ سنتے جائیں بس"... بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا بھائی سناتے جاؤ مگر کوشش کرنا جو بھی سناؤ ذرا لہک لہک کر اور مٹک مٹک کر سنانا کیونکہ میرے کانوں میں جوتوں کی دھمک کم ہو جائے گی اور تمہارے مٹکنے سے شاید میری آنکھوں کے سامنے ناچتے ہوئے ستارے بھی ختم ہو جائیں"... عمران نے کہا۔

" سر سلطان کو اغوا کرنے میں ان کے ڈرائیور کا ہاتھ تھا ۔ سر سلطان اپنے وقت پر آفس سے گھر جانے کے لئے نکلے تھے ۔ اپنی عادت کے مطابق وہ سیکورٹی کے بغیر اپنی رہائش گاہ جا رہے تھے کہ راستے میں ان کی کار بجائے ان کی رہائش گاہ کی طرف جانے کے دوسری سڑک کی طرف مڑ گئی ۔ جس سڑک پر کار مڑی تھی اس طرف سے صالحہ اپنی کار میں آ رہی تھی ۔ اس نے جب سر سلطان کی کار کو کراس کیا تو اسے سر سلطان پچھلی سیٹوں پر ایسے پڑے ہوئے دکھائی دیئے جیسے وہ بے ہوش ہوں ۔ دوسرے کار کا ڈرائیور معمول سے ہٹ

کر تیزی سے کار چلا رہا تھا اور اس نے کار جس طرف موڑی تھی وہ سڑک مضافات کی طرف جاتی تھی۔

صالحہ کو شک ہوا کہ معاملہ گڑبڑ ہے ۔ اس نے احتیاطاً کار موڑی اور خاموشی سے سر سلطان کی کار کا تعاقب کرنا شروع کر دیا ۔ کار سڑک کی طرف جا کر ایک نئی تعمیر شدہ کالونی کی طرف مڑ گئی تھی جہاں صالحہ نے سر سلطان کی کار کو ایک فرنشڈ کوٹھی کے گیٹ پر رکتے دیکھا ۔ جیسے ہی کار وہاں رکی کوٹھی کا گیٹ کھل گیا اور سر سلطان کی کار اندر چلی گئی اور کار کے اندر جاتے ہی گیٹ بند کر دیا گیا۔

صالحہ سوچ رہی تھی کہ اب وہ کیا کرے ۔ ممکن ہے سر سلطان یہاں سرکاری طور پر کسی سے ملنے آئے ہوں ۔ وہ جس انداز میں سیٹوں پر پڑے تھے صالحہ کو شک تھا کہ سر سلطان یقیناً ہوش میں نہیں تھے ۔ اس نے کچھ دیر وہاں رکنے اور حالات کا جائزہ لینے کا فیصلہ کیا ۔ پھر دو گھنٹوں کے بعد کوٹھی کا گیٹ کھلا اور اس میں سے یکے بعد دیگرے دو کاریں نکلیں اور جس طرف صالحہ اپنی کار میں موجود تھی اس سڑک کے مخالف سمت بڑھ گئیں ۔ اس کے چند لمحوں بعد کوٹھی سے سر سلطان کی کار نکلی ۔ کار میں ڈرائیور اور پچھلی سیٹ پر سر سلطان تھے۔

کار میں سر سلطان کو ہوش میں دیکھ کر صالحہ مطمئن ہو گئی ۔ سر سلطان کی کار واپس جا رہی تھی اور جب صالحہ نے ان کی کار کو اپنی رہائش گاہ کی سڑک کی طرف مڑتے دیکھا تو وہ اور زیادہ مطمئن ہو گئی

اس نے سوچا کہ جب اس نے سر سلطان کو دیکھا تھا تو شاید وہ سو رہے تھے یا شاید تھکاوٹ کی وجہ سے انہوں نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں اس لئے اس نے انہیں بے ہوش سمجھا تھا۔

بہرحال صالحہ اپنے راستے کی طرف ہو لی۔ پھر تقریباً تین گھنٹوں کے بعد مجھے صفدر کی کال موصول ہوئی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اسے مضافات کی طرف جانے والی ایک سڑک پر سر سلطان بے ہوش پڑے ملے ہیں۔ وہ بھی کسی نجی کام سے شہر سے باہر جا رہا تھا تو اسے سڑک کے کنارے کوئی بے ہوش پڑا دکھائی دیا۔ اس نے کار روکی اور جب آگے بڑھ کر اسے چیک کیا تو وہ سر سلطان تھا۔ صفدر نے انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ بالآخر وہ انہیں فوری طور پر فاروقی ہسپتال لے گیا۔ فاروقی ہسپتال میں ڈاکٹر فاروقی اور دوسرے ڈاکٹرز انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر تاحال انہیں ہوش نہیں آیا۔

اس واقعے کے بعد راستے میں ہی صفدر کی صالحہ سے ملاقات ہو گئی۔ باتوں باتوں میں صفدر نے صالحہ کو سر سلطان کے بارے میں بتایا تو صالحہ چونک پڑی۔ اس نے بھی اپنا واقعہ صفدر کو بتا دیا جس پر انہوں نے مجھے فوراً رپورٹ کی۔ میں نے سب سے پہلے انہیں اس رہائش گاہ کو چیک کرنے کے احکامات دیئے جہاں صالحہ نے سر سلطان کی کار جاتے دیکھی تھی۔ اس کے بعد میں نے فاروقی ہسپتال فون کیا تو معلوم ہوا کہ سر سلطان تاحال بے ہوش ہیں۔

ہیں ان کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہے اور نہ ہی انہیں ٹارچر کیا گیا تھا لیکن پھر بھی وہ بے ہوش تھے اور ان کی بے ہوشی کا سبب انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

صفدر اور صالحہ نے مجھے رپورٹ دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اس رہائش گاہ کو چیک کیا ہے۔ رہائش گاہ بالکل خالی ہے اور انہیں وہاں سے کوئی کلیو نہیں ملا ہے۔ البتہ اتنا ضرور پتہ چل سکا ہے کہ کافی عرصہ دراز سے کسی کے استعمال میں نہیں تھی۔ وقتی ضرورت کے لئے اسے قابل استعمال ضرور بنایا گیا تھا۔ میں نے صالحہ اور صفدر کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ ان دونوں کاروں کا پتہ لگائے جو صالحہ نے اس کوٹھی سے نکلتے دیکھی تھیں مگر ابھی تک انہوں نے کوئی رپورٹ نہیں دی"... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ یہ سب کیا گورکھ دھندا ہے۔ صالحہ کا سر سلطان کو بے ہوش دیکھنا۔ سر سلطان کی کار مخالف سڑک پر جا کر کسی دوسری رہائش گاہ میں جانا پھر سر سلطان کا وہاں سے نارمل حالت میں نکلنا اور پھر میں صفدر کو سر سلطان کا سڑک پر بے ہوش پڑے ملنا۔ کیا تم نے سر سلطان کی رہائش گاہ پر فون کیا تھا"... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ گھر سے معلوم ہوا ہے کہ سر سلطان پچھلے آٹھ گھنٹوں سے گھر نہیں پہنچے"... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ان کا ڈرائیور اور ان کی کار"... عمران نے پوچھا۔

"ان دونوں کا بھی کوئی پتہ نہیں ہے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر سر سلطان صفدر کو مضافاتی سڑک پر بے ہوش پڑے ملے تھے تو پھر وہ کون تھا جسے صالحہ نے ان کی کار میں نارمل حالت میں دیکھا تھا اور اس نے ان کی کار کو ان کی رہائش گاہ کی طرف جاتے دیکھا تھا"... عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اسی بات پر تو میں حیران ہوں"... بلیک زیرو نے کہا۔

"سر سلطان کی رہائش گاہ آفیسرز کالونی میں ہے۔ وہاں باقاعدہ سیکورٹی چیک پوسٹ ہے۔ کسی ممبر کی ڈیوٹی لگاؤ کہ وہ وہاں جا کر معلومات حاصل کرے کہ اگر سر سلطان کی کار اس طرف گئی تھی تو وہ رہائش گاہ جانے کی بجائے کس طرف گئی ہے۔ وہاں تقریباً ہر کوٹھی، رہائش گاہ پر سیکورٹی اہلکار تعینات ہوتے ہیں۔ یقیناً کسی نہ کسی نے ان کی کار کو دیکھا ہو گا"... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جولیا سے کہتا ہوں"... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ اس نے جولیا کی رہائش گاہ پر فون کیا اور اسے ہدایات دینے لگا۔ پھر بلیک زیرو ایکس چینج کے نمبر پریس کرنے لگا۔ اس نے ایکس چینج میں فون کر کے بطور ایکسٹو ان سے سر عبدالرحمان کی رہائش گاہ میں دن بھر کی آنے والی کالوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر اس نے فون بند کر دیا۔ اس دوران عمران خاموش تھا۔ وہ کسی گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایکس چینج کی طرف سے انہیں ان نمبروں کی تفصیل

...یہ فیکس مل گئی جس سے سر عبدالرحمان کی رہائش گاہ پر کالز کی ...تھیں۔ عمران نے لسٹ غور سے دیکھی۔

"ہونہہ۔ بیس کالیں مختلف اوقات میں کی گئی ہیں اور مختلف ...قوں کے فون بوتھوں سے کی گئی ہیں"... عمران نے منہ بناتے ...ئے کہا۔

"آخر سارہ نواب چاہتی کیا تھی"... بلیک زیرو نے کہا۔

"میرے سر پر جوتے لگوانا چاہتی تھی اور اس نے کیا چاہنا تھا"... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"لیکن اس سے اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کہا تو ہے ملے گی تو پوچھوں گا"... عمران نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں چیف"... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ان متعلقہ کاروں کا پتہ چلا"... عمران نے کہا۔

"یس چیف۔ دونوں کاریں شہر سے باہر پارا کوٹی کے علاقے سے مل گئی ہیں۔ دونوں کاریں چوری کی ہیں۔ ہم نے ان کی تلاشی لی ہے ...یک کار میں سوائے ایک کارڈ کے اور کچھ نہیں ملا"... صفدر نے کہا۔

"کیسا کارڈ ہے"... عمران نے پوچھا۔

"فارن کارڈ ہے۔اس کارڈ پر دو شیروں کو آپس میں لڑتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔دونوں سنہری رنگ کے شیر ہیں اور کارڈ پر کوئی نام یا ایڈریس درج نہیں ہے"... صفدر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ڈبل لائن۔اوہ۔کیا یہ نشان کارڈ کے دونوں طرف موجود ہیں"... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یس چیف۔دونوں طرف ایک جیسے نشان موجود ہیں"... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ دونوں کاریں چوری کی ہیں"... عمران نے پوچھا۔

"دونوں کاروں میں ان کے اصلی مالکان کے کاغذات موجود ہیں۔ہم نے ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ ان کی کاریں کل رات سے غائب ہیں جن کی چوری کی اطلاع وہ متعلقہ تھانوں میں درج کرا چکے ہیں"... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔صالحہ کہاں ہے"... عمران نے پوچھا۔

"میرے ساتھ ہے چیف۔بات کراؤں"... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔کراؤ"... عمران نے کہا۔

"یس چیف۔صالحہ بول رہی ہوں"... تھوڑی دیر بعد صالحہ کی آواز سنائی دی۔

"صالحہ۔تم نے جن کاروں کو رہائش گاہ سے نکلتے دیکھا تھا ان میں کتنے افراد سوار تھے"... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف۔ایک کار میں ایک نوجوان ڈرائیور اور ایک نوجوان لڑکی موجود تھی۔دوسری کار میں چار افراد تھے جو مقامی معلوم ہوتے تھے۔ان کے چہرے میں غور سے نہیں دیکھ سکی تھی۔ان کے جانے کے بعد ہی چونکہ سر سلطان کی کار باہر آئی تھی اس لئے میں نے ان کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی"... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے لڑکی کا چہرہ بھی نہیں دیکھا تھا"... عمران نے پوچھا۔

"اس کی صرف ایک جھلک دیکھی تھی۔وہ بھی مقامی لڑکی تھی۔اس کے بال سنہری تھے، آنکھیں براؤن، سفید رنگ اور وہ خاصی خوش شکل تھی"... صالحہ نے کہا۔

"میں نے تم سے اس کے حسن کی تفصیل نہیں پوچھی۔یہ بتاؤ اگر وہ دوبارہ نظر آ جائے تو کیا تم اسے پہچان سکتی ہو"... عمران نے کہتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔میں پہچان لوں گی"... صالحہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔صفدر کے ساتھ اس کو تلاش کرو۔میں دوسرے عمران کو بھی تمہاری مدد کے لئے بھیج دیتا ہوں اور سنو۔وہ تمہیں جہاں بھی نظر آئے تمہیں اس پر صرف نگاہ رکھنی ہے اور اس کی اطلاع فوراً عمران کو دینی ہے۔عمران خود آ کر اسے ہینڈل کرے گا"... عمران نے کہا۔

Mark Fan Club Pakistan.com

"یس چیف"... صالحہ نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ڈبل لائن پر آپ چونکے کیوں تھے"... فون آف ہوتے ہی بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ عمران نے چونکہ لاؤڈر کا بٹن ساتھ ہی پریس کر دیا تھا اس لئے اس نے صفدر اور صالحہ کی تمام باتیں سن لی تھیں۔

"ڈبل لائن۔ یہ سائن میرے ذہن میں کھٹک رہا ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں ڈبل لائن کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ مگر کیا۔ یہ مجھے یاد نہیں آ رہا"... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"یاد نہیں آ رہا۔ حیرت ہے۔ آپ جیسے کمپیوٹرائزڈ مائینڈ کا مالک بھی یہ بات کہہ سکتا ہے"... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایکسٹو"... عمران کے اشارے پر بلیک زیرو نے فون اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس جولیا۔ کچھ معلوم ہوا"... بلیک زیرو نے کہا۔

"یس چیف۔ یہاں تو حالات بے حد پیچیدہ اور خوفناک ہیں"...

دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"تمہید مت باندھو۔ تفصیل بتاؤ"... بلیک زیرو نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوری چیف۔ میں تنویر کے ساتھ آفیسرز کالونی میں پہنچی تو وہاں کوٹھی نمبر آٹھ سو چالیس کے گرد کافی رش تھا۔ وہاں انٹیلی جنس بھی پہنچ چکی تھی۔ اس رہائش گاہ میں خاصی قتل و غارت کی گئی تھی۔ تقریباً آٹھ ملازمین کے ساتھ چھ سرکاری محافظوں کو بھی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ گیٹ پر تعینات سیکورٹی گارڈ تقریباً تین گھنٹوں سے رہائش گاہ سے باہر نہیں آیا تھا جس پر ساتھ والے گارڈ کو تشویش ہوئی تو ان میں سے ایک اس کوٹھی کی طرف آ گیا۔ گیٹ کھلا تھا۔ اس نے اندر جھانکا تو اسے سامنے لان میں ہی اس کوٹھی کے محافظ کی لاش پڑی دکھائی دی۔ اس پر اس نے چیف سیکورٹی آفیسر کو اطلاع دی۔ کچھ ہی دیر بعد وہاں بے شمار افراد جمع ہو گئے۔ سیکورٹی آفیسران جب اس کوٹھی میں داخل ہوئے تو انہیں کوٹھی میں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں دکھائی دیں۔ وہاں ملازمین اور محافظوں سمیت گھر کے ہر اہل خانہ کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ ساتھ والے سیکورٹی گارڈ کے کہنے کے مطابق دو گھنٹے قبل سر سلطان اپنے سیکرٹری تنویر کے ساتھ اس کوٹھی میں گئے تھے۔ وہ ایک گھنٹے سے زیادہ وہاں رہے اور پھر ان کی کار کوٹھی سے نکل گئی۔ ان کے جانے کے بعد کوٹھی میں عجیب اور پراسرار سی خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ ان

سب کا خیال ہے کہ ان سب کی ہلاکت کے ذمہ دار سر سلطان اور ان کا ڈرائیور ہے کیونکہ ان کے جانے کے بعد نہ کوئی اس رہائش گاہ میں آیا تھا اور نہ کوئی گیا تھا"... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم نے یہ تو بتایا نہیں کہ وہ رہائش گاہ کس کی ہے کیونکہ کوٹھی نمبر آٹھ سو چالیس میں تو سر سلطان کی رہائش نہیں ہے"... بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ رہائش گاہ پاکیشیا کے ایک معروف سائنس دان ڈاکٹر انور عباس کی ہے۔ اس سیکورٹی گارڈ کے کہنے کے مطابق ڈاکٹر انور عباس اپنی رہائش گاہ میں ہی موجود تھے۔ شاید سر سلطان انہی سے ملنے کے لئے وہاں پہنچے تھے"... جولیا نے کہا۔

"کیا ڈاکٹر انور عباس کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے"... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں چیف۔ یہی حیران کن بات ہے۔ سیکورٹی گارڈ نے کار میں سر سلطان اور ان کے ڈرائیور کو ہی واپس جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ مگر اس کے باوجود رہائش گاہ میں ڈاکٹر انور عباس موجود نہیں ہیں"... جولیا نے کہا۔

"ہونہہ۔ تم نے کیا اندازہ لگایا ہے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے اور تنویر نے اپنے طور پر کام کیا ہے چیف۔ ہم دونوں نیوز رپورٹر کی حیثیت سے رہائش گاہ میں داخل ہوئے تھے۔ سوپر فیاض نے ہمارے آڑے آنے کی کوشش کی تھی مگر وہاں چونکہ سر

[illegible] رحمان بھی موجود تھے اس لئے ان کی اجازت لے کر ہم وہاں کی تصویریں بنانے اور حالات کا جائزہ لینے میں کامیاب ہو گئے۔ کوٹھی [illegible] زیرو ایکس تھرٹی گیس کے ہمیں چند کیپسول ملے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے اس رہائش گاہ میں گیس کیپسول فائر کر کے ان [illegible] کو بے ہوش کیا گیا تھا اور جہاں جہاں لاشیں موجود ہیں وہاں [illegible] کسی کی مزاحمت کے کوئی آثار نہیں ملے۔ انہیں بے ہوشی کے [illegible] ہی ہلاک کیا گیا ہے۔

[illegible] ڈاکٹر انور عباس کی رہائش گاہ کے مختلف کمروں کی باقاعدہ تلاشی [illegible] لی گئی ہے۔ وہاں تقریباً ہر چیز بکھری ہوئی ہے۔ لان میں ہمیں [illegible] کارڈ بھی ملا ہے جس پر دو طرف دو سنہری شیروں کے لڑنے کا [illegible] مخصوص نشان ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں ڈاکٹر انور عباس کے کمرے [illegible] سے چند ایسے شواہد ملے ہیں جیسے کسی کو گھسیٹتے ہوئے ان کے کمرے [illegible] سے نکالا گیا ہو۔

ہم نے آلات اور سپیشل کیمروں سے فنگر پرنٹس اور جوتوں کے [illegible] نشانات بھی حاصل کر لئے ہیں۔ جوتوں کے نشانات سے صاف پتہ [illegible] ہے کہ جہاں سر سلطان کی کار موجود تھی وہاں دو افراد نے کسی [illegible] جسم والے شخص کو اٹھا رکھا تھا اور اسے کار کی ڈگی میں بند کیا [illegible] تھا۔ اس جگہ جوتوں کا دباؤ دوسرے نشانات سے زیادہ تھا۔ پھر ہم [illegible] گرد کے سیکورٹی گارڈز سے ملاقات کی۔ ان کے کہنے کے مطابق [illegible] سلطان تقریباً ایک گھنٹے تک ڈاکٹر انور عباس کی رہائش گاہ میں

رہے تھے ۔ پھر وہ چلے گئے ۔ ان کی کار کارنر چیک پوسٹ سے کراس کر کے شہر کی طرف جانے والی سڑک کی طرف مڑ گئی تھی اور ان کے کہنے کے طابق کار میں سر سلطان اور ان کے ڈرائیور کے سوا کوئی موجود نہیں تھا"... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔ اور کوئی خاص بات"... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یس چیف ۔ سیکورٹی گارڈز کا کہنا ہے کہ سر سلطان جب بھی اس طرف آتے ہیں وہ ان سے رک کر باقاعدہ سلام و دعا لیتے ہیں چاہے وہ آفس جا رہے ہوں یا واپس آ رہے ہوں ۔ صبح جب وہ آفس کے لئے نکلے تب تو انہوں نے ان سے سلام دعا لی تھی مگر واپسی پر ڈرائیور نے وہاں کار ہی نہیں روکی تھی اور اس کے بعد جب کار واپس گئی تھی تب بھی سر سلطان نے ان کی طرف نہیں دیکھا تھا"... جولیا نے کہا۔

"ہونہہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ بہرحال تم سر سلطان کی کار کو تلاش کرو ۔ وہ جو کوئی بھی تھے ان کا تعلق سر سلطان سے نہیں تھا کیونکہ سر سلطان صفدر کو بے ہوشی کی حالت میں سڑک پر پڑے ملے ہیں ۔ وہ اس وقت فاروقی ہسپتال میں ہیں جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ سر سلطان کی جگہ کسی اور نے لے لی تھی اور اس نے سر سلطان بن کر ڈاکٹر انور عباس سے ملاقات کی اور وہاں قتل و غارت کی ۔ ڈاکٹر انور عباس کا وہاں موجود نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا مقصد ڈاکٹر انور عباس کو اغوا کرنا تھا اور وہ اس میں کامیاب ہو چکے

ہیں"... بلیک زیرو نے کہا اور ساتھ ہی اس نے صفدر اور صالحہ کی رپورٹس سے بھی جولیا کو آگاہ کر دیا اور اسے ہدایات دیں کہ وہ جلد سے جلد سر سلطان کی کار تلاش کریں اور یہ پتہ لگائیں کہ ان کے سیک اپ میں مجرمانہ کارروائی کرنے والے کون تھے اور وہ ڈاکٹر انور عباس کو کہاں لے گئے ہیں۔

"عمران صاحب ۔ آخر یہ سب چکر کیا چلنے شروع ہو گئے ہیں"... بلیک زیرو نے جولیا کو ہدایات دے کر رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں ۔ ذرا فون دینا مجھے"... عمران نے کہا ۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات تھے ۔ بلیک زیرو نے سر ہلا کر فون اس کی طرف بڑھا دیا اور عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"فاروقی ہسپتال"... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ۔ ڈاکٹر فاروقی سے بات کرائیں"... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ یس سر ۔ ہولڈ کریں"... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ڈاکٹر فاروقی کی آواز سنائی دی۔

"جی عمران صاحب ۔ ڈاکٹر فاروقی بول رہا ہوں"... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"سر سلطان کی کیا پوزیشن ہے"... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"وہ ابھی تک بے ہوش ہیں عمران صاحب۔ میں اور دوسرے ڈاکٹر صاحبان انہیں ہوش میں لانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں مگر"... ڈاکٹر فاروقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر کیا"... عمران نے بے چینی سے پوچھا۔

"انہیں کسی طرح ہوش نہیں آ رہا۔ میں اور دوسرے ڈاکٹر صاحبان اپنی زندگی کے تمام تر گر آزما چکے ہیں"... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ان کا چہرہ نارمل ہے"... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ قطعی طور پر"... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"ان کے جسم پر کوئی نشان، کوئی خاص بات آپ نے دیکھی ہو"... عمران نے کہا۔

"بظاہر تو ان کے جسم پر کوئی نشان نہیں ہے۔ مگر ایک بات مجھے عجیب ضرور معلوم ہو رہی ہے"... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"کیا آپ مجھے اس عجیب بات کے بارے میں کچھ بتائیں گے"... عمران نے کہا۔

"عام طور پر انسان جب سوتا ہے یا بے ہوش ہوتا ہے تو اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ جاتی ہیں۔ خاص طور پر بے ہوشی کے دوران اس کے قرنیے مکمل طور پر اوپر چڑھے ہوئے ہوتے ہیں مگر ان میں بے حد معمولی حرکت ضرور رہتی ہے اور آنکھوں میں پانی کی مقدار بڑھ جاتی

ہے جسے عام طور پر آئی ڈبلیو یا آئی واٹر کہا جاتا ہے لیکن سر سلطان کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔ ان کی آنکھیں بالکل خشک ہیں اور ان کی آنکھیں چڑھی ہوئی بھی نہیں ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ان کی آنکھیں ایک جگہ ساکت ہو گئی ہوں۔ اس کے علاوہ ان کی آنکھوں کی بینائی بھی ایٹ سکس پرسنٹ کی حد تک معدوم ہو چکی ہے۔ ایسا عموماً اس وقت ہوتا ہے جب انسان کا ذہن مکمل طور پر کام کرنا چھوڑ دے یا انسان کوما کی حالت میں چلا جائے"... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"اوہ۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا سر سلطان کوما کی حالت میں ہیں"... عمران نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ یہ بات میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کوما میں نہیں ہیں۔ اس کے لئے میں نے ان کے باقاعدہ ٹیسٹ لئے ہیں۔ ان کی جسمانی حالت بالکل ٹھیک ہے اور ان کا اعصابی نظام بھی ورک کر رہا ہے۔ بس ان کے ذہن پر دباؤ ہے۔ میں نے ان کا سٹی سکین کرایا ہے۔ بہت جلد مجھے ان کے دماغ کی رپورٹس مل جائیں گی پھر شاید میں صحیح طور پر تشخیص کر سکوں کہ ان کی بے ہوشی کا اصل سبب کیا ہے"... ڈاکٹر فاروقی نے عمران کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کام میں آپ کو کتنا وقت لگ جائے گا"... عمران نے پوچھا۔

"عام سٹی سکین کی رپورٹس تو آپریٹنگ کے ساتھ ہی مل جاتی

ہیں مگر ان میں باریک اور چھوٹی چھوٹی رگوں کی تفصیل معلوم نہیں ہوتی ۔ ہم نے سر سلطان کا سٹی سکین نئی اور جدید مشین سے کیا ہے جس کی رپورٹس بننے اور ان کی باریک بینی سے چیکنگ میں بہرحال وقت لگتا ہے"... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"پھر بھی ۔ اس کام میں آپ کو کتنا وقت لگ جائے گا ۔ کوئی آئیڈیا تو ہو گا آپ کو"... عمران نے کہا۔

"تین سے چار گھنٹے تو ضرور لگیں گے"... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"اوکے ۔ اب میں آپ سے جو سوال کرنے لگا ہوں اس کا جواب آپ نے سوچ سمجھ کر بلکہ مجھے سر سلطان کو چیک کر کے دیں گے"... عمران نے کہا۔

"پوچھیں"... ڈاکٹر فاروقی نے بغیر کسی تردد کے کہا۔

"آپ نے بتایا ہے کہ سر سلطان کی آنکھوں کا پانی خشک ہے اور ان کے قرنیے ایک جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں ۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ان کے قرنیوں کا رنگ کیا ہے"... عمران نے کہا۔

"بظاہر تو ان کے قرنیوں کا رنگ نارمل ہے مگر ۔ اوہ ۔ ایک منٹ عمران صاحب ۔ میں سر سلطان کو دوبارہ چیک کر لیتا ہوں پھر آپ کو بتاتا ہوں"... ڈاکٹر فاروقی نے چونک کر اور قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اوکے ۔ میں پانچ منٹ بعد آپ کو دوبارہ کال کرتا ہوں"... عمران نے کہا۔

"اوکے"... ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر گہری سوچ کے تاثرات تھے ۔ عمران نے چونکہ فون کا لاؤڈر آن کر رکھا تھا اس لئے بلیک زیرو خاموشی سے ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

"آخر آپ ڈاکٹر فاروقی سے کیا پوچھنا چاہتا ہے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"ڈاکٹر فاروقی کو کنفرم کر لینے دو پھر میں تمہیں بتا دوں گا"... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں چونک پڑے ۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کوئی نئی بات"... عمران نے پوچھا۔

"یس چیف ۔ سر سلطان کی کار اور ان کے ڈرائیور سکندر کی لاش ہمیں مل گئی ہے"... جولیا نے کہا۔

"کہاں سے پتہ چلا ہے ان کے بارے میں"... عمران نے کہا۔

"صفدر کو جہاں سر سلطان بے ہوش پڑے ملے تھے وہاں سے تقریباً ایک کلومیٹر کے بعد کھیتوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا ہے ۔ سر سلطان کی کار ہمیں ان کھیتوں سے ملی ہے اور ان کے ڈرائیور سکندر کی لاش اس کار کی ڈگی میں موجود تھی"... جولیا نے کہا۔

Nain Tarah Digest
pakistanidigest.com
-11-2013

"کار کی تلاشی لی ہے تم نے"... عمران نے پوچھا۔

"یس چیف۔ اس کار سے بھی ہمیں ڈبل سائیڈوں پر پرنٹ ڈبل لائن کا کارڈ ملا ہے۔ البتہ کار میں سے ہمیں کوئی فنگر پرنٹ نہیں ملا ہے۔ شاید مجرموں نے کارروائی کے بعد اپنے تمام نشانات مٹا دیئے تھے"... جولیا نے کہا۔

"اور لاش کس حالت میں ہے"... عمران نے پوچھا۔

"ڈرائیور کو کسی زہر سے ہلاک کیا گیا ہے۔ اس کا رنگ نیلا ہو چکا ہے اور لاش کی حالت سے صاف پتہ چل رہا ہے کہ اسے ہلاک ہوئے دس گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو چکا ہے"... جولیا نے کہا۔

"تم نے ارد گرد سے معلومات حاصل کی ہیں"... عمران نے پوچھا۔

"یس چیف۔ کھیتوں میں کچھ افراد کام کر رہے تھے۔ ان کے کہنے کے مطابق یہ کار اور ایک بڑی بند گاڑی آئی تھی۔ اس کار کو یہاں چھوڑ کر وہ سب بڑی بند گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے تھے۔ ہم نے سڑک پر دوسری گاڑی کے نشانات دیکھے ہیں۔ وہ کوئی اسٹیشن ویگن تھی۔ ہم نے اس کا رنگ پوچھ لیا تھا۔ ماڈل اور نمبر تو کوئی نہیں بتا سکا تھا مگر ہم نے کار کے نشانات کو دیکھا ہے وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف گئے ہیں۔ میں نے تنویر اور صفدر کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ وہ اس اسٹیشن ویگن کی تلاش میں گئے ہیں۔ جیسے ہی وہ مجھے کوئی رپورٹ دیں گے میں آپ کو کال کر لوں گی"... جولیا نے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہاری رپورٹس کا منتظر ہوں"... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"بڑی زبردست پلاننگ کی گئی ہے۔ لیکن اس پلاننگ کا اصل مقصد سامنے نہیں آ رہا"... بلیک زیرو نے کہا۔

"ابھی آ جائے گا"... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے ایک بار پھر ڈاکٹر فاروقی کے نمبر پریس کر دیئے۔

"ڈاکٹر فاروقی سپیکنگ"... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں آپ کی ہی کال کا انتظار کر رہا تھا بڑی عجیب بات معلوم ہوئی ہے عمران صاحب"... دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی نے پریشان زدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیا"... عمران نے پوچھا۔

"سر سلطان کی آنکھوں کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ ان کے سفید پن میں ہلکی ہلکی نیلاہٹ موجود ہے جبکہ قرنیوں میں بھی اسی طرح ہلکا ہلکا سفید اور نیلا پن موجود ہے جیسے آنکھوں میں سفید موتیا اترا ہو"... ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہونہہ مجھے اسی بات کا خدشہ تھا"... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیوں عمران صاحب۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔ دوسری طرف

سے ڈاکٹر فاروقی نے چونک کر کہا۔

" ہاں ۔ بہت ہی خاص بات ہے ۔ آپ ایک کام کریں ۔ سر سلطان کی کوئی ٹریٹمنٹ نہ کریں بلکہ ان کی غذائی ضرورتیں پوری کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں ٹائی سین انجکشن ہر دو گھنٹے بعد لگاتے رہیں ۔ ڈوز دو سی سی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے "... عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" ٹائی سین ۔ اوہ ۔ مگر عمران صاحب "... ڈاکٹر فاروقی نے کہنا چاہا۔

" آپ سے جو کہہ رہا ہوں وہ کریں ۔ سر سلطان کو کیا ہوا ہے یہ میں جانتا ہوں ۔ ان کا علاج میں خود کروں گا ۔ آپ بس انہیں انڈر آبزرویشن رکھیں اور ہر دو گھنٹوں بعد ٹائی سین کا انجکشن دیتے رہیں یہ بہت ضروری ہے "... عمران نے کہا۔

" اوکے ۔ جیسا آپ کہیں "... دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی نے کہا ۔ عمران نے انہیں مزید چند ہدایتیں دیں اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر گہرے سوچ و تفکر کے سائے امنڈ آئے تھے ۔

" آپ اس معاملے میں زیادہ ہی پریشان نظر آ رہے ہیں "... بلیک زیرو نے عمران کو پریشان دیکھ کر کہا۔

" حالات ہی پریشان کن ہیں ۔ پریشان نہ ہوں تو کیا کروں "... عمران نے کہا۔

" سر سلطان کے بارے میں کیا سمجھ آیا ہے آپ کو ۔ کیا ہوا ہے

انہیں "... بلیک زیرو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر فاروقی نے مجھے جو کچھ بتایا ہے اس سے تو صاف پتہ چل رہا ہے کہ ان کے مائینڈ کو باقاعدہ سکین کرنے کے بعد بلینک کر دیا گیا ہے ۔ اب تک جو رپورٹس ملی ہیں اس سے اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ یہ ساری گیم کیا ہے "... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

" گیم "... بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔

" ہاں ۔ سب سے پہلے سر سلطان کے ڈرائیور کو اغوا کیا گیا ۔ اسے ہلاک کرنے کے بعد اسے سر سلطان کی کار کی ڈگی میں ڈالا گیا ۔ پھر اس کی جگہ کسی مجرم نے لی اور جب سر سلطان گھر جانے کے لئے نکلے تو انہیں راستے میں ہی بے ہوش کر دیا گیا ۔ انہیں بے ہوش کر کے مجرم اپنے اڈے پر لے گئے جہاں ان کے دماغ کی سکیننگ کی گئی اور پھر ان کا دماغ واش کر دیا گیا ۔ سر سلطان سے باقاعدہ مجرموں نے ڈاکٹر انور عباس کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر ان میں سے ایک مجرم نے سر سلطان کا سیک اپ کیا اور سر سلطان بن کر ڈاکٹر انور عباس کی رہائش گاہ پہنچ گیا ۔ اس کے لئے اس نے باقاعدہ سر سلطان بن کر ڈاکٹر انور عباس سے ملاقات کا وقت لیا ہو گا ۔ ڈاکٹر انور عباس کی رہائش گاہ کے اندر جاتے ہی انہوں نے وہاں زیرو گیس تھرٹی گیس کیپسول فائر کئے اور پھر انہوں نے وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا۔

ڈاکٹر انور عباس کو انہوں نے بے ہوشی کی حالت میں کار میں ڈالا اور پھر وہ اس گھر میں تلاشی لینے لگے ۔ میری اطلاع کے مطابق ان دنوں ڈاکٹر انور عباس پاکیشیا کے لئے ایک نئی ایجاد میں مصروف تھے جس کا کوڈ نام ڈی ہائٹ رکھا گیا تھا ۔ ڈاکٹر انور عباس ڈی ہائٹ نامی آلے کو ایجاد کر چکے تھے ۔ سرداور اور حکومت کی اجازت کے بعد وہ اس آلے کو زیادہ تعداد میں بنا کر حکومت کے حوالے کرنا چاہتے تھے جس کے لئے حکومت نے انہیں ایکریمیا سے ایک خصوصی مشین منگوادی تھی ۔ ڈاکٹر انور عباس ان دنوں اس مشین پر کام کر رہے تھے تاکہ وہ اس مشین سے آٹو میٹک انداز میں ڈی ہائٹس تیار کر سکیں ۔ مجرم ڈاکٹر انور عباس کو تو لے گئے ہیں ان کے ساتھ ساتھ وہ یقیناً ڈی ہائٹ نامی آلے کو بھی لے گئے ہوں گے ۔ بہرحال اپنا کام مکمل کرنے کے بعد انہوں نے سر سلطان کی کار کھیتوں میں چھوڑ دی جبکہ سر سلطان کا مائینڈ سکین اور پھر بلینک کرنے کے بعد وہ پہلے ہی انہیں دور سڑک پر پھینک چکے تھے"... عمران نے بلیک زیرو کو اپنا تجزیہ بتاتے ہوئے کہا۔

"اور یہ سارا کام کسی ڈبل لائن سینڈیکیٹ یا ایجنسی نے کیا ہے کیونکہ ممبران کو تین مختلف جگہوں سے گولڈن ڈبل لائن کے کارڈ دستیاب ہوئے ہیں"... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ کارڈ ڈاجنگ کے طور پر استعمال کئے گئے ہیں"... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر بلیک زیرو ایک بار پھر چونک پڑا۔

ڈاجنگ ۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کارڈ ڈاجنگ کے لئے استعمال کئے گئے ہیں"... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیدھی سی بات ہے ۔ ان لوگوں کا مقصد ڈی ہائٹ آلے اور ڈاکٹر انور عباس تک پہنچنے کا تھا جس میں وہ کامیاب ہو چکے تھے ۔ جو سائنٹسٹ سائنس دانوں کو اغوا کرنے، فارمولا حاصل کرنے یا پھر معلومات کے حصول کے لئے آتے ہیں وہ اسی طرح اپنا نشان نہیں چھوڑتے ۔ تم نے جو رپورٹ کی رپورٹ نہیں سنی تھی ۔ اس نے کہا تھا کہ سر سلطان کی کار سے فنگر پرنٹس تک مٹا دیئے گئے ہیں ۔ وہاں صرف ایک ڈبل لائن کا کارڈ ملا تھا ۔ اگر ان مجرموں کو خود کو نمایاں کرنے کا شوق ہوتا تو وہ اپنا کارڈ پھینک کر ثبوت مٹانے کی کوشش نہ کرتے ۔ اس کے علاوہ میرے ذہن میں ڈبل لائن کا سارا نقشہ آگیا ہے ۔ یہ کارڈ عموماً گریٹ لینڈ کا ایک سینڈیکیٹ استعمال کرتا ہے جو صرف بینک ڈکیتوں اور رابری کیسز میں ملوث ہیں اور حالیہ اطلاعات کے مطابق ڈبل لائن گینگ کو باقاعدہ ٹریپ کر کے اس کے سربراہ سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے"... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ تو پھر وہ کون ہیں جو یہ سب کچھ کرتے پھر رہے ہیں"... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا پتہ لگانا ہے اور ہمیں ہر صورت میں ان مجرموں سے نہ صرف ڈاکٹر انور عباس کو زندہ سلامت واپس لانا ہو گا بلکہ اس سے ڈی ہائٹ آلے کو بھی واپس لینا ہو گا جو اگر سپر پاورز کے ہاتھ لگ گیا

تو پاکیشیا ان کے سامنے واقعی کبھی سر نہیں اٹھا سکے گا"... عمران نے کہا۔

"لیکن ان مجرموں نے اپنا کلیو چھوڑا ہی نہیں تو ہم ان تک پہنچیں گے کیسے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"عقل کے گھوڑے دوڑا کر"... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"عقل کے گھوڑے دوڑا کر"... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ۔ تم سی پورٹس اور ایئر پورٹ پر کال کرو اور معلومات حاصل کرو آج بلکہ اب سے دو گھنٹے قبل کون کون سی انٹرنیشنل فلائٹس نے پروازیں کی ہیں یا کرنے والی ہیں ۔ اسی طرح سی پورٹس سے کتنے شپ روانہ ہوئے ہیں یا ان کی روانگی میں کتنا وقت ہے ۔ مجرم جس تیزی سے کام کر رہے ہیں وہ فوری طور پر یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں گے اور ہمیں ان کی کوشش ہر حال میں ناکام بنانی ہے"... عمران نے دوبارہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں"... بلیک زیرو نے اسے اٹھتے دیکھ کر کہا۔

"کچن میں"... عمران نے کہا۔

"کچن میں ۔ کیوں"... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اتنی دیر سے بیٹھا ہوں چائے تو دور تم نے ایک گلاس پانی کا بھی نہیں پوچھا ہے ۔ میں نے سوچا چلو کچن میں جا کر اپنے اور

تمہارے لئے دو کپ کافی ہی بنا لاؤں"... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ آئی ایم سوری ۔ آپ بیٹھیں میں بنا لاتا ہوں"... بلیک زیرو نے شرمندہ ہوئے ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ تم اپنا کام کرو مجھے تہہ خانے میں جا کر کچھ سامان بھی نکالنا ہے"... عمران نے کہا۔

"کیسا سامان"... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"واپس آ کر بتاؤں گا"... عمران نے کہا اور پھر وہ طلقہ کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے تہہ خانے میں جانے کا راستہ جاتا تھا ۔ اس کے جانے کے بعد بلیک زیرو نے ٹیلی فون سنبھالا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

Malik Farrukh Nadeem
Pakistanipoint 2011-2013

"تت ۔ تم واقعی راڈل ہو ۔ لیکن تم میرے ساتھ"... سارہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے چہرے سے جھلی اتار دی تھی ۔ وہ ایک خاصا خوش شکل نوجوان تھا ۔ اس کا رنگ گندمی تھا اور جھلی اتارنے کے بعد اس نے دونوں آنکھوں سے لینز بھی اتار دیئے تھے ۔ اس کی آنکھیں نیلی تھیں جن میں بلا کی چمک اس کی ذہانت کا غماز تھی۔

"راڈل کا چہرہ دیکھ کر بھی کہہ رہی ہو کہ میں واقعی راڈل ہوں ۔ ہاں میں تمہارے ساتھ کیوں ہوں اور تمہارا دم چھلا کیوں بنا ہوا تھا اس کے بارے میں تمہیں ضرور بتاؤں گا"... راڈل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ بتانے سے پہلے یہ بتاؤ کہ اصلی دلدار کہاں ہے"... سارہ نے اس کی طرف غصیلی اور قدرے پریشان نظروں سے گھورتے ہوئے

کہا۔

"اس کی تم فکر مت کرو وہ جہاں بھی ہے بہت خوش ہے"... راڈل نے کہا۔

"کیا مطلب"... سارہ نے اسے گھور کر کہا۔

"مطلب یہ کہ وہ میری تحویل میں ہے ۔ ابھی وہ زندہ بھی ہے اور اس کی صحت بھی ٹھیک ہے ۔ لیکن"... راڈل کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن ۔ لیکن کیا"... سارہ نے کہا۔

"وہ زندہ اور صحت مند اسی صورت میں رہے گا جب تک تم میرے ساتھ تعاون کرتی رہو گی ۔ اگر تم نے مجھ سے اڑنے یا میرے ساتھ تعاون نہ کیا تو نہ میں دلدار کی صحت اور زندگی کی ضمانت دے سکتا ہوں اور نہ سر تیمور کی"... راڈل نے کہا ۔ اس نے آخری الفاظ بڑے چبھتے ہوئے انداز میں کہے تھے ۔ سر تیمور کا نام سن کر سارہ بے اختیار اچھل پڑی ۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا تھا۔

"سر تیمور ۔ تت ۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو"... سارہ نے ایک بار پھر ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں جو کہنا چاہتا ہوں وہ تم بخوبی سمجھ رہی ہو سارہ ۔ تمہارا دلدار تو ہمارے قبضے میں ہے اسی طرح تمہارے انکل سر تیمور جنہوں نے تمہیں باپ بن کر پالا ہے وہ بھی ہماری نگرانی میں ہیں ۔ تمہاری ایک حماقت ان دونوں کی جان لے سکتی ہے ۔ میرا اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسلسل رابطہ ہے ۔ اگر میں ہر دو گھنٹوں بعد انہیں اپنی

Malik Farooq Haider
Pakistan Point
14-11-2013

خریت کی اطلاع نہ دوں تو وہ ان دونوں کو ہلاک کرنے میں ایک لمحے کے لئے بھی دیر نہیں لگائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں تمہیں یہ بھی بتا دوں تم نے اور تمہارے انکل سر تیمور نے ایکریمیا میں جو ایمپائرز بلڈنگیں کھڑی کر رکھی ہیں وہ سب بلڈنگیں بھی میرے ساتھیوں کے نشانے پر ہیں جنہیں ملامیٹ کرنے میں انہیں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگے گی"... راڈل نے کہا۔

"تم یہ سب کس لئے کر رہے ہو"... سارہ نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہیں بلیک میل کرنے کے لئے کیونکہ وائٹ میل ہونا تمہارا لئے ممکن نہیں ہے"... راڈل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس طرح بلیک میل کرنے کے پیچھے تمہارا مقصد کیا ہے"... سارہ نے کہا۔

"ڈی ہائٹ"... راڈل نے بڑے پراسرار انداز میں کہا۔

"ڈی ہائٹ"... سارہ نے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہارے ذریعے نہ صرف ڈی ہائٹ تک پہنچا چاہتا ہوں بلکہ اسے حاصل بھی کرنا چاہتا ہوں۔ اب میں نے جس طرح تمہیں اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے مجھے یقین ہے کہ تم ڈی ہائٹ کے حصول کے لئے میری مدد ضرور کرو گی۔ کرو گی ناں"... راڈل نے کہا۔

"تمہارا اندازہ بتا رہا ہے کہ تم ڈی ہائٹ کے بارے میں پہلے سے

جانتے تھے"... سارہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں تمہارے پیچھے لگا تھا ڈارلنگ"... راڈل نے مسکرا والہانہ لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر سارہ کا منہ بگڑ گیا۔

"شٹ اپ۔ دوبارہ مجھے ڈارلنگ کہا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گی"... سارہ نے غراتے ہوئے کہا تو راڈل بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے باپ رے۔ پھر تو مجھے اپنا منہ بلکہ زبان فوراً سنبھال لینی چاہیے"... اس نے مصنوعی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"فضول کی باتیں چھوڑو اور اصلی بات بتاؤ"... سارہ نے منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو دل جگر گردے اور پھیپھڑے تھام کر سنو۔ یہ تو تم جان ہی گئی ہو کہ میں کون ہوں اور تم یقیناً یہ بھی جانتی ہو گی کہ ایکریمیا میں راڈل ایجنسی یعنی آر اے کا کس قدر شہرہ ہے۔ بہرحال مجھے میں چند خفیہ ذرائع سے معلومات ملی تھیں کہ پاکیشیا کا ایک سائنس دان ایک ایسا آلہ بنانے میں مصروف ہے جو میزائلوں اور راکٹوں میں ایندھن کی کمی کو پورا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اس آلے کی بدولت کسی میزائل یا راکٹ میں کسی بھی قسم کے ایندھن کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ یہ آلہ سولر سسٹم کے تحت کام کرے گا اور اس آلے میں یہ بھی خاصیت ہو گی کہ دن بھر کی سولر سسٹم سے حاصل کی ہوئی انرجی کو کئی گھنٹوں تک محفوظ رکھنے کی صلاحیت بھی موجود ہو گی جس کی وجہ سے ہزاروں کلومیٹر دور تک

فائر کئے گئے میزائل کی رفتار میں کوئی کمی نہیں ہو گی اور وہ سیدھ
اپنے ٹارگٹ پر جا گرے گا۔

اس سسٹم اور آلے کو بنانے کے لئے ایکریمیا سے خفیہ طریقے
سے چند الیکٹرونک اسپیریز حاصل کی گئی تھیں جو نہایت خفیہ طور
پاکیشیا میں اسمگل کر دی گئی تھیں۔ ان چیزوں کے حصول کے
ڈاکٹر انور عباس نے اپنے ایک اسسٹنٹ ڈاکٹر رانا کو مامور کر رکھا
تھا جو مختلف ناموں اور میک اپ میں ایکریمیا آتا تھا اور خفیہ ذرائع
سے اپنی مطلوبہ چیزیں لے کر نکل جاتا تھا۔ ڈاکٹر رانا کبھی مختلف
ناموں کے ساتھ ہوٹلوں میں رہتا تھا اور کبھی کہیں۔ بہرحال وہ
زیادہ دن ایکریمیا میں نہیں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ ایکریمیا میں ایک
سپیشل ڈیوائس کی تلاش میں آیا۔ اس نے ڈیوائس جس کا کوڈ
کراکرون تھا کی تلاش شروع کر دی۔ اسے کراکرون کی تلاش میں
مشکل پیش آ رہی تھی کیونکہ کراکرون ایک ایسی ڈیوائس تھی
ایکریمیا کے ٹروز میزائل میں استعمال کی جا رہی تھی۔ اس سپیشل
ڈیوائس کی وجہ سے وہ ایک سرکاری ایجنسی گولڈن ہاک کی نظر
میں آ گیا جس پر گولڈن ہاک نے فوراً کارروائی کرتے ہوئے اسے
لیا اور اس سے اس بات کی پوچھ گچھ کی جانے لگی کہ وہ کراکرون
ڈیوائس کی تلاش کیوں کر رہا ہے مگر اس نے گولڈن ہاک کے سامنے
زبان نہ کھولی۔ پھر اس سے کچھ اگلوانے کے لئے گولڈن ہاک نے
اسے مائینڈ کنٹرولر مشین سے گزارنے کا فیصلہ کیا۔

ڈاکٹر رانا کو چند ہائی پوٹنسی کے انجکشن لگا کر اس کے اعصاب
کو بے حس و حرکت کیا گیا اور پھر اس کا برین کنٹرول کر کے اس سے
پوچھ گچھ کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ ڈاکٹر رانا نے لاشعوری طور پر ڈی
ہائٹ کی تفصیل اگل دی لیکن جب اس سے ڈاکٹر انور عباس کے
بارے میں تفصیل اگلوانے کی کوشش کی گئی تو اس کا یکدم نروس
بریک ڈاؤن ہو گیا۔ اسے جن انجکشنوں کی ہائی ڈوز دی گئی تھی اور
برین کنٹرولر مشین سے اس کے دماغ کو جو الیکٹرک شاک دیئے گئے
تھے اس کی وجہ سے اس کی دماغی نسیں پھٹ گئی تھیں جس کی وجہ
سے وہ فوراً ہلاک ہو گیا تھا۔ گولڈن ہاک کے لئے یہی بہت تھا کہ
اسے ڈی ہائٹ کے بارے میں تفصیلات مل گئی تھیں۔ اس نے
حکومت کی ایما پر پاکیشیا چند ایجنٹس روانہ کئے جو ڈاکٹر انور عباس کو
تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے لیکن شاید ڈاکٹر انور عباس کو بھی
اپنے اسسٹنٹ ڈاکٹر رانا کی گرفتاری اور اس کی ہلاکت کا پتہ چل گیا
تھا جس کی وجہ سے وہ فوراً کہیں روپوش ہو گیا۔

ایکریمی ایجنٹوں نے انتہائی بھاگ دوڑ کے بعد صرف اس بات کا
پتہ لگایا تھا کہ تم ڈاکٹر انور عباس کی قریبی رشتہ دار ہو لیکن چونکہ تم
طویل عرصے سے ایکریمیا میں تھی اس لئے عرصہ دراز سے تمہارا ڈاکٹر
انور عباس سے کوئی رابطہ نہ تھا اور ایکریمیا میں تمہارا اور تمہارے
انکل سر تیمور کا کردار بے داغ تھا جس کی وجہ سے حکومت نے تم
دونوں کو چھیڑنا مناسب نہ سمجھا تھا اور خاموشی سے تم پر نظر رکھنی اور

تمہاری نگرانی کے احکامات دے دیئے۔ پھر یہ کیس راڈل ایجنسی یعنی مجھے ٹرانسفر کیا گیا تو میں نے تمہارے نزدیک آنے کا فیصلہ کر لیا سب سے پہلے میں نے ایکریمیا میں تمہارے کام اور تمہارے کردار کی چھان بین کرائی۔ پھر ایکریمی ایجنٹوں سے تمہارے بارے میں پاکیشیا سے معلومات حاصل کی گئیں تو مجھ پر انکشاف ہوا کہ تم پاکیشیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کام کرتی رہی ہو۔ خاص طور پر تم علی عمران کے بے حد نزدیک رہ چکی ہو جو پاکیشیا کا سب سے خطرناک اور انتہائی حد تک ذہین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔

بہرحال جب مجھے یہ معلوم ہوا تو مجھے یقین ہو گیا کہ تم سے واقعی کام لیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے تمہارے اسسٹنٹ دلدار کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیا اور اسے فالو کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ تم دلدار کو صرف اس لئے پسند کرتی تھی کہ اس میں عمران سے ملتی جلتی چند خصوصیات ہیں۔ ایک تو وہ پر مزاح طبیعت کا مالک تھا دوسرے وہ انتہائی ذہین تھا اس لئے تم اسے زیادہ سے زیادہ اپنے قریب رکھتی تھی۔ بہرحال جب مجھے یقین ہو گیا کہ میں خود کو دلدار کے قالب میں مکمل طور پر ڈھالنے میں کامیاب ہو گیا ہوں تو میں نے اسے اغوا کرا لیا اور اس کی جگہ سیک اپ کر کے خود تمہارے پاس آ گیا۔ تم چونکہ بے حد ذہین سیکرٹ ایجنٹوں کے ساتھ کام کر چکی تھی اس لئے میں نے ہر قدم پر احتیاط کی تھی کہ تمہیں کسی طور پر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ دلدار کی جگہ کوئی اور ہے اس کے لئے مجھے زیادہ

سے زیادہ تمہارے قریب رہنا تھا اور میں نے یہی کیا۔ دو ماہ مسلسل تمہارے ساتھ رہنے کے بعد جب مجھے یقین ہو گیا کہ تمہیں مجھ پر کوئی شک نہیں ہوا تو میں نے جان بوجھ کر باتوں باتوں میں تمہیں پرانی یادیں دلانا شروع کر دیں۔ میں نے ہی تمہیں خفیہ فون کر کے ڈی ہائٹ اور راڈل ایجنسی کے بارے میں بتایا تھا اور پھر میں نے تمہیں وہ ٹیپ بھی بھجوا دی جس میں، میں نے جان بوجھ کر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ پاکیشیا میں ڈی ہائٹ مشن کے لئے پلاننگ کی تھی۔ تم مجھے پاکیشیا ساتھ لائی تو میں نے ذاتی طور پر بھی ڈی ہائٹ اور ڈاکٹر انور عباس کی تلاش میں کام کرنا شروع کر دیا۔ میں نے وزارت سائنس کے چیدہ چیدہ افراد کو ٹٹولا اور بے دریغ رقم خرچ کی آخر کار مجھے ڈاکٹر انور عباس کے بارے میں انفارمیشن مل گئیں تو میں تمہارے پاس چلا آیا۔ میں نے سوچا کہ جب میں تمہیں بتاؤں گا کہ ڈی ہائٹ ڈاکٹر انور عباس کی ایجاد ہے جو تمہارے دور کے رشتہ دار ہیں تو تم اس پر فوراً کام کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ گی۔ میرا پروگرام تھا کہ تم جیسے ہی ڈی ہائٹ حاصل کرتی میں تم سے وہ چھین کر فوراً رفو چکر ہو جاتا۔ مجھے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ تم اس سلسلے میں یہاں کے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان سے اس سلسلے میں بات کرو گی اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں تمہیں کبھی ان سے بات نہ کرنے دیتا۔

اب تم نے سر سلطان کے کہنے پر ڈی ہائٹ حاصل کرنے سے انکار

کیا تو مجھے مجبوراً تمہارے سامنے کھلنا پڑا۔ خیر کوئی بات نہیں میں پہلے بھی تمہارے ذریعے ڈی ہائٹ حاصل کرنا چاہتا تھا اب بھی میرا یہی مقصد ہے۔ پہلے میں گھی سیدھی انگلیوں سے نکالنا چاہتا تھا مگر اب اس کے لئے مجھے انگلیاں ٹیڑھی کرنی پڑ رہی ہیں۔ اب میں جانتا ہوں کہ تم آسانی سے میری بات نہیں مانوں گی۔ اس کا بھی میں نے انتظام کر رکھا ہے ایک تو دلدار میرے قبضے میں ہے دوسرے تمہارے انکل سر تیمور جنہیں تم اپنے باپ کا درجہ دیتی ہو ان کی زندگی تم خطرے میں کبھی نہیں ڈالو گی۔ اس کے علاوہ تم نے بیس سالوں کی محنت سے ایکریمیا میں جو ایمپائرز بلڈنگیں کھڑی کی ہیں ان کی تباہی برداشت نہیں کر سکو گی۔ اس لئے لامحالہ تمہیں میرا کام کرنا پڑے گا"... راڈل بولنے پر آیا تو رکے بغیر مسلسل بولتا ہی چلا گیا اس کی باتیں سنتے ہوئے سارہ غصے سے بار بار پہلو بدل رہی تھی۔ اس کے چہرے پر غم و غصے کے ساتھ ساتھ راڈل کے لئے شدید نفرت انگیز تناؤ آ گیا تھا۔

"بس ختم ہو گئی تمہاری بکواس"... سارہ نے اسے نفرت سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب تمہاری باری ہے"... راڈل نے ڈھٹائی سے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہارا کیا خیال ہے میں تمہاری بلیک میلنگ میں آ جاؤ گی"... سارہ نے کہا۔

"آنا ہی پڑے گا۔ ورنہ"... راڈل نے کہا۔

"ورنہ۔ ورنہ یہی کہ تم میرے انکل کو بھی ہلاک کر دو گے۔ دلدار کو بھی ہلاک کر دو گے اور ان تمام عمارتوں کو بھی تباہ کر دو گے جو میں نے ایکریمیا میں تیار کرائی ہیں"... سارہ نے کہا۔

"ہاں۔ اور تم یہ مت بھولنا کہ ان بلڈنگوں میں بے شمار فلیٹس بھی ہیں، کاروباری دفاتر بھی اور بے شمار رہائش گاہیں بھی ہیں جہاں ہر وقت سینکڑوں افراد موجود رہتے ہیں جن میں مرد، عورتیں اور بچے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اگر تمہاری بنائی ہوئی ایک بلڈنگ بھی ہم نے تباہ کر دی تو سینکڑوں بے گناہوں کا خون تمہاری گردن پر ہو گا"... راڈل نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے راڈل"... اچانک سارہ نے مسکرا کر کہا تو راڈل بے اختیار چونک پڑا۔

"ارے۔ وہ کیوں۔ تم تو ایسے مسکرا رہی ہو جیسے"... راڈل کہتے کہتے رک گیا۔

"جیسے کیا"... سارہ نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ تم بتاؤ تم نے یہ کیوں کہا ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا"... راڈل نے سر جھٹک کر کہا۔

"تم ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی راڈل کے چیف ہو اور تم یقیناً اپنے ملک کے وفادار بھی ہو گے۔ تمہیں اپنے ملک اور اپنے ملک کے باسیوں سے پیار بھی ہو گا۔ پھر تم اپنے ملک سے غداری کیسے کر سکتے ہو اور اپنے ملک کی بے گناہ عوام کو موت کے گھاٹ کیسے اتار

دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ سارہ کچھ سمجھتی اچانک راڈل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی عجیب ساخت کی پسٹل کا ٹریگر نما بٹن پش کر دیا۔ پسٹل سے سرخ رنگ کی ایک دھار سی نکل کر سارہ کے سر سے ٹکرائی اور دوسرے لمحے سارہ کو یوں محسوس ہوا جیسے ایک خوفناک دھماکہ ہوا ہو اور اس کے سر کے ہزاروں ٹکڑے ہو گئے ہو اور پھر اس کے ذہن پر تاریکی نے غلبہ پا لیا۔

"عمران صاحب ایک اطلاع ہے آپ کے لئے"... بلیک زیرو نے عمران کو آپریشن روم میں داخل ہوتے دیکھ کر کہا جو ایک بھرا ہوا بیگ کاندھوں پر لادے اور دونوں ہاتھوں میں چائے کے دو کپ لئے آ رہا تھا۔

"کیسی اطلاع"... عمران نے پوچھا۔ اس نے ایک کپ بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا جسے بلیک زیرو نے لے کر مشین کی سائیڈ پر رکھ لیا اور عمران نے اپنا کپ میز پر رکھا اور بیگ اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے بلیک زیرو کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ایئرپورٹ سے ایکریمیا کی ایک ریاست وانا کے لئے ایک جیٹ جہاز چارٹرڈ کرایا گیا تھا جو اب سے آدھ گھنٹہ قبل ٹیک آف کر چکا ہے"... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے شکاری شکار سمیت اڑ گئے ہیں"... عمران

Waqar Farrukh Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2013

نے کہا۔

"اس طیارے کو بظاہر ایک انٹرنیشنل کمپنی نے ہائر کیا تھا جس کا نام سپارکل کمپنی ہے۔ اس کے ڈائریکٹر کا نام تھامسن ہے جو ایمرجنسی بزنس ٹور کے لئے وانا گیا ہے مگر میرا خیال ہے کہ اس طیارے کو ان مجرموں نے ہی ہائر کرایا ہے جنہوں نے ڈاکٹر انور عباس کی رہائش گاہ میں کارروائی کی تھی"... بلیک زیرو نے کہا۔

"شک کی وجہ"... عمران نے پوچھا۔

"کمپنی کے ڈائریکٹر کی بیٹی کی طبیعت خراب تھی جس کی وجہ سے تھامسن کا بھی نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا۔ تھامسن کی بیٹی بے ہوش تھی اور تھامسن بھی نیم بے ہوش تھا۔ اسے تقریباً نیم بے ہوشی کی حالت میں سٹریچر پر ڈال کر لے جایا گیا ہے جس کے لئے خاص طور پر ان کے ہمراہ ڈاکٹروں کی ٹیم گئی ہے جن کا کہنا تھا کہ وہ تھامسن کو سنبھال لیں گے۔ ان کا چونکہ ایکریمیا میں بزنس کے سلسلے میں جانا بے حد ضروری تھا اس لئے اس کا حکم تھا کہ وہ طبیعت خراب ہونے کے باوجود ایکریمیا جائے گا جس کے لئے اس نے حکومت سے خصوصی پرمیشن بھی حاصل کر لی تھی اور وہ ایکریمیا میں اپنی بیٹی کا علاج بھی کرانا چاہتا تھا"... بلیک زیرو نے کہا۔

"اور وہ بیمار انسان تمہارے خیال میں ڈاکٹر انور عباس ہوں گے۔ مگر وہ لڑکی"... عمران نے کہا۔

"ظاہر سی بات ہے۔ ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے"... بلیک

زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ معلوم کرایا ہے کہ وہ طیارہ آئل حاصل کرنے کے لئے راستے میں کہاں کہاں رکے گا"... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ طیارہ صرف تیل حاصل کرنے کے لئے تین ملکوں میں رکے گا اور اس کی چوتھی پرواز ڈائریکٹ ایکریمیا کی ریاست وانا کے لئے ہے۔ میں نے اس طیارے کا روٹ گراف منگوا لیا ہے جو بذریعہ فیکس آ گیا ہے۔ یہ دیکھیں"... بلیک زیرو نے کہا۔ اس نے مشین کی سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہوا ایک روٹ گراف اٹھا کر عمران کو دے دیا۔ عمران غور سے اس گراف کو دیکھنے لگا جس پر نقشہ بنا ہوا تھا اور وہاں مختلف ملکوں کے ساتھ سمندروں کے اوپر ایک لائن سی جاتی دکھائی دے رہی تھی اور لائن پر ایک جہاز کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ لائن کے مخصوص زاویوں پر چار ملکوں کو ریڈ مارک کیا گیا تھا جو اس بات کا اشارہ تھا کہ جہاز ان راستوں سے گزرتا ہوا ان تین ملکوں میں جائے گا اور اس کا آخری سٹاپ ایکریمیا کی ریاست وانا ہو گی۔

"جہاز کا پہلا سٹاپ صومالیہ ہے اور صومالیہ یہاں سے تقریباً ایک ہزار نو سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جیٹ جہاز عموماً ایک ہزار کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے پرواز کرتے ہیں۔ جہاز کو یہاں سے روانہ ہوئے آدھا گھنٹہ ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگلے ڈیڑھ گھنٹوں میں جہاز صومالیہ میں ہو گا۔ ہونہہ۔ اتنی دیر میں تو ہم ایئرپورٹ پر بھی بمشکل پہنچیں گے"... عمران نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"جی ہاں ۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو فوراً دوسرے سپاٹ پر پہنچ جانا چاہیئے ۔ وہیں آپ انہیں گھیر سکتے ہیں"... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر ان میں سے کوئی ڈی ہائٹ لے کر صومالیہ میں ہی ڈراپ ہو گیا تو پھر"... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ پھر تو واقعی مشکل ہو جائے گی"... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہوتی مشکل ۔ تم مجھے تھرٹی ایکس ٹرانسمیٹر لا کر دو ذرا"... عمران نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلا کر اٹھا اور ملحقہ کمرے میں چلا گیا ۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا ۔ اس نے ٹرانسمیٹر عمران کو دے دیا ۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا ۔ ٹرانسمیٹر سے پہلے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دیتی رہی پھر ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے سمندر کی بڑی بڑی چھالیں چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں ۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر لگا ایک سرخ بلب سپارک کرنے لگا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ ۔ اوور"... سرخ بلب کو سپارک کرتے دیکھ کر عمران نے کہا ۔ ٹرانسمیٹر پر یکلخت سبز بلب روشن ہوا اور سمندر کی لہروں کا شور مدھم پڑ گیا۔

"یس ۔ کسٹانا اٹنڈنگ یو ۔ اوور"... دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"کسٹانا ۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں ۔

اوور"... دوسری طرف کی آواز سن کر عمران نے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ ۔ کون پرنس آف ڈھمپ ۔ میں کسی پرنس کو نہیں جانتا ۔ اوور"... دوسری طرف سے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"بے فکر ہو کر بات کرو کسٹانا ۔ میں تھرٹی ایکس ٹرانسمیٹر سے بات کر رہا ہوں ۔ تم اس ٹرانسمیٹر کی کال چاہے عام ٹرانسمیٹر پر ہی کیوں نہ رسیو کرو اس ٹرانسمیٹر کی کال کو نہ کیچ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی سنا جا سکتا ہے ۔ اوور"... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ پھر ٹھیک ہے ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ پرنس اس طرح کھلے عام میرا نام کیسے لے سکتا ہے ۔ اوور"... دوسری طرف سے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں احمق نہیں ہوں ۔ بہرحال سنو ۔ تمہارے گروپ میں کتنے افراد ہیں ۔ اوور"... عمران نے کہا۔

"کتنے سے آپ کی کیا مراد ہے پرنس ۔ اوور"... کسٹانا نے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ تمہارے گروپ میں اتنے افراد موجود ہیں جو بھرپور اور تیز ایکشن کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ۔ ان کی تعداد پندرہ بیس ہونی چاہیئے ۔ اوور"... عمران نے کہا۔

"یس ۔ پندرہ بیس تو کیا آپ سو پچاس کی بھی بات کریں تو آپ کو وہ بھی مل جائیں گی ۔ اوور"... کسٹانا نے کہا۔

"گڈ ۔ تم ایسا کرو اپنے ساتھیوں کو تیار کرو اور جلد سے جلد

Mahir Faiyaz Nadeem 14-11-2018 Pakistanipoint

سومالیہ پہنچ جاؤ۔ پاکیشیا سے ایکریمیا کے لئے ایک طیارہ چارٹرڈ کرایا گیا ہے جو آئل لینے کے لئے صومالیہ اترے گا۔ تمہیں اس طیارے کی نگرانی کرنی ہے۔ اس طیارے میں سے اگر کوئی نکل کر صومالیہ میں ڈراپ ہونے کی کوشش کرے تو تمہیں فوراً ایکشن میں آکر اسے اٹھا لینا ہے چاہے وہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ۔ اوور"... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔ اوور"... کسٹانا نے پوچھا۔

"ہاں۔ پاکیشیا کے ایک سائنس دان کو اس کی ایک ایجاد کے ساتھ اغوا کیا گیا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ مجرم انہیں اس طیارے میں لے جا رہے ہیں۔ ان کی منزل ایکریمیا کی ریاست وانا ہے مگر ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایجاد یا سائنس دان کو لے کر صومالیہ میں ہی ڈراپ ہونے کی کوشش کرے تو تمہیں ہر حال میں اسے کور کرنا ہے۔ اوور"... عمران نے اسے مختصر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو میں اپنے ایکشن گروپ کے ساتھ اس طیارے پر اٹیک کر دیتا ہوں۔ مجرموں کی تعداد جتنی بھی ہو ہم ان کی لاشیں گرا کر ان سے سائنس دان اور اس کی ایجاد کو چھین لائیں گے۔ اوور"... کسٹانا نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

"احمقانہ باتیں مت کرو۔ ان کے قبضے میں ہمارا سائنس دان ہے۔ اگر ان پر اٹیک کیا گیا تو وہ اس سائنس دان کو ہلاک کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس سائنس دان کو ہر صورت میں ان کی قید سے زندہ

نکالنا ہے اور وہ بھی ان کی ایجاد سمیت۔ اوور"... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ پھر تو واقعی ہمیں احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ اوور"... کسٹانا نے فوراً کہا۔

"تو پھر جلدی کرو۔ طیارے کو صومالیہ پہنچنے میں بے حد کم وقت رہ گیا ہے جبکہ تمہیں کسوانا سے صومالیہ پہنچنے میں وقت لگ سکتا ہے اوور"... عمران نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں پرنس۔ میں اتفاقاً اپنے ایک گروپ کے ساتھ صومالیہ میں ہی ہوں۔ یہاں میں ایک مشن پر آیا تھا اور مشن مکمل کر کے واپس جا ہی رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ میں نے اپنے تمام ٹرانسمیٹرز کو جدید سیل فون میں ایڈجسٹ کر رکھا ہے اس لئے میں نے یہاں آپ کی کال رسیو کر لی ہے ورنہ ہیڈ کوارٹر میں آپ کی کال مجھے موصول ہی نہ ہوتی۔ اوور"... کسٹانا نے کہا۔

"گڈ۔ تو پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایئرپورٹ چلے جاؤ۔ پاکیشیا سے آنے والی اس خصوصی فلائٹ کا نمبر نوٹ کر لو۔ اوور"... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ نمبر بتائیں۔ اوور"... کسٹانا نے کہا تو عمران نے فیکس کے پرنٹڈ کاغذ پر فلائٹ کا نمبر دیکھ کر اسے بتا دیا اور پھر اس نے کسٹانا کو مزید ہدایات دیں اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اس کے بعد اس نے فون اٹھایا اور چیف ایئر مارشل کو بطور ایکسٹو

Mark Farhan Nadeem
Pakistanimint 14-11-2016

ایک برق رفتار جیٹ طیارہ تیار کرانے کا حکم دیا جو دوسرے طیارے کی نسبت زیادہ تیز رفتاری سے ایکریمیا پہنچ سکتا تھا۔ اس کے بعد عمران نے رانا ہاؤس میں موجود جوزف اور جوانا کو فون کر کے انہیں فوراً ایئرپورٹ پہنچنے کی ہدایات دیں اور پھر اس نے جولیا کو کال کیا اور اسے بھی حکم دیا کہ وہ صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور نعمانی کو لے کر ایئرپورٹ پہنچ جائے۔ انہیں ایک خصوصی اور تیز رفتار مشن پر فوراً ایکریمیا پہنچنا ہے تو جولیا نے اوکے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"لگتا ہے آپ اس بار فاسٹ ایکشن کے موڈ میں ہیں"... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈاکٹر انور عباس اور ان کی ایجاد ڈی ہائٹ پاکیشیا کے لئے بے حد اہمیت کی حامل ہے اور پھر انہیں جو مجرم لے گئے ہیں اس کے بارے میں، میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ جس تیز رفتاری سے انہوں نے یہاں اپنا مشن مکمل کیا ہے اس کے لئے ہمیں بھی فاسٹ ایکشن کرنا پڑے گا ورنہ بات نہیں بنے گی"... عمران نے کہا۔

ڈاکٹر انور عباس اور ان کی ایجاد ڈی ہائٹ کی وجہ سے بلیک زیرو بھی بے حد متفکر اور سنجیدہ تھا۔ عمران کی بات سن کر بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے چائے ختم کی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بیگ اٹھا کر کاندھوں پر ڈالا ہی تھا کہ اسی لمحے آپریشن روم میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ سیٹی کی آواز سن کر نہ صرف

عمران بلکہ بلیک زیرو بھی چونک پڑا ۔ سیٹی کی آواز مین ٹرانسمیٹر مشین سے نکل رہی تھی جس پر ایکسٹو عموماً فارن ایجنٹس کی کالیں رسیو کرتا تھا۔

" کس کی کال ہو سکتی ہے "... عمران نے کہا۔

" دیکھتا ہوں "... بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر مشین کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے فوراً مشین آپریٹ کی اور ایک بٹن پریس کیا تو مشین پر موجود ایک چھوٹی سی سکرین پر ایک فارن ایجنٹ کا ٹرانسمیٹر کوڈ ابھر آیا۔

" کافرستان سے این ٹی کی کال ہے "... بلیک زیرو نے کوڈ دیکھ کر کہا۔

" دیکھو اس کے پیٹ میں کیا گڑبڑ ہوئی ہے "... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے مشین کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے مشین کا مائیک اپنے منہ کے قریب کر لیا۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ این ٹی کالنگ ۔ اوور "... بٹن آن ہوتے ہی این ٹی کی آواز سنائی دی۔

" یس ۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو ۔ اوور "... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

" چیف ۔ این ٹی بول رہا ہوں کافرستان سے ۔ اوور "... دوسری طرف سے کہا گیا۔

Mahr Farrukh Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2013

"یس ۔ کس لئے کال کی ہے ۔ اوور"... بلیک زیرو نے کہا۔

"چیف ۔ مجھے ایک بے حد اہم انفارمیشن ملی ہے جس کے لئے میں نے آپ کو کال کرنا ضروری سمجھا ہے ۔ اوور"... دوسری طرف سے این ٹی نے کہا۔

"کیسی انفارمیشن ۔ اوور"... بلیک زیرو نے کہا۔

"کافرستان میں پچھلے دنوں خصوصی طور پر ایک نئی سیکرٹ ٦بجنسی تیار کی گئی تھی ۔ اس ٦بجنسی کا نام کیٹ ٦بجنسی ہے ۔ یہ ٦بجنسی ڈائریکٹ پرائم منسٹر کے انڈر کام کرے گی اور اس ٦بجنسی کا جسے سربراہ بنایا گیا ہے اس کا نام مادام کیٹ ہے ۔ مادام کیٹ بے حد زیرک، خطرناک اور ذہین سمجھی جاتی ہے ۔ اس کا تعلق کافرستانی ملٹری انٹیلی جنس سے ہے جو ملٹری انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر کے نمبر ٹو کے طور پر کام کرتی تھی ۔

بہرحال اطلاع کے مطابق کیٹ ٦بجنسی کو پاکیشیا میں کسی اہم مشن پر کام کرنے کے لئے وجود میں لایا گیا ہے ۔ میں نے اپنا ایک ساتھی پرائم منسٹر ہاؤس میں ایڈجسٹ کر رکھا ہے جو وہاں کے معاملات پر نظر رکھتا ہے ۔ اس نے پرائم منسٹر ہاؤس میں انتہائی خفیہ جگہوں پر سپیشل ڈکٹا فون لگا رکھے ہیں ۔ وہ چونکہ پرائم منسٹر ہاؤس میں ہونے والی تمام کارروائیوں اور ان کی میٹنگز کو خود نہیں سن سکتا اس لئے اس نے ان ڈکٹا فونز کو ایک ریکارڈنگ مشین سے لنک کر دیا ہے جس کی وجہ سے پرائم منسٹر کسی بھی کمرے میں بیٹھ

کر کوئی خفیہ میٹنگ کرے تو ان ڈکٹا فونز کی وجہ سے ان کی ریکارڈنگ ہو جاتی ہے اور پھر میرا ساتھی موقع نکال کر ہفتے میں اک بار اس خفیہ مقام پر جاتا ہے جہاں اس نے رسیونگ اور ریکارڈنگ مشین لگا رکھی ہے ۔

ایک روز پرائم منسٹر نے میرے ساتھی کو کسی ضروری کام کے سلسلے میں پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ بھیج رکھا تھا ۔ میرا ساتھی شام تک پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ میں رہا تھا جس کی وجہ سے وہ اس روز پرائم منسٹر کی مصروفیات پر نظر نہ رکھ سکا تھا ۔ بہرحال جب وہ پرائم منسٹر ہاؤس پہنچا تو اسے فقط اتنا معلوم ہوا کہ پرائم منسٹر اس روز کہیں نہیں گئے تھے ۔ انہوں نے نہ کوئی سرکاری کال اٹنڈ کی تھی اور نہ ہی کسی سرکاری میٹنگ میں گئے تھے بلکہ وہ سارا دن ایک خاتون اور اس کے چند ساتھیوں کے ساتھ ایک سیکرٹ روم میں رہے تھے اور ان سے میٹنگ کرتے رہے تھے ۔

اس قدر طویل اور خفیہ میٹنگ کے بارے میں سن کر میرے ساتھی کا ماتھا ٹھنکا ۔ اس نے اپنی کوششوں سے اس سیکرٹ روم تک بھی رسائی حاصل کر لی تھی اور وہ وہاں بھی ڈکٹا فون لگانے میں کامیاب ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ مطمئن تھا کہ پرائم منسٹر نے سیکرٹ روم میں جو بھی خفیہ میٹنگ کی تھی وہ یقیناً ڈکٹا فون کے ذریعے ریکارڈنگ مشین میں ریکارڈ ہو گئی ہو گی ۔ وہ اس ریکارڈنگ کو جلد سے جلد سننا چاہتا تھا مگر اس کی مصروفیت کا یہ عالم تھا کہ وہ

Malik Fayyaz Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2015

کسی بھی طرح اپنے خفیہ پوائنٹ پر نہ پہنچ سکتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ کئی روز تک اس ریکارڈنگ کو نہ سن سکا تھا۔ پھر کئی روز بعد جب اسے موقع ملا تو وہ فوراً اپنے خفیہ مقام پر پہنچ گیا۔

اس نے ہفتے بھر کی ریکارڈنگ سننی شروع کر دی یہاں تک کہ اس نے وہ خصوصی میٹنگ بھی سن لو جو پرائم منسٹر اور مادام کیٹ کے درمیان ہوئی تھی اوور"... این ٹی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" پھر کیا معلوم ہوا تھا اسے ریکارڈنگ سے۔ اوور"... بلیک زیرو نے کہا جبکہ عمران خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

" پرائم منسٹر نے مادام کیٹ کو پاکیشیا کے ایک اہم سائنس دان ڈاکٹر انور عباس اور اس کی کسی نئی ایجاد ڈی ہائٹ کو حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اوور"... اس کی بات سن کر نہ صرف عمران بلکہ بلیک زیرو بھی بری طرح چونک پڑا تھا۔

" ڈاکٹر انور عباس۔ ڈی ہائٹ۔ اوور"... بلیک زیرو نے کہا۔

" یس چیف۔ میرے پاس وہ ریکارڈنگ پہنچ چکی ہے۔ میں ٹیپ آن کرتا ہوں اسے آپ خود ہی سن لیں۔ اوور"... این ٹی نے کہا تو بلیک زیرو نے سوالیہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ٹھیک ہے۔ سناؤ۔ اوور"... بلیک زیرو نے کہا۔

" یس چیف۔ سنیں۔ اوور"... این ٹی نے کہا اور پھر ٹیپ کی آواز کے ساتھ گھرر گھرر کی آوز سنائی دی اور پھر اچانک کمرے میں ایک

آواز گونجنے لگی۔

یہ آواز کافرستانی پرائم منسٹر کی تھی۔ اس آواز کو سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ جوں جوں ٹیپ چلتی جا رہی تھی اسے سن کر نہ صرف بلیک زیرو بلکہ عمران کا رنگ بھی بدلتا جا رہا تھا۔

Malik Farrukh Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2013

کافرستانی پرائم منسٹر دیش پانڈے سیکرٹریٹ کے شاندار آفس میں بڑی تمکنت سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے چاکلیٹی کلر اور جدید تراش کا قیمتی سوٹ پہن رکھا تھا۔ میز پر اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی اور وہ اسے پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو پرائم منسٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"مادام کیٹ آ گئی ہیں سر"... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"بھیج دو اسے"... پرائم منسٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے اخروٹی کلر کے بال اس کے کاندھوں پر تراشیدہ تھے۔ چہرے پر ہلکا میک اپ تھا اور اس نے بلیو جینز اور بلیو شرٹ پہن رکھی تھی۔

لڑکی کی آنکھیں براؤن تھیں جن میں ذہانت کی چمک تھی۔

"آؤ کیٹ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ بیٹھو"... پرائم منسٹر نے مادام کیٹ کی طرف دیکھ کر خفیف سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو کیٹ سلام کر کے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم نے میرے توقع سے کہیں بڑھ کر اور انتہائی سمجھ داری سے کام کیا ہے کیٹ۔ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ دونوں ہمارے قبضے میں آ گئے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران لاکھ سر پیٹتے رہیں مگر اب انہیں یہ کبھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کہاں ہیں۔ وہ تمہارے بچھائے ہوئے جال میں پھنس کر ایکریمیا پہنچ جائے گا اور وہیں ٹکریں مارتا رہے گا لیکن اس کے ہاتھ سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں آئے گا۔ اس بار انہیں حقیقتاً بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑے گا"... پرائم منسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ عمران کو کبھی خواب بھی نہیں آ سکتا کہ ڈی ہائٹ اور ڈاکٹر انور عباس کافرستان میں ہے"... مادام کیٹ نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسے معلوم ہونا بھی نہیں چاہئے ورنہ وہ بھوت کی طرح ہمارے پیچھے لگ جاتا اور ہمیں اس کی وجہ سے وہ مصیبتیں اور پریشانیاں جھیلنا پڑتیں جس سے ہماری ناک میں دم آ جاتا"... پرائم منسٹر نے کہا اس کی بات سن کر مادام کیٹ کا منہ بن گیا۔

Walik Feroz Kaleem
Pakistanipoint 14-11-2013

"معاف کریں سر۔ آپ خواہ مخواہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہیں۔ اگر آپ نے مجھے سختی سے منع نہ کیا ہوتا تو میں علی الاعلان عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا جاتی اور ان سب کی لاشیں گرا کر بھی ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کو لا سکتی تھی مگر آپ کے حکم کی وجہ سے میں نے طویل پلاننگ کی اور نہایت خاموشی سے ایک ڈاجنگ گیم ترتیب دیتے ہوئے ڈاکٹر انور عباس اور اس کی ایجاد کو حاصل کیا۔ میں نے یہ ڈاجنگ گیم عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ایکریمیا کے ٹاپ ایجنٹ راڈل کے ساتھ بھی کھیلی ہے۔ اس کی وجہ سے تو میں ڈاکٹر انور عباس اور اس کی ایجاد تک پہنچنے میں کامیاب ہوئی تھی۔ اگر وہ میری مدد نہ کرتا تو میں شاید ہی ڈاکٹر انور عباس اور اس کی ایجاد تک پہنچ سکتی۔

بہرحال آپ یہ جانتے ہی ہیں کہ میں اپنے اصولوں کے تحت کام کرتی ہوں۔ اگر کسی کو میں ڈاج بھی دیتی ہوں تو ایمانداری سے دیتی ہوں۔ میں نے راڈل کو بھی ڈاج دیا ہے۔ وہ بھی ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ لے گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے ہاتھ دونوں نقلی چیزیں آئی ہیں۔ مگر وہ فوراً نہیں جان سکے گا کہ اس کے ساتھ ڈاکٹر انور عباس اور اصلی ڈی ہائٹ نہیں ہے لیکن جب اسے پتہ چلے گا تو وہ بھی اپنے بال نوچنے پر مجبور ہو جائے گا۔ میں اس کے سامنے ایک فرضی نام سے آئی تھی۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ میرا تعلق کافرستان سے اور کس ایجنسی سے ہے۔ لیکن عمران کے

لئے مجھے اپنے اصولوں سے ہٹ کر کام کرنا پڑا ہے۔ میں نے اس کے لئے اپنے قدموں کا نشان تک نہیں چھوڑا ہے۔ آپ کے حکم کے تحت عمل کرتے ہوئے میں ڈاکٹر انور عباس کو بھی لے آئی ہوں اور اصلی ڈی ہائٹ بھی۔ مگر"... مادام کیٹ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"مگر۔ مگر کیا"... پرائم منسٹر نے چونک کر کہا۔

"سر۔ میرا ڈاجنگ گیم مشن تو پورا ہو گیا ہے اب میں آپ سے ایک پرسنل مشن حاصل کرنے آئی ہوں"... مادام کیٹ نے کہا۔

"پرسنل مشن"... پرائم منسٹر نے چونک کر کہا۔

"یس سر۔ پرسنل مشن"... مادام کیٹ نے کہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات تھے۔

"کیا ہے تمہارا پرسنل مشن"... پرائم منسٹر نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں واپس پاکیشیا جانا چاہتی ہوں"... مادام کیٹ نے کہا۔

"پاکیشیا۔ پرائم منسٹر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں پاکیشیا جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرانا چاہتی ہوں"... مادام کیٹ نے کہا تو اس کی بات سن کر پرائم منسٹر بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں یوں پھیل گئی تھیں جیسے مادام کیٹ نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے"... پرائم منسٹر نے ہکلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

Nadeem Sarwar Point 14-11-2016

"آپ نے مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کی جو فائل دی تھی اور مجھے ذاتی طور پر ان کے بارے میں بتایا تھا۔ ان کے کارناموں کی تفصیل پڑھ کر اور ان کی تعریفیں سن کر میرا خون کھول اٹھا تھا۔ میرا دل یہی چاہ رہا تھا کہ میں آپ کی ہدایات کے خلاف کام کروں اور سب سے پہلے جا کر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کا خاتمہ کروں یا انہیں زنجیروں میں جکڑ کر غلاموں کی طرح گھسیٹتی ہوئی یہاں لے آؤں مگر میں نے خود پر کنٹرول رکھا اور فیصلہ کر لیا تھا کہ مشن کے ختم ہوتے ہی آپ کی اجازت سے ایک بار پھر پاکیشیا واپس آؤں گی اور ایک پرسنل مشن لے کر اس مشن پر کام کرتے ہوئے میں علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا جاؤں گی اور ان کا اس قدر بھیانک حشر کروں گی کہ ساری دنیا کانپ اٹھے گی"... مادام کیٹ نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غرور اور سفاکی کا عنصر تھا اور اس کی آنکھیں یہ سب کہتے ہوئے انگاروں کی طرح دھک اٹھی تھیں۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیٹ جو تم میرے سامنے ایسی باتیں کر رہی ہو۔ کیا تم مجھے احمق سمجھتی ہو"... اس کی باتیں سن کر پرائم منسٹر نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے اور ناگواریت کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"سس۔ سس۔ سر"... مادام کیٹ نے پرائم منسٹر کو اس قدر غصے میں آتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تم یہ بات سوچ بھی کیسے سکتی ہو کہ میں تمہیں کسی ایسے مشن کی اجازت دے دوں گا جو تمہاری انا کی تسکین کے لئے ہو گا۔ تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں پرسنل مشن کی اجازت دوں تاکہ تم عمران کے سامنے شو ہو جاؤ اور وہ تمہارا اور تمہاری ٹجنسی کا جو حشر کرے گا سو کرے گا ساتھ ہی اسے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ڈی ہائٹ اور ڈاکٹر انور عباس کو اغوا کرنے میں ہمارا ہاتھ ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو وہ قہر بن کر ایک بار پھر کافرستان پر چڑھ دوڑے گا اور کافرستان کو ایک بار پھر اس کے ہاتھوں لگے ہوئے کاری زخموں کو سہنا پڑے گا"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"لیکن سر"... مادام کیٹ نے کہا۔

"شٹ اپ۔ دوبارہ ایسی بات سوچنا بھی مت۔ تم نے یہ مشن صرف اپنی عقل مندی اور ذہانت سے مکمل کیا ہے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس بات کی بھنک بھی پڑ جاتی کہ تمہاری کیٹ ٹجنسی پاکیشیا میں کوئی مشن لے کر آئی ہے تو تم اب تک زندہ نہ ہوتیں۔ تمہارا کیا خیال ہے میں نے یونہی تمہیں اس خوفناک انسان اور اس کے سائے سے دور رہنے کا حکم دیا تھا۔

وہ شیطانوں کا شیطان ہے۔ کافرستان کی بڑی سے بڑی ٹجنسی اور طاقتور سے طاقتور ایجنٹ بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ بہادری، ذہانت اور تیز رفتاری میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔ یہ باتیں میں اس کی تعریف میں نہیں کر رہا بلکہ تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ عمران

کافرستان میں کئی بار آ چکا ہے اور وہ جب بھی آتا ہے آندھی اور طوفان کا روپ دھار کر آتا ہے جس کے نشان تا دیر ہمارے سینوں پر ثبت ہو کر رہ جاتے ہیں ۔ ہم نے بہت سوچ سمجھ کر اور نہایت دانش مندی سے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس جیسے خطرناک انسان کو نہ چھیڑا جائے ۔ اسے چھیڑنا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے والی بات ہے ۔

اگر ہمیں ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کی ضرورت نہ ہوتی تو شاید ہم پاکیشیا میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی میں اپنا کوئی مشن مکمل نہ کرتے کیونکہ کافرستان اس وقت سیاسی اور معاشی بحران کی جن حدوں کو چھو رہا ہے کوئی بڑا نقصان سہنے کا متحمل ہی نہیں ہو سکتا ۔ ہمیں اس وقت تک خاموش رہنا ہے جب تک ہم اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہو جاتے ۔ ایک بار ہمارا منصوبہ کامیاب ہو گیا تو پھر نہ علی عمران رہے گا اور نہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور نہ ہی پاکیشیا ۔ اس بار ہم نے پاکیشیا کے خلاف جو منصوبہ بنایا ہے وہ بے حد اہمیت کا حامل ہے اور اس منصوبے کو مکمل کرنے کے لئے ہمیں ڈاکٹر انور عباس جیسے انسان کی بہت ضرورت تھی ۔ نہ صرف اس سائنس دان کی بلکہ اس کی ایجاد ڈی ہائٹ کی بھی"... پرائم منسٹر جب بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا چلا گیا۔

"یس سر ۔ میں سمجھتی ہوں سر"... مادام کیٹ نے کہا۔

"نہیں ۔ تم کچھ نہیں سمجھتی مادام کیٹ ۔ اگر تم میں سمجھ ہوتی تو تم میرے پاس پرسنل مشن لے کر نہ آتی"... پرائم منسٹر نے غصیلے

لہجے میں کہا۔

"سوری سر ۔ میں ۔ میں"... پرائم منسٹر کو غصے میں دیکھ کر مادام کیٹ کے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے ۔ اس کا رنگ سرسوں کے پھول کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

"ہونہہ ۔ سوری ۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم ان تمام معاملات کو بھول جاؤ ۔ تم نے جو مشن مکمل کیا ہے اس کا نہ صرف تمہیں بھاری معاوضہ دیا گیا ہے بلکہ تمہیں ہر طرح کے اعزازات سے بھی نوازا دیا گیا ہے ۔ تمہاری قسمت اچھی ہے کہ تم پاکیشیا میں اپنا کوئی نشان چھوڑ کر نہیں آئی ۔ اگر ایسا ہوتا تو اب تک میرے حکم سے نہ صرف تمہاری ایجنسی بلکہ تمہارا بھی وجود مٹی میں مل چکا ہوتا"... پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا ۔ یہ سن کر مادام کیٹ پر بے اختیار لرزہ طاری ہو گیا تھا ۔ وہ پرائم منسٹر کے ان الفاظ کا مطلب بخوبی سمجھ رہی تھی ۔ پرائم منسٹر برملا اس کی اور اس کی ایجنسی کی ہلاکت کا کہہ رہے تھے ۔

"اوہ ۔ سوری سر"... مادام کیٹ نے کہا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ تمہاری ایجنسی کو کافرستانی سیکرٹ سروس میں ضم کر دیا جائے اور سیکرٹ سروس کے چیف پنڈت نارائن کو ہٹا کر اس کی جگہ تمہیں دے دی جائے مگر تمہاری ان باتوں سے مجھے شدید کوفت ہوئی ہے اس لئے میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے ۔ اب میں چاہتا ہوں کہ میں تمہیں اور تمہاری ایجنسی کو ساندر بن کے اس

Malik Sohail Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2015

علاقے میں بھیج دوں جہاں فائنل مشن پر کام ہو رہا ہے ۔ تم وہاں ہو گی تو تمہارے ذہن میں دوبارہ ایسی باتیں نہیں آئیں گی"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"سس ۔ساندر بن"... مادام کیٹ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ اور اب ایسا ہی ہو گا ۔ تم اپنی ایجنسی کو تیار کرو ۔ تم سب کو آج ہی ساندر بن جانا ہے"... پرائم منسٹر نے تلخ لہجے میں کہا۔

"لیکن سر"... مادام کیٹ نے کہا۔

"نو آرگومنٹس ۔ ڈیٹس مائی فرسٹ اینڈ لاسٹ آرڈر ۔ اوکے"... پرائم منسٹر نے غرا کر کہا۔

"یس ۔یس سر"... مادام کیٹ نے تھکے تھکے سے انداز میں کہا ۔ اس کا چہرہ اور آنکھیں بجھ سی گئی تھیں ۔وہ سوچ رہی تھی کہ اس نے پرسنل مشن پر کام کرنے کے لئے پرائم منسٹر کے پاس آکر اور ان سے اجازت لینے کی کوشش کر کے بڑی غلطی کی تھی جس کی پاداش میں اسے کالے پانی کی سزا دی جا رہی تھی۔

"اوکے ۔اب تم جا سکتی ہو"... پرائم منسٹر نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ تھینک یو سر"... مادام کیٹ نے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

اس نے ایک بار پھر پرائم منسٹر کی طرف ترحم بھری نظروں سے دیکھا لیکن پرائم منسٹر دوبارہ میز پر رکھی ہوئی فائل دیکھنے میں مصروف ہو گیا تھا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے مادام کیٹ کی

وہاں موجودگی کا احساس تک نہ ہو ۔ مادام کیٹ نے ایک طویل سانس لی اور تھکے تھکے انداز میں پرائم منسٹر کو سلام کر کے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

Malik Farrukh Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2013

سارہ نواب کے دماغ میں دھماکے ہو رہے تھے ۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی بند آنکھوں میں آتش فشاں پھٹ رہا ہو جس کا سرخ لاوا فضا میں اچھل کر اس کے دماغ کی رگوں پر گر رہا ہو اس کی آنکھوں کے سامنے سرخی ہی سرخی چھائی ہوئی تھی ۔ اس کا جسم بار بار متحرک ہو رہا تھا ۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا ذہن لاشعور سے شعور کی طرف آنے کی کوشش کر رہا ہو مگر لاشعور اس کے شعور پر اس قدر حاوی تھا کہ اسے ہوش ہی نہیں آ رہا تھا ۔ پھر اچانک اس کے ذہن کے پردوں پر سے سرخ چادر ہٹ گئی۔

اس کے ذہن کے پردوں پر ایک لمحے لئے سیاہی سی چھائی پھر اس سیاہ چادر پر ایک جگنو سا چمکا پھر وہ جگنو یکلخت پھیلتا چلا گیا اور پھر چند ہی لمحوں کے بعد سارہ نواب نے کسمساتے ہوئے آنکھیں کھول دیں آنکھیں کھولتے ہی اس کا شعور یکلخت لاشعور پر غالب آ گیا تھا ۔ ایک

Malik Rafiq Ur Naveem
Pakistanipoint 14-11-2013

لمحے کے لئے وہ خالی خالی نظروں سے چھت کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ بری طرح سے چونک اٹھی ۔ وہ ایک کیبن نما کمرے میں موجود تھی ۔ کیبن میں دیوار کے ساتھ ایک پلنگ بچھا ہوا تھا جس پر سارہ نواب کو ڈال کر اس کے ہاتھ اور پاؤں مضبوطی سے باندھ دیئے گئے تھے ۔ دائیں طرف کیبن کا دروازہ تھا جو بند تھا ۔ اس پلنگ کے علاوہ سارہ نواب کو وہاں اور کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"اوہ ۔ یہ میں اپنی رہائش گاہ سے یہاں کیسے آ گئی"... سارہ نواب کے ذہن میں سوال ابھرا ۔ دوسرے ہی لمحے اس کے ذہن میں پچھلا منظر کسی فلمی سین کی طرح ابھر آیا ۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ جس اسسٹنٹ دلدار کو اپنے ساتھ لائی تھی وہ اصلی دلدار نہیں تھا بلکہ ایکریمیا کی راڈل ایجنسی کے چیف راڈل نے ڈاکٹر انور عباس اور ان کی لیبارٹری ہائٹ تک پہنچنے کے لئے دلدار کا روپ دھار لیا تھا ۔ راڈل کا میک اپ اور اس کا انداز واقعی اس قدر جاندار تھا کہ سارہ نواب جیسی زیرک لڑکی کو بھی اس پر شک نہیں ہوا تھا کہ وہ اس کا اسسٹنٹ دلدار نہیں بلکہ راڈل ہے۔

سارہ نواب کو خود پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ راڈل جیسا انسان اس کے اسسٹنٹ دلدار کے میک اپ میں اس کے ساتھ رہ کر اسے کب سے احمق بناتا چلا آ رہا تھا اور سارہ نواب اس پر حد سے زیادہ یقین کرتی رہی تھی اور اس کے بچھائے ہوئے جال میں وہ کس قدر آسانی سے پھنستی چلی گئی تھی ۔ راڈل جو اصل میں ڈبل کراس

ایجنٹ تھا اور ایکریمیا کو بھی دھوکہ دے کر سرکاری ایجنسی راڈل کا چیف بنا بیٹھا تھا اس پر آج تک ایکریمیا کی حکومت کو بھی شک نہیں ہوا تھا کہ وہ ڈبل کراس ایجنٹ ہے ۔ پھر بھلا سارہ نواب کو اتنی جلدی اس کے بارے میں کیسے علم ہو سکتا تھا۔

سارہ نواب کو راڈل پر شدید غصہ آ رہا تھا جو اس کے ذریعے پاکیشیا کے ایک بڑے سائنس دان اور اس کی ایجاد تک پہنچنا چاہتا تھا ۔ اس کی پلاننگ بھی بے حد شاندار تھی ۔ وہ جانتا تھا کہ کبھی نہ کبھی وہ سارہ نواب پر شو ہو سکتا ہے ۔ اس صورت حال سے نپٹنے کا بھی اس نے انتظام کر رکھا تھا ۔ ایک تو اس کا اسسٹنٹ دلدار اور اس کے انکل سر تیمور اس کے قبضے میں تھے دوسرے اس نے ان تمام عمارتوں کو بھی اپنے ساتھیوں کے ذریعے نشانے پر لے رکھا تھا جو اس نے ایکریمیا میں ایک کنسٹرکشن کمپنی کے تھرو تیار کرائی تھیں۔

راڈل جانتا تھا کہ سارہ نواب معصوم اور بے گناہ انسانوں کی ہلاکت کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتی ۔ ان سب کو اور اپنے اسسٹنٹ دلدار اور اپنے انکل سر تیمور کو بچانے کے لئے وہ یقیناً راڈل کے ہاتھوں شطرنج کا مہرہ بننے کو تیار ہو جائے گی ۔ تقریباً ہر بات سارہ نواب پر عیاں ہو چکی تھی لیکن اسے حیرانی ہو رہی تھی کہ فون آنے پر راڈل نے اسے بے ہوش کیوں کر دیا تھا اور اب وہ کہاں تھی اور یہ کہ اسے اس چھوٹے سے کیبن میں پلنگ پر باندھ کر کیوں رکھا گیا

تھا۔

وہ سوچ رہی تھی کہ آخر وہ فون کس کا ہو سکتا تھا جس کی وجہ سے راڈل نے ریز پسٹل سے اسے بے ہوش کر دیا تھا ۔ پھر اسے اس چھوٹے سے کیبن پر بھی حیرانی ہو رہی تھی ۔ اس قسم کے کیبن یا تو بحری جہازوں میں ہوتے تھے یا پھر ہیوی لانچوں میں ۔ بحری جہازوں اور لانچوں کا نام ذہن میں آتے ہی سارہ نواب بے اختیار چونک پڑی اس نے غور کیا تو اسے کیبن میں ارتعاش بھی محسوس ہونے لگا۔

" اوہ ۔ تو میں شپ یا کسی بڑی لانچ میں موجود ہوں "... سارہ نواب نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے کیبن کا دروازہ کھلا تو سارہ نواب نے راڈل کو اندر آتے دیکھا ۔ راڈل اصل حلیئے میں تھا اور اس نے براؤن کلر کا جدید تراش اور قیمتی کپڑے کا سوٹ پہن رکھا تھا ۔ اس نے سرخ لائٹنگ والی ٹائی باندھ رکھی تھی۔

" گڈ ۔ تو تمہیں ہوش آ گیا ہے ۔ گڈ ۔ ویری گڈ "... اسے ہوش میں دیکھ کر راڈل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے تو ہوش آ گیا ہے لیکن یاد رکھنا اب میں تمہارے ہوش ضرور ٹھکانے لگا دوں گی "... سارہ نواب نے اس کی طرف نفرت زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" خوب ۔ اسے کہتے ہیں رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا "... راڈل نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

" بکو مت ۔ یہ بتاؤ میں کہاں ہوں "... سارہ نواب نے سر جھٹک

Malik Farrukh Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2013

کر کہا۔

" تم ایک جدید اور بڑے شپ میں ہو بلکہ اس کے کیبن اور کیبن کے ایک آرام دہ بستر پر ہو"... راڈل نے شوخ بھرے لہجے میں کہا۔

" شپ میں ۔ تم شپ میں کیا کر رہے ہو اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو"... سارہ نواب نے کہا۔

" اس سوال کا جواب ٹیڑھا ہے لیکن بہرحال میں جواب دے دیتا ہوں ۔ میں تمہارے ساتھ ڈی ہائٹ اور ڈاکٹر انور عباس کے لئے ہی لگا تھا ناں"... راڈل نے کہا۔

" ہاں"... سارہ نواب نے کڑوے لہجے میں کہا۔

" وہ دونوں تمہاری مدد کے بغیر ہی مجھے مل گئے ہیں"... راڈل نے کہا تو اس کی بات سن کر سارہ بری طرح سے اچھل پڑی ۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا تھا ۔ وہ راڈل کی جانب یوں دیکھنے لگی جیسے یکلخت راڈل کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں ۔

" کیا ۔ کیا کہا تم نے"... سارہ نے اس کی طرف یقین نہ آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" تمہارے انکل ڈاکٹر انور عباس اور ان کی لیجاد ڈی ہائٹ اب میرے قبضے میں ہیں"... راڈل نے کہا۔

" اوہ نہیں ۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔ تت ۔ تم ۔ تم جھوٹ بول رہے ہو"... سارہ نواب نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" لو بھلا مجھے تم سے جھوٹ بولنے کی کیا ضروری ہے ۔ وہ دونوں واقعی میرے قبضے میں ہیں اسی لئے تو میں انہیں اور تمہیں لے کر واپس جا رہا ہوں"... راڈل نے کہا۔

" واپس ۔ کیا تم ایکریمیا جا رہے ہو"... سارہ نواب نے پوچھا۔

" ارے نہیں ۔ اب میں نے ایکریمیا کیا کرنے جانا ہے ۔ میں نے تمہیں بتایا تو تھا کہ میں ایکریمی ایجنٹ نہیں ہوں ۔ میں ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی میں کام ضرور کرتا ہوں مگر میرا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے یعنی میں ایکریمیا بطور فارن ایجنٹ گریٹ لینڈ کے لئے کام کرتا ہوں ۔ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کو لے جا کر میں اپنی حکومت کے حوالے کر دوں گا اور پھر دوبارہ راڈل بن کر ایکریمیا پہنچ جاؤں گا ایکریمیا کو بے وقوف بنانے کے لئے"... راڈل نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ۔ کیا تمہارا اصلی نام راڈل نہیں ہے"... سارہ نواب نے کہا۔

" یہی میرا اصلی نام ہے"... راڈل نے کہا۔

" تم نے انکل اور ان کی لیجاد کو کیسے حاصل کیا ہے"... سارہ نواب نے اصل مطلب کی طرف آتے ہوئے کہا۔

" ڈی ہائٹ کی ضرورت گریٹ لینڈ کے ساتھ ساتھ کافرستان کو بھی تھی ۔ اس ڈی ہائٹ کے بارے میں کافرستان کے ایک سائنس دان ڈاکٹر پریم ناتھ کو پہلے ہی علم تھا ۔ ڈاکٹر پریم ناتھ اور ڈاکٹر انور عباس آکسفورڈ یونیورسٹی میں ایک ساتھ پڑھتے تھے اور ان دونوں

Malik Farhan Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2013

نے سائنس کی زیادہ تعلیم گریٹ لینڈ سے ہی حاصل کی تھی ۔ وہ دونوں اکثر اپنی ایجادات اور پراجیکٹس کی تفصیل ایک دوسرے کو بتاتے رہتے تھے لیکن ان کی بتائی ہوئی تفصیل ان ایجادات کے بارے میں ہوتی تھی جو عام ایجادات کہلاتی تھیں یعنی ایسی ایجادات جو ہر ملک کا سائنس دان اپنے طور پر اپنے اپنے انداز میں تیار کر سکتا تھا۔

وہ دونوں اپنے ملک کے لئے جو نئی ایجادات کرتے تھے اس کے بارے میں وہ آپس میں معمولی سی بھی ڈسکس نہیں کرتے تھے ۔ کافی عرصہ بعد ان دونوں کی ملاقات گریٹ لینڈ میں ہونے والی ایک سائنس کانفرنس میں ہوئی تو وہ ایک دوسرے سے مل کر بے حد خوش ہوئے ۔ باتوں باتوں میں ڈاکٹر انور عباس کی زبان سے ڈی ہائٹ کا نام نکل گیا جس پر ڈاکٹر پریم ناتھ چونک پڑا تھا ۔ اس نے ڈی ہائٹ کے بارے میں ڈاکٹر انور عباس سے بار بار پوچھنے اور انہیں کریدنے کی کوشش کی مگر ڈاکٹر انور عباس کو اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا اس لئے وہ ڈاکٹر پریم ناتھ کو بڑی خوبصورتی سے ڈی ہائٹ کے بارے میں مزید کچھ بتانے سے ٹال گئے مگر ڈی ہائٹ کا سن کر ڈاکٹر پریم ناتھ کے ذہن میں کھد بد سی شروع ہو گئی تھی۔

ڈی ہائٹ اصل میں ایک سائنسی آلے کا نام ہے جس سے سولر انرجی حاصل کرنے کا کام لیا جاتا ہے لیکن جو سولر انرجی نارمل ڈیوائس سے حاصل کی جا رہی ہیں اسے عام طور پر ایس ایس ای یعنی سولر

سسٹم انرجی کہا جاتا ہے جبکہ دنیا میں بڑے بڑے سائنس دان انرجی کے دوسرے ذرائع مثلاً کوئلہ، تیل، گیس اور بجلی کی جگہ ایسا سسٹم بنانے میں مصروف ہیں جو ان سے ہٹ کر ایندھن کی کمی کو دور کر سکے اور ایسا صرف سولر سسٹم سے ہی کیا جا سکتا ہے جس کے لئے انہیں ایسا آلہ بنانے کی ضرورت ہے جو نہ صرف سولر انرجی کو آسانی سے حاصل کر سکے بلکہ اسے تادیر سٹور بھی کر سکے۔

اس آلے کا سائنسی نام ڈی ہائٹ ہی رکھا گیا تھا ۔ بہرحال ڈی ہائٹ کا نام ڈاکٹر انور عباس کی زبان سے نکل چکا تھا اور ڈاکٹر پریم ناتھ کافرستان کے لئے کوئی خاص مشینری ایجاد کر رہا تھا جس کو چلانے کے لئے اسے ہزاروں واٹ بجلی کی ضرورت تھی ۔ اگر وہ اس مشینری کو آن کرتا تو اس مشین کی چیکنگ کے لئے ہی کئی روز تک کافرستان کی مین پاور سپلائی آف کرنا پڑتی تھی جبکہ ڈاکٹر پریم ناتھ اس مشینری کو مسلسل آن رکھنا چاہتا تھا ۔ اگر وہ ایسا کرتا تو کافرستان میں پیدا ہونے والی تمام پاور سپلائی صرف اس مشینری کو ہی دی جا سکتی ہے جو کہ ناممکن تھا اس لئے ڈاکٹر پریم ناتھ کو کسی ایندھن یا پاور مہیا کرنے والے کسی ایسے ہی آلے کی تلاش تھی جو اس کی مشینری کو اس کی ڈیمانڈ کے مطابق پاور مہیا کر سکے اور ملک سے بجلی کا سلسلہ بھی منقطع نہ ہو اور اس کی ضرورت ڈی ہائٹ آلے سے پوری ہو سکتی تھی جس پر وہ برسوں سے کام کر رہا تھا مگر وہ ایسا آلہ بنانے میں مسلسل ناکام ہو رہا تھا۔

Nadeem 14-11-2013

اپنی اس ناکامی کی وجہ سے اس نے اور کافرستانی حکومت نے اس کے پراجیکٹ کو ڈراپ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا مگر جب ڈاکٹر پریم ناتھ نے ڈاکٹر انور عباس کے منہ سے ڈی ہائٹ کا نام سنا تو اسے ان کے انداز سے یوں لگا جیسے ڈی ہائٹ آلہ بنانے میں ڈاکٹر انور عباس کامیاب ہو چکا ہے۔ وہ اس کوشش میں تھا کہ اسے کسی طرح ڈاکٹر انور عباس کا بنایا ہوا صرف ایک ڈی ہائٹ آلہ مل جائے تو وہ اپنے برسوں سے بنائے ہوئے پراجیکٹ کو دوبارہ شروع کر سکتا تھا۔

میٹنگ ختم ہو گئی اور تمام سائنس دان اپنے اپنے ملک روانہ ہو گئے۔ ڈاکٹر پریم ناتھ کے بے پناہ اصرار پر بھی ڈاکٹر انور عباس نے انہیں اپنا ایڈریس اور فون نمبر نہیں دیا تھا۔ ڈاکٹر پریم ناتھ نے کافرستان جا کر حکومت سے رابطہ کیا اور انہیں یقین دلایا کہ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر انور عباس ڈی ہائٹ آلہ بنانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ اگر حکومت پاکیشیا میں اپنے ایجنٹ بھیج کر کسی طرح ڈاکٹر انور عباس یا اس کے ایجاد کردہ آلے ڈی ہائٹ کو اس تک پہنچا دے تو وہ آسانی سے اپنے پراجیکٹ پر کام کر سکتا ہے۔

حکومت نے ڈاکٹر پریم ناتھ کے کہنے پر پاکیشیا میں موجود اپنے فارن ایجنٹ کو متحرک کر دیا کہ وہ ڈاکٹر انور عباس کو تلاش کرے مگر انہیں ڈاکٹر انور عباس کی کوئی خبر نہیں مل رہی تھی۔ پھر کافرستانی پرائم منسٹر نے خصوصی طور پر کافرستانی ملٹری انٹیلی جنس سے میجر ساریا کو بلایا اور اسے ایک نئی ایجنسی بنانے کا حکم دیا۔ اس

ایجنسی کا نام کیٹ ایجنسی رکھا گیا تھا جس کی سربراہ میجر ساریا کو بنا دیا گیا اور میجر ساریا، میجر ساریا سے کیٹ ایجنسی کی مادام کیٹ بن گئی۔ مادام کیٹ اپنی ہر کارکردگی میں بے مثال تھی۔ ملٹری انٹیلی جنس میں رہ کر اس نے ایسے ایسے کام کئے تھے جس سے کافرستانی حکومت کو بے پناہ فوائد حاصل ہوئے تھے۔ مادام کیٹ نہ صرف ذہین تھی بلکہ اس میں ایسی بے شمار صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود تھیں جو فارن ایجنٹس میں ہونی ضروری ہوتی ہیں۔

بہرحال کیٹ ایجنسی کی بنیاد رکھ کر پرائم منسٹر نے مادام کیٹ کو پاکیشیا بھیجنے کا فیصلہ کر لیا۔ ان کا مشن ڈاکٹر انور عباس اور اس کی ایجاد ڈی ہائٹ کو حاصل کرنا تھا۔ مادام کیٹ نے پاکیشیا میں آ کر نہایت تیز رفتاری سے اپنا کام کرنا شروع کر دیا۔ اس نے وزارت سائنس سے لے کر سیکرٹریٹ میں موجود تمام وزراء اور بہت سے سائنس دانوں تک رسائی حاصل کی اور ان سے ڈاکٹر انور عباس تک پہنچنے کی کوشش شروع کر دی لیکن جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں ڈی ہائٹ کے لئے حکومت پاکیشیا نے ڈاکٹر انور عباس کو انڈر گراؤنڈ کر دیا تھا جس کے بارے میں چند خاص افراد کے کسی کو کچھ علم نہ تھا۔

مادام کیٹ بھی دوسرے ایجنٹوں کی طرح تقریباً مایوس ہو چکی تھی یہاں تک کہ وہ واپس کافرستان جانا چاہتی تھی مگر اچانک میری اور اس کی ملاقات ایک ریسٹورنٹ میں ہو گئی۔ یہاں میں تمہیں

ایک بات اور بتا دوں ۔ میں اور میجر ساریا ایکریمیا کی ایک یونیورسٹی میں اکٹھے تعلیم حاصل کر چکے ہیں ۔ میں اور وہ ایک دوسرے کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں ۔ وہ میری عادتوں سے واقف ہے اور میں اس کی عادتوں سے ۔ میجر ساریا کی ایک عادت مجھے بے حد پسند ہے اور وہ یہ کہ وہ اصولوں پر چلنے والی لڑکی ہے ۔ وہ ایک بار زبان سے جو بات کہہ دیتی ہے اس پر ہر حال میں عمل کرتی ہے چاہے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے ۔

ہم دونوں فارن ایجنٹس کے طور پر ایک ساتھ مل کر بھی کام کر چکے ہیں جس کی وجہ سے ہم ایک دوسرے پر بے پناہ اعتماد کرتے ہیں ۔ اس روز ہم ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش ہوئے تھے ۔ ہم دیر تک ایک ساتھ رہے پھر باتوں باتوں میں ہم نے ایک دوسرے سے پاکیشیا میں آمد کا مقصد پوچھ لیا ۔ میں نے تمہیں بتایا ہے ناں کہ ہم ایک دوسرے پر حد سے زیادہ اعتماد کرتے ہیں اس لئے میں نے اسے کھل کر بتا دیا جس پر اسے بے حد حیرت ہوئی ۔ اس نے بھی مجھے بتا دیا کہ وہ بھی اسی مقصد کے لئے وہاں موجود ہے ہم دونوں کا مقصد چونکہ ایک تھا اس لئے ہم دونوں نے مل کر کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ۔

بہرحال میرے پاس ڈاکٹر انور عباس کے بارے میں جو انفارمیشن تھیں وہ اسے میں نے دے دیں اور اس نے اپنی تمام تر انفارمیشن مجھے دے دیں ۔ پھر ہم دونوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ ڈاکٹر

انور عباس کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا ۔ اگر اس کے پاس دو ڈی ہائٹ ہوئے تو ایک اس کا ہو گا اور ایک میرا اور اگر اس کے پاس صرف ایک ہی ڈی ہائٹ ہوا تو اس پر صرف اس کا حق ہو گا ۔ پھر ہم دونوں اپنے اپنے طور پر کام میں مصروف ہو گئے ۔

ادھر میں تمہارے ساتھ فضول باتوں میں مصروف تھا ادھر میجر ساریا یعنی مادام کیٹ اپنا کام کر رہی تھی ۔ اس نے میری بتائی ہوئی انفارمیشن پر کام کرتے ہوئے سب سے پہلے سر سلطان کو اغوا کرایا ۔ پھر ان کے ذہن کی سکیننگ کرائی پھر ان سے ڈاکٹر انور عباس کی تمام تفصیلات پوچھی گئیں ۔ سر سلطان ڈاکٹر انور عباس کو جانتے تھے سر سلطان سے مادام کیٹ کو معلوم ہوا کہ حکومت نے ڈاکٹر انور عباس کو ان کی رہائش گاہ میں ہی چھپا رکھا ہے ۔ اس رہائش گاہ کا کسی کو علم نہ تھا لیکن سر سلطان ڈاکٹر انور عباس کی رہائش گاہ کے بارے میں جانتے تھے اور ان کی رہائش گاہ بھی اسی ایریئے میں تھی جہاں سر سلطان رہتے تھے ۔

مادام کیٹ نے فوراً فیصلہ کرتے ہوئے سر سلطان پر اپنے ایک ساتھی کا میک اپ کرایا جو سر سلطان کے قد کاٹھ کا تھا اور اسے سر سلطان کی کار میں ڈاکٹر انور عباس کی رہائش گاہ میں بھیج دیا ۔ مادام کیٹ نے نقلی سر سلطان کو ڈاکٹر انور عباس کی رہائش گاہ میں بھیج کر اصلی سر سلطان کا مائینڈ بلینک کیا اور اپنی اس رہائش گاہ کو چھوڑتے ہوئے سر سلطان کو ایک خالی سڑک پر پھینک دیا ۔ بہرحال نقلی

سرسلطان ڈاکٹر انور عباس کی رہائش گاہ میں پہنچا اور اس نے وہاں سب سے پہلے گیس کیپسول فائر کر کے وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کیا اور پھر ان میں سے ایک کو ہوش میں لا کر اس سے ڈاکٹر انور عباس کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔

ڈاکٹر انور عباس تک پہنچتے ہی اس نے وہاں موجود تمام افراد کو بے دریغ قتل کر دیا۔ اس کے بعد مادام کیٹ ڈاکٹر انور عباس کو ہوش میں لائی اور اس سے اس کی ایجاد ڈی ہائٹ کے بارے میں تفصیلات پوچھنے لگی۔ ڈاکٹر انور عباس کمزور دل کا مالک تھا۔ وہ ہلکا سا بھی تشدد برداشت نہ کر سکا۔ اس نے بتا دیا کہ اس نے دو ڈی ہائٹ تیار کئے تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر انور عباس کی نشاندہی پر اس نے دونوں ڈی ہائٹ حاصل کئے اور پھر وہ ڈاکٹر انور عباس کو لے کر وہاں سے نکل گئی۔ پھر دونوں ڈی ہائٹ اور ڈاکٹر انور عباس کو مادام کیٹ نے اپنے نئے اور خفیہ اڈے میں پہنچا دیا۔

مادام کیٹ نے ڈاکٹر انور عباس کو اپنا قیدی بنایا اور پھر اس نے وعدے کے مطابق مجھے فون کر دیا۔ جب میں نے تمہیں ریزگن سے بے ہوش کیا تھا اس وقت مادام کیٹ کی ہی کال آئی تھی۔ میں فوراً اس کے بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچ گیا۔ اس نے ڈاکٹر انور عباس اور ایک ڈی ہائٹ میرے حوالے کیا اور پھر ہم دونوں نے اپنی اپنی راہیں الگ الگ کر لیں۔ میں فوراً تمہارے فلیٹ میں واپس آیا۔ تم اسی طرح بے ہوش پڑی تھیں۔ میں نے تمہیں اٹھایا اور کار کی ڈگی

میں ڈال کر تمہیں اپنے ایک خاص اڈے پر لے گیا۔ اس کے بعد میں نے ایک انٹرنیشنل فرم کا پتہ لگایا جو ایکریمیا میں بھی کاروبار کرتی تھی۔ اس کے ڈائریکٹر کے لئے ڈیلیگیشن ایکریمیا لے جانا کچھ مشکل نہیں تھا۔

میں نے وہاں موجود اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ان پر ہاتھ ڈالا اور ان کو خاموشی سے قتل کر کے گٹر میں پھینک دیا اور ان کی جگہ خود سنبھال لی۔ پھر میں نے فوری طور پر ایک جیٹ طیارہ چارٹرڈ کرایا اور ڈاکٹر انور عباس، تمہیں اور اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں سے نکل آیا۔ مادام کیٹ نے جس طریقے سے ڈاکٹر انور عباس پر ہاتھ ڈالا تھا ان میں کئی خامیاں تھیں جن کی وجہ سے پاکیشیائی ایجنٹوں خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو فوراً شک پڑ سکتا تھا کہ وہ ساری کارروائی ڈاکٹر انور عباس کو اغوا کرنے اور ان کی ایجاد ڈی ہائٹ کے حصول کے لئے کی گئی ہے اس لئے میں پاکیشیا سے نکلنے کا کوئی اور نیا اور انوکھا طریقہ سوچنے لگا۔

میں نے طیارہ چارٹرڈ تو کرا لیا تھا اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ عمران ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کے لئے نچلا نہیں بیٹھا رہے گا۔ اسے تمہارے ذریعے کوئی نہ کوئی کلیو مل جائے گا تو وہ لازماً میرا تعاقب کرے گا۔ میں اس کے سامنے ظاہر نہیں ہونا چاہتا تھا اس لئے میں نے عمران کو ڈاج دینے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے طیارے میں سوار ہو کر اپنی حکومت سے رابطہ کیا۔ میرے معلوم کرنے پر مجھے

بتایا گیا کہ ہمارا ایک شپ انٹرنیشنل لائن سے دو ہزار کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔ اس شپ کا سن کر میرے ذہن میں ایک منصوبہ آیا سو چنانچہ میں نے فوراً طیارے کے پائلٹ اور کو پائلٹ کو جبراً اپنے قبضے میں کیا اور انہیں زبردستی طیارہ اس طرف لے جانے کا حکم دیا جس طرف ہمارا شپ موجود تھا۔

جیسے ہی طیارہ اس شپ تک پہنچا میں اور میرے ساتھی پیراشوٹ باندھ کر نیچے کود گئے۔ میں نے ڈاکٹر انور عباس اور تمہیں بھی ساتھ لے لیا تھا۔ ہمارے کودتے ہی پائلٹ طیارے کو واپس لے گیا تھا لیکن وہ طیارے کو زیادہ دور نہ لے جا سکتا تھا۔ میں نے طیارے سے کودنے سے پہلے نہ صرف طیارے کا وائرلیس سسٹم تباہ کر دیا تھا بلکہ اس کے فیول ٹینک کو بھی لیک کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ طیارے کو بہت دور نہ لے جا سکے تھے اور طیارہ سمندر میں گر کر غرق ہو گیا تھا۔ اب اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کو شک بھی ہوا تو وہ یہی سمجھتے رہیں گے کہ ڈاکٹر انور عباس اور ان کی ایجاد ڈی ہائٹ کو جس طیارے میں لے جایا جا رہا تھا وہ مجرموں سمیت سمندر میں گر کر تباہ ہو گیا ہے"۔ راڈل رکے بغیر مسلسل بولتا چلا گیا۔ سارہ نواب خاموشی سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے ایک بار بھی راڈل کو بولنے سے نہیں روکا تھا اور نہ ہی اس سے کوئی سوال پوچھا تھا۔

"ہونہہ۔ تمہارا کیا خیال ہے عمران تمہاری ڈاجنگ گیم میں آ جائے گا"۔ اس کے خاموش ہونے پر سارہ نواب نے طنزیہ لہجے میں

کہا۔

"ہاں۔ میں نے گیم ہی ایسی کھیلی ہے کہ اسے خواب میں بھی میرے بارے میں کچھ علم نہیں ہو سکتا"۔ راڈل نے فخریہ لہجے میں کہا تو سارہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"احمق ہو تم"۔ سارہ نے ہنستے ہوئے کہا تو راڈل بے اختیار چونک پڑا۔

"احمق اور میں۔ کیا مطلب"۔ اس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو میں تمہیں یہ بتا دوں کہ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کی جو میں نے پلاننگ کی تھی اور میں کیا کرنا چاہتی تھی اس کے بارے میں تمام تفصیل میں نے کمپیوٹر سے پرنٹ کر کے انکل سرسلطان کو بھجوا دی تھی۔ انکل نے وہ ساری تفصیل پڑھنے کے بعد ہی مجھے اس کام میں ہاتھ ڈالنے سے منع کیا تھا۔ دوسری بات یہ کہ اس تفصیل میں، میں نے نہ صرف تمہارا ذکر کیا تھا بلکہ اپنا فون نمبر اور اپنی رہائش گاہ کے بارے میں بھی انہیں کلیئر کر دیا تھا تاکہ وہ میری ذات پر شک نہ کر سکیں۔ مادام کیٹ یا تم نے جو کچھ بھی کیا ہے اس کے بارے میں عمران کو کچھ معلوم ہو نہ ہو سرسلطان کا بلینک مائینڈ اوپن ہو نہ ہو مگر میری وہ فائل یقیناً ان کے آفس میں ہو گی جس تک عمران کا پہنچنا ناگزیر ہے۔ عمران میرے بارے میں حقیقت جان کر لامحالہ میری رہائش گاہ میں پہنچے گا اور وہاں اسے

تمہارے اور میرے فنگر پرنٹس اور دوسرے بہت سے ثبوت مل جائیں گے ۔ اس طرح اس سے تمہاری حقیقت بھی چھپی نہیں رہے گی اور تم نے عمران کو ڈاج دینے کا جو طریقہ استعمال کیا ہے عمران کو اس کا بھی پتہ چل جائے گا"... سارہ نواب نے طنزیہ لہجے کہا۔

" اچھا ۔ وہ کیسے"... راڈل نے جواباً طنزیہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

" بڑی آسان سی بات ہے ۔ چارٹرڈ طیارے کا ایک مخصوص روٹ ہوتا ہے ۔ جب وہ روٹ سے ہٹ جاتا ہے تو اس کے بارے میں ایئر کنٹرولر کو فوراً علم ہو جاتا ہے اور وہ یہ بھی جان لیتے ہیں کہ طیارہ روٹ سے ہٹ کر کس طرف جا رہا ہے ۔ جس جگہ طیارہ تباہ ہوا ہے عمران وہاں پہنچ کر فوراً تحقیقات کرے گا ۔ طیارے میں جب اسے سوائے پائلٹ اور عملے کی لاشوں کے سوا کچھ نہیں ملے گا تو وہ سمندر کی لہروں پر بھی راستہ بناتا ہوا تم تک پہنچ جائے گا ۔ پھر تم پاتال میں بھی چھپنے کی کوشش کرو گے تو چھپ نہیں سکو گے ۔ وہ تمہیں زمین کی ساتویں تہہ سے کسی بے ضرر کیڑے کی طرح باہر کھینچ لے گا"... سارہ نواب نے کہا۔

" ہونہہ ۔ اول تو ایسا ہو گا نہیں لیکن اگر عمران میرے مقابلے پر آگیا تو پھر میرا اور اس کا ایسا بھیانک مقابلہ ہو گا جسے دیکھ کر موت بھی کانپ اٹھے گی ۔ میں تو صرف ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کی وجہ سے خاموش تھا ورنہ عمران جیسے انسان میرے سامنے پرکاہ کی

حیثیت بھی نہیں رکھتے"... اس بار راڈل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" بہرحال ۔ اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو ۔ مجھے کیوں زندہ چھوڑ رہے ہو"... سارہ نواب نے سر جھٹک کر کہا۔

" تمہیں زندہ رکھنے اور اپنے ساتھ لے جانے کی ایک خاص وجہ ہے"... راڈل نے کہا۔

" کیا وجہ ہے ۔ یہی تو پوچھ رہی ہوں"... سارہ نواب نے کہا۔

" ہر بات بتانی ضروری نہیں ہوتی ۔ میں تمہیں کہاں لے جا رہا ہوں کیوں لے جا رہا ہوں اس کا پتہ تمہیں خود ہی چل جائے گا"... راڈل نے کہا۔

" کیا ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ اسی شپ میں ہیں"... سارہ نواب نے پوچھا۔

" ہاں ۔ کیوں ۔ یہ کیوں پوچھ رہی ہو"... راڈل نے کہا۔

" ہر بات کا جواب دینا میرے لئے بھی ضروری نہیں ہے"... سارہ نواب نے اسی انداز میں کہا تو راڈل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

" اچھی بات ہے ۔ اب تم یہاں آرام کرو میں تمہارے لئے کھانے پینے کا بندوبست کرتا ہوں ۔ تمہارے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں ۔ تم خود تو کھا نہیں سکو گی اس لئے میں دو خاتون اٹنڈنٹس یہاں بھیج دوں گا جو تمہیں اپنے ہاتھوں سے کھلا پلا دیں گی"... راڈل نے کہا تو سارہ نواب نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا

Malik Nadeem Pakistan 14-11-2015

کہ کچھ سوچ کر خاموش ہو گئی۔

" اور ہاں ۔ ایک بات تمہیں اور بتا دوں ۔ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کو میں نے شپ کے ایک خفیہ حصے میں چھپا رکھا ہے ۔ ان کے گرد سخت حفاظتی انتظامات بھی میں نے کر دیئے ہیں ۔ میں تمہارے بارے میں جانتا ہوں ۔ ہو سکتا ہے تم خود کو آزاد کرا کر یہاں سے فرار ہونے اور ڈاکٹر انور عباس تک پہنچنے کی کوشش کرو ۔ اگر تم نے ایسی حماقت کی تو یاد رکھنا ڈاکٹر انور عباس ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں رہے گا"... راڈل نے جیسے سارہ نواب کے دل کی بات کو بھانپتے ہوئے کہا تو سارہ نواب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

" تم بھی یاد رکھنا راڈل ۔ اگر میں آزاد ہو گئی اور تم تک پہنچ گئی تو اس بار تم بھی میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکو گے"... سارہ نواب نے غراتے ہوئے کہا۔

" اچھی بات ہے ۔ میں تمہاری اس بات کو فوراً جا کر اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیتا ہوں کہ کہیں بھول نہ جاؤں"... راڈل نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اس کے لہجے میں گہرا طنز تھا جیسے وہ سارہ نواب کی اس دھمکی سے ذرا بھی خوفزدہ نہ ہوا ہو۔

" ضرور ۔ اور ساتھ یہ بھی نوٹ کر لینا کہ میں تمہارے قبضے سے نہ صرف ڈاکٹر انور عباس کو نکال کر لے جاؤں گی بلکہ ڈی ہائٹ بھی تمہارے پاس نہیں رہنے دوں گی"... سارہ نواب نے کہا تو راڈل

ہنس پڑا۔

" اور کچھ کہنا ہے تو وہ بھی بتا دو تاکہ میں ایک بار ہی سب کچھ نوٹ بک میں درج کر لوں"... راڈل نے لاپرواہی سے کہا۔

" وقت آنے پر میں بہت کچھ کروں گی اور کہوں گی ۔ بس تم میرے اچھے وقت کا اور اپنے برے وقت کا انتظار کرو"... سارہ نواب نے کہا۔

" گڈ ۔ اسے کہتے ہیں مکالمہ ۔ لطف آ گیا سن کر"... راڈل نے ہنس کر کہا تو سارہ نواب غصے سے تلملا کر رہ گئی ۔ راڈل نے اسے ٹاٹا کیا اور مڑ کر کیبن سے نکلتا چلا گیا۔

" تمہیں خود پر حد سے زیادہ غرور ہے راڈل ۔ میں تمہارا یہ غرور تمہارے جسم کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دوں تو کہنا"... سارہ نواب نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا ۔ اس نے ایک بار پھر رسیوں پر زور آزمائی شروع کر دی جس سے پلنگ کے ساتھ اس کے ہاتھ پاؤں کو باندھا گیا تھا مگر رسیاں اس قدر سخت اور خاص تکنیک سے باندھی گئی تھیں کہ وہ کوشش کے باوجود خود کو ان رسیوں سے آزاد نہ کرا سکی تھی۔

Marfat Kahadeem
Pakistan.com
14-11-2013

رات کی تاریکی میں کافرستان کا ایک جیٹ طیارہ انتہائی برق رفتاری سے بادلوں کو چیرتا ہوا جا رہا تھا ۔ یہ طیارہ کافرستان کے شمال مشرق میں موجود ساندر بن کے اوپر سے گزرتا ہوا کافرستان کے ہمسایہ ملک آگوریا کی طرف جا رہا تھا ۔ اس طیارے میں آگورین کے ساتھ ساتھ ایشیا کے کئی ممالک کے افراد سوار تھے ۔

اس طیارے میں عمران اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا ۔ اس کے ساتھیوں میں جولیا، صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل، جوزف اور جوانا شامل تھے ۔ عمران کے ساتھ جولیا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ اس کی عقبی سیٹوں پر صفدر اور تنویر موجود تھے اور ان کے عقب میں کیپٹن شکیل اور جوانا تھے جبکہ جوزف ان سب سے الگ دوسری رو کی سب سے آخری سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا ۔

عمران نے دانش منزل میں این ٹی کی ٹیپ سنی تھی جس سے

کافرستان کے پرائم منسٹر نے مادام کیٹ کے ساتھ خفیہ میٹنگ کی تھی ۔ اس ٹیپ سے عمران کو معلوم ہو گیا تھا کہ مادام کیٹ کا اصل نام میجر ساریا ہے جسے خاص طور پر کیٹ ۶ بجنسی بنانے کے لئے کافرستانی ملٹری انٹیلی جنس سے بلوایا گیا تھا ۔ پرائم منسٹر نے مادام کیٹ کے سابقہ کارناموں کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اس سے ایک اہم کام لینا چاہتا ہے جس کے لئے اسے ایک نئی ۶ بجنسی بنانے کی اجازت دی جا رہی ہے ۔ پرائم منسٹر نے مادام کیٹ کو اس کا مشن بھی بتا دیا تھا کہ اسے پاکیشیا میں جا کر وہاں ڈاکٹر انور عباس کو ٹریس کرنا ہے اور ڈاکٹر انور عباس کو اغوا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اہم ایجاد ڈی بائٹ کو بھی حاصل کرنا ہے جسے مادام کیٹ نے فوراً قبول کر کے پرائم منسٹر کے اعتماد پر پورا اترنے کا یقین بھی دلایا تھا ۔

پرائم منسٹر نے مادام کیٹ کو سختی سے ہدایات دی تھیں کہ وہ پاکیشیا میں سارا کام خفیہ رہ کر کرے گی ۔ اسے اور اس کی ۶ بجنسی کو ہر حال میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران سے بچ کر رہنا ہو گا ۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچ کر رہنے کا سن کر مادام کیٹ نے احتجاج کرنے کی کوشش کی تھی کہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے پاسنگ بھی نہیں ہیں ۔ وہ ان کو چیونٹی کی طرح مسلنے کی صلاحیت رکھتی ہے مگر پرائم منسٹر نے اسے اس شرط پر مشن پر کام کرنے کی اجازت دی تھی کہ وہ اس مشن پر ہر

Uploaded By Farhan Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2013

صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں اور پاکیشیا کی کسی بھی دوسری ایجنسی کی نظروں سے بچ کر کام کرے گی جس پر مادام کیٹ خاموش ہو گئی تھی اور اس نے کافرستانی پرائم منسٹر سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس مشن کو سیکرٹ رکھے گی اور ہر طرف سے ہاتھ پیر بچا کر کام کرے گی جس پر پرائم منسٹر نے اسے اور اس کی ایجنسی کے ارکان کو فوراً پاکیشیا جانے کی اجازت دے دی تھی۔

ٹیپ میں یہی کچھ تھا۔ جس پر عمران نے این ٹی سے مادام کیٹ کے بارے میں تفصیلات پوچھی تھیں۔ این ٹی مادام کیٹ کے بارے میں جو کچھ جانتا تھا اس نے ایکسٹو کو بتا دیا تھا۔ پھر ایکسٹو کے کہنے پر این ٹی نے تحقیقات کیں تو عمران کو معلوم ہو گیا کہ مادام کیٹ اپنی ایجنسی سمیت پاکیشیا پہنچ چکی تھی۔ آخری اطلاع جو عمران کو ملی تھی وہ یہ تھی کہ مادام کیٹ پاکیشیا میں اپنا مشن مکمل کر کے واپس آ چکی تھی جس پر عمران کے ذہن میں عجیب سی کلبلاہٹ سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ اگر مادام کیٹ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی تھی تو وہ لوگ کون تھے جو ایکریمیا چارٹرڈ طیارے میں روانہ ہوئے تھے۔

پھر عمران کو اس چارٹرڈ طیارے کے کریش ہونے کی اطلاع ملی۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق اس طیارے کا اچانک کنٹرول ٹاور سے رابطہ ختم ہو گیا تھا اور طیارہ کو ماسٹر راڈز پر روٹ سے ہٹ کر جاتے دیکھا گیا تھا۔ پھر اس طیارے کو سمندر میں گر کر تباہ ہونے کی خبر

عمران کو ملی تو اسے یقین ہو گیا کہ یہ سب واقعی ڈاج گیم کی گئی ہے جس کی وجہ سے عمران نے ایکریمیا جانے کا پروگرام منسوخ کر دیا تھا اس نے ذاتی طور پر ڈاکٹر انور عباس کی رہائش گاہ میں جا کر تحقیقات کیں تو اسے وہاں سے چند ایسے شواہد ملے جن سے عمران کو یقین ہو گیا کہ اس قتل و غارت اور ڈاکٹر انور عباس کے اغوا میں واقعی کیٹ ایجنسی کا ہی ہاتھ تھا۔

عمران نے اپنی تحقیقات کا دائرہ بڑھاتے ہوئے کافرستان کے فارن ایجنٹس کو متحرک کر دیا اور پھر آخر اسے این ٹی سے ہی معلومات ملیں کہ مادام کیٹ جس روز کافرستان واپس پہنچی تھی اسی روز ایک کافرستانی کی لاش بھی تابوت میں لائی گئی تھی۔ اس شخص کا تعلق کافرستانی سفارت خانے کے ایک اعلیٰ عہدے سے تھا جو اچانک حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا تھا۔ اس اہلکار کی لاش کو تابوت میں بند کر کے خصوصی پرواز سے کافرستان بھیجا گیا تھا اور پھر کافرستان کے دارالحکومت کے ایئرپورٹ سے وہ تابوت خفیہ طور پر غائب ہو گیا تھا۔

این ٹی نے ایکسٹو کو یہ رپورٹ بھی دی تھی کہ مادام کیٹ پاکیشیا سے واپسی کے بعد کہیں روپوش ہو چکی تھی۔ پرائم منسٹر ہاؤس میں موجود ایجنٹ نے اور زیادہ سرگرمی سے پرائم منسٹر پر نظر رکھنی شروع کر دی تھی۔ پھر ایک روز اسے معلوم ہوا کہ مادام کیٹ پرائم منسٹر سے خصوصی ملاقات کے لئے پہنچ رہی ہے۔ پھر مادام کیٹ

Nasir Mahmood Qureshi 14-11-2012

خفیہ راستوں سے پرائم منسٹر کے پاس پہنچ گئی ۔ این ٹی کا ساتھی چونکہ ان خفیہ راستوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا اس لئے اس نے ان خفیہ آلات سے ہی مادام کیٹ اور پرائم منسٹر کی آوازوں کو چیک کرنا اور ٹیپ کرنا شروع کر دیا اور پھر وہ ٹیپ فوراً این ٹی کو بھیج دیتا تھا اور عمران ٹیپوں کو چیف کو سنا دیتا تھا۔ آخری ٹیپ جو عمران نے سنا تھا وہ پرائم منسٹر اور مادام کیٹ کا ہی تھا۔

مادام کیٹ پرائم منسٹر کے پاس پرسنل مشن کی اجازت لینے گئی تھی اور اس کا وہ پرسنل مشن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہلاکت کا تھا جن کے کارنامے اور ان کی تعریفیں سن کر وہ ان سے ٹکرانے کا حتمی فیصلہ کر چکی تھی مگر پرائم منسٹر نے ایک بار پھر اسے سختی سے روک دیا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ اپنی ایجنسی لے کر فوراً ساندر بن چلی جائے ۔ اس میٹنگ میں پرائم منسٹر نے مادام کیٹ سے کسی فائنل مشن کی بھی بات کی تھی۔

فائنل مشن کا سن کر عمران چونک پڑا تھا۔ عمران کو یقین ہو چلا تھا کہ اس فائنل مشن کا تعلق یقیناً پاکیشیا سے ہے اور ڈاکٹر انور عباس اور ان کی ایجاد کو بھی وہاں پہنچایا گیا ہے ۔ اس نے ایک بار پھر این ٹی کو ساندر بن کے معاملے میں چھان بین کا حکم دیا تو این ٹی نے اسے رپورٹ دی کہ ساندر بن کے جنگلات کے انتہائی شمال میں کافرستانی آرمی کا کنٹرول ہے جہاں وہ بظاہر جنگی مشقیں کرتے ہیں مگر وہاں خاص نقل و حرکت دیکھنے میں آئی ہے ۔ وہاں ٹرانسپورٹ ہیلی

کاپٹروں اور ہیوی لوڈرز میں بڑی بڑی مشینیں پہنچائی جا رہی ہیں ۔ اس کے علاوہ اس علاقے کو کئی سو میٹر تک ڈینجر زون کا نام دے دیا گیا ہے جس طرف کسی کو جانے کی اجازت نہیں دی جاتی ۔ اس دائرے کے اندر باقاعدہ ایک بیس کیمپ بنا دیا گیا تھا جہاں کافرستانی آرمی کا مکمل کنٹرول تھا ۔ کافرستانی آرمی اس بیس کیمپ سے میلوں دور تک پھیل گئی ہے تاکہ کوئی شکاری بھی اس طرف جانے کی کوشش نہ کر سکے۔

وہاں کیا ہو رہا تھا کافرستان وہاں کس فائنل مشن کی تیاری کر رہا تھا عمران یہ تو نہیں جانتا تھا مگر پرائم منسٹر اور مادام کیٹ کے درمیان ہونے والی بات چیت اس کے لئے اہمیت اختیار کر گئی تھی کہ پرائم منسٹر نے مادام کیٹ کو ساندر بن کے جنگل میں بھیج دیا تھا ڈاکٹر انور عباس اور اصلی ڈی ہائٹ چونکہ مادام کیٹ لے گئی تھی اس لئے وہ اس کے پیچھے جانا چاہتا تھا ۔ دوسرے مادام کیٹ نے پرائم منسٹر کو اپنی ڈاجنگ گیم بھی بتا دی تھی کہ اس نے ایکریمیا کے ایجنٹ راڈل کو نقلی سائنس دان اور نقلی ڈی ہائٹ دیا تھا جو طیارہ چارٹرڈ کرا کر فرار ہو گیا تھا مگر وہ طیارہ سمندر میں گر کر تباہ ہو گیا تھا۔

عمران کو اس بات کا بھی یقین تھا کہ راڈل نے بھی ڈاجنگ گیم کھیلی تھی ۔ وہ جان بوجھ کر طیارے کو روٹ سے ہٹا لے گیا تھا ۔ اس نے یقیناً اپنی حکومت سے رابطہ کیا ہو گا اور اسے سمندر میں اپنے کسی

Nauman Saleem 14-11-2018

شپ کا معلوم ہو گیا ہو گا ۔ شپ پر جانے کے لئے ان کا جہاز سے سمندر میں کودنا کچھ مشکل نہ تھا ۔ اس کے ساتھ ساتھ یقیناً اس نے طیارے کے پائلٹ اور دوسرے عملے کا خاتمہ کر دیا ہو گا جس کی وجہ سے طیارہ سمندر برد ہو گیا ہو گا ۔ عمران یہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ کافرستانی ساندر بن کے جنگلوں میں کس فائنل مشن پر کام کر رہے ہیں ۔ راڈل زندہ بھی تھا تو عمران کو اس کی زیادہ فکر اس لئے نہیں تھی کہ مادام کیٹ نے اس کے ساتھ ڈاج گیم کی تھی اور اسے نقلی سائنس دان اور نقلی ایجاد دی تھی ۔

عمران نے فوراً تیاری کی اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ میک اپ کر کے مختلف ممالک سے ہوتا ہوا خاموشی سے کافرستان پہنچ گیا ۔ کافرستان پہنچ کر اس نے این ٹی سے رابطہ کیا اور اسے فوراً ساندر بن کے جنگلات میں پہنچنے کا حکم دے دیا تاکہ وہ اسے اس کا مطلوبہ سامان وہاں پہنچا سکے ۔ پھر عمران نے ایئر کمپنی سے ان طیاروں کے بارے میں معلومات حاصل کیں جن کا روٹ ان جنگلوں پر سے گزرتا تھا اور پھر عمران کو اس طیارے میں جگہ مل گئی ۔ وہ چونکہ جلد سے جلد ساندر بن کے جنگلوں میں پہنچنا چاہتا تھا اس لئے اس نے طویل اور تھکا دینے والے راستے کی بجائے ڈائریکٹ ساندر بن کے جنگلوں میں جانے کا پروگرام بنا لیا تھا جس کے نتیجے میں وہ سب اس طیارے میں موجود تھے ۔

عمران سنجیدہ تھا اور بار بار اپنی ریسٹ واچ دیکھ رہا تھا جیسے اسے

کسی خاص وقت کا انتظار ہو ۔ جولیا حیرت سے عمران کی بے چینی دیکھ رہی تھی ۔ اس نے آج تک عمران کو اس قدر متفکر اور بے چین نہیں دیکھا تھا ۔

" کیا بات ہے ۔ تم اس قدر بے چین کیوں ہو "... جولیا نے عمران سے کرانسی کوڈ میں مخاطب ہو کر پوچھا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا ۔ اس نے ایک بار پھر ریسٹ واچ دیکھی اور پھر اس نے اثبات میں سر ہلا کر اپنے قریب رکھا ہوا ہینڈ بیگ اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا ۔ اس نے لاک کھول کر ہینڈ بیگ کھول لیا ۔ ہینڈ بیگ میں عام ضرورت کا سامان تھا ۔ عمران نے ہینڈ بیگ کا سائیڈ کا کپڑا ہٹا کر اس کا ایک کونا پریس کیا تو ہینڈ بیگ کی سائیڈ کا ایک چھوٹا سا خانہ کھل گیا ۔ اس خانے میں ایک چھوٹی سی ڈبیہ نظر آ رہی تھی ۔ عمران نے خانے سے ڈبیہ نکالی اور خانہ بند کر دیا ۔ پھر اس نے ہینڈ بیگ بند کیا اور اسے دوبارہ اپنے پہلو میں رکھ لیا ۔

" یہ کیا ہے "... جولیا نے عمران کے ہاتھ میں ڈبیہ دیکھ کر حیرت سے پوچھا جو ڈبیہ کو کھول رہا تھا ۔ ڈبیہ میں فوم کا ایک ٹکڑا موجود تھا جس میں چار خانے بنے ہوئے تھے ۔ ان خانوں میں شیشے کے چار چھوٹے چھوٹے کیپسول موجود تھے جن میں زرد رنگ کا محلول سا دکھائی دے رہا تھا ۔ عمران نے خانے سے ایک کیپسول نکالا اور ڈبیہ بند کر کے اسے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا ۔ اس نے کیپسول نیچے رکھا اور اس پر بوٹ رکھ دیا ۔ پھر اس نے اپنے ہونٹ کے نیچے

http://kitaabistan.com 14-11-2013

لگے ہوئے مصنوعی تل کو پریس کیا۔

" میں تین تک گنوں گا ۔ تم سب اپنی سانسیں بند کر لینا"... عمران نے خود کلامی کرنے والے انداز میں کہا ۔ ایسے ہی تل بنا رسیور اور مائیک فلائٹ میں سوار ہونے سے پہلے عمران نے ان سب کے کانوں کے پاس اور ہونٹوں کے قریب لگا دیئے تھے تاکہ وہ دور نزدیک جہاں بھی ہوں ایک دوسرے سے آسانی سے بات چیت کر سکیں ۔ عمران کے الفاظ ان سب نے سن لئے تھے ۔ پھر عمران نے ایک دو اور تین کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے پیروں کے نیچے موجود کیپسول پر دباؤ ڈال دیا ۔ کیپسول اس کے پیر کے نیچے ہلکے سے دھماکے سے پھٹا اور اچانک پورے طیارے میں تیز اور ناگوار سی بو پھیلتی چلی گئی ۔ اس بو کو محسوس کرتے ہی طیارے کے مسافر چونک پڑے تھے لیکن اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا وہ سب اپنی اپنی سیٹوں پر بے ہوش ہو گئے ۔ یہاں تک کہ سامنے سے آنے والی ایئر ہوسٹس بھی یکلخت لڑکھڑائی اور اور وہیں گرتی چلی گئی۔

کیپسول توڑتے ہی عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے تمام ساتھی اپنی سیٹوں سے اٹھ گئے تھے ۔ ان سب نے چونکہ عمران کے حکم سے سانس روک لئے تھے اس لئے گیس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا ۔ عمران نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے ہاتھ اونچا کیا ۔ اس نے مٹھی بند کر رکھی تھی ۔ جیسے ہی ایک منٹ گزرا اس نے ایک انگلی کھول دی ۔ دوسرا منٹ گزرنے پر اس

نے دوسری انگلی کھولی اور اسی طرح ہر منٹ بعد اس نے انگلی کھول دی اور جب اس کی پانچوں انگلیاں کھل گئیں تو اس نے دوبارہ سانس لینا شروع کر دیا۔

" اب تم سانس لے سکتے ہو"... عمران نے کہا تو وہ سب اپنے سانس بحال کرنے لگے ۔

" آخر تم یہ سب کر کیا رہے ہو"... جولیا نے سانس بحال کرتے ہی عمران سے تیز لہجے میں پوچھا ۔ عمران نے انہیں راستے میں کوئی بات نہیں بتائی تھی ۔ اس بار مشن کے بارے میں ایکسٹو نے بھی جولیا کو بریف نہیں کیا تھا ۔ اس نے بس ان سب کو عمران کے ساتھ جانے اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی تاکید کی تھی۔

" یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے ۔ جوزف، تنویر تم دونوں فوراً طیارے کے سٹور روم میں جاؤ اور وہاں سے ایمرجنسی کے لئے موجود پیراشوٹوں میں سے سات پیراشوٹ اٹھا لاؤ جلدی کرو ۔ میں اتنی دیر میں جہاز کا دروازہ کھولتا ہوں"... عمران نے کہا تو جوزف اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور جہاز کی ٹیل کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔

" پیراشوٹ ۔ تو کیا تمہارا پیراشوٹ سے نیچے کودنے کا ارادہ ہے"... جولیا نے چونک کر کہا۔

" ہاں"... عمران نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا جہاز کے دروازے کے پاس آ گیا۔

" عمران صاحب ۔ آپ نے گیس کیپسول توڑ کر تمام مسافروں

Mark Farukh Nadeem
pakistanipoint 14-11-2013

اور جہاز کے عملے کو بے ہوش کر دیا ہے۔ کیا اس گیس کا اثر کاک پٹ میں نہیں ہوا ہو گا۔ اگر پائلٹ اور کو پائلٹ بھی بے ہوش گئے تو"... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" گیس کا اثر وہاں نہیں گیا ہو گا کیونکہ کاک پٹ کا ڈور ایئر ٹائٹ ہوتا ہے۔ میں نے ان سب کو بلیو گم گیس سے بے ہوش کیا ہے۔ اس گیس کا اثر زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ کے لئے ہوتا ہے۔ پندرہ منٹ بعد انہیں خود بخود ہوش آ جائے گا"... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران آؤٹ ڈور کی سائیڈ میں لگے ہوئے کنٹرول پینل کے مختلف بٹن پریس کر رہا تھا۔ اس اثناء میں تنویر اور جوزف سٹور سے سات پیراشوٹ لے آئے۔ عمران کے کہنے پر ان سب نے جلدی جلدی انہیں اپنی کمروں سے باندھ لیا۔

" اب تیار ہو جاؤ۔ میں دروازہ کھولنے لگا ہوں۔ جیسے ہی میں اشارہ کروں باری باری باہر کود جانا"... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران کنٹرول پینل سے پہلے ہی دروازے کا لاک کھول چکا تھا۔ اس نے دروازے کے ساتھ لگا ہوا ہینڈل پکڑ کر زور سے نیچے کیا تو دروازہ ایک جھٹکے کے ساتھ باہر نکل کر سائیڈ میں ہو گیا۔ دروازہ کھلنے کی وجہ سے تیز شور کے ساتھ ہوا کا زبردست پریشر اندر آیا تھا جس کی وجہ سے وہ سب بری طرح سے لڑکھڑا گئے تھے۔ مگر تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے وہ فوراً سنبھل گئے تھے۔ عمران دروازے کے پاس کھڑا باہر جھانک رہا تھا۔ اس کا

لباس یوں پھڑپھڑا رہا تھا جیسے ابھی غبارے کی طرح پھول جائے گا اور وہ جہاز سے نکل کر باہر جا گرے گا۔ اس نے ایک ہاتھ سے دروازے کی سائیڈ کا راڈ پکڑ رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ میں موجود ریسٹ واچ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک ریسٹ واچ پر ایک چھوٹا سا سرخ بلب سپارک کرنے لگا۔

" اوکے۔ جوزف کود جاؤ"... ریڈ سپارک دیکھتے ہی عمران نے چیخ کر جوزف سے کہا جو اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔ عمران کا حکم سن کر جوزف تیزی سے آگے بڑھا اور کھلے دروازے سے ڈائیو لگا کر باہر نکل گیا۔ عمران نے جوانا کو اشارہ کیا تو وہ بھی جہاز سے نکل گیا۔ اس طرح باری باری وہ سب جہاز سے باہر نکلتے چلے گئے اور پھر آخر میں عمران نے دروازہ بند کرنے والا بٹن پریس کیا اور دروازہ بند ہونے سے پہلے پینتالیس ہزار فٹ کی بلندی پر اڑتے ہوئے جہاز سے باہر چھلانگ لگا دی۔ جہاز سے نکلتے ہی اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح پیچھے گیا اور پھر اسی رفتار سے نیچے گرتا چلا گیا۔ دیو ہیکل طیارہ جیسے اس کے اوپر سے گزرتا چلا گیا تھا۔

عمران نے نیچے گرتے ہوئے ایک بار پھر ڈائیو لگائی اور اپنے دونوں بازو پھیلا لئے تاکہ اس پر سے ہوا کا دباؤ کم ہو سکے۔ کافی نیچے آ کر جب عمران نے محسوس کیا کہ اب وہ زمین کے قریب پہنچ گیا ہے تو اس نے پیراشوٹ کھول لیا۔ پیراشوٹ کھلتے ہی اسے ایک جھٹکا لگا

Uploaded by Waqar Azeem Pakistani Point 14-11-2013

اور اس کا جسم ہوا بھرے غبارے کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا مگر جیسے ہی پیراشوٹ تنا اس کا جسم متوازن ہو گیا۔ اسے اپنے ساتھیوں کے دھندلے دھندلے ہیولے نیچے جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ گو زمین ابھی دور تھی مگر عمران نیچے ہر طرف پھیلے ہوئے اونچے نیچے درختوں کو اس ملگجے اندھیرے میں بہرحال دیکھ رہا تھا۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اپنے پیراشوٹوں کو کنٹرول کر رکھا تھا تاکہ ہوا کے دباؤ کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے دور نہ نکل جائیں۔ پھر جیسے جیسے زمین قریب آتی گئی عمران کی تیز نظریں خالی قطعے کو تلاش کرنے لگی تاکہ وہ درختوں میں الجھے بغیر کسی صاف جگہ پر اتر سکے اور پھر اسے جیسے ہی درختوں سے کچھ فاصلے پر ایک خالی میدان نظر آیا اس نے پیراشوٹ کا رخ اس طرف موڑ لیا اور پھر جیسے ہی اس کے قدم زمین سے لگے وہ کچھ دور آگے دوڑتا ہوا رک گیا۔ اس کا پیراشوٹ بھی نیچے گر گیا تھا۔ عمران نے جلدی جلدی خود کو پیراشوٹ کی رسیوں سے آزاد کرایا اور اس ملگجے اندھیرے میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"کیا تم سب ٹھیک ہو"... عمران نے ہونٹوں کے پاس لگے ہوئے تل نما مائیک سے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ ہم سب ٹھیک ہیں"... جواب میں جولیا کی آواز سنائی دی اور پھر وہ سب باری باری عمران کے پاس پہنچ گئے۔

"عمران صاحب۔ کیا ہم ساندر بن کے جنگلوں میں ہیں"... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پوچھ کر بتاؤں گا"... عمران نے مسکرا کر کہا تو وہ سب چونک پڑے۔ عمران جو کب سے سنجیدہ تھا اور انہیں کسی سوال کا جواب نہیں دے رہا تھا اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان اور شوخ پن دوبارہ نمایاں ہو گیا تھا۔

"کیا پوچھ کر بتاؤ گے"... جولیا نے اس کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ ہم ساندر بن کے جنگلوں میں ہیں یا برازیل کے خوفناک جنگلوں میں"... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ پوچھیں گے کس سے۔ یہاں تو ہمارے سوا دور دور تک کوئی ذی روح دکھائی نہیں دے رہی"... صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بات کر رہے ہو۔ یہاں لاکھوں نہیں تو ہزاروں درخت موجود ہیں۔ کیا تمہارے خیال میں یہ جاندار نہیں ہیں"... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"جاندار تو ہیں مگر آپ ان سے کیسے پوچھ سکتے ہیں۔ اگر آپ ان سے کچھ پوچھیں گے تو کیا آپ کے خیال میں یہ آپ کو جواب دیں گے"... صفدر نے کہا۔

"یہ جواب دیں نہ دیں مگر میری جورو کا بھائی ضرور کوئی نہ کوئی جواب دے گا۔ کیوں تنویر"... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس دیئے۔ ان سب کے ساتھ تنویر بھی کھسیانی سی ہنسی ہنس دیا تھا۔

Walk Farhan Nadeem Pakistanipoint 14-11-2013

" تم جو مرضی بکواس کرتے پھرو ۔ اب میں تمہاری کسی بات کا برا نہیں مناؤں گا"... تنویر نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب حیران رہ گئے ۔ کہاں تنویر عمران کی ذرا ذرا سی بات پر بھڑک اٹھتا تھا اور کہاں وہ اب کہہ رہا تھا کہ وہ عمران کی کسی بات کا برا نہیں منائے گا ۔ تنویر کی یہ کایا پلٹ ان سب کے لئے حیران کن تھی ۔

" کک ۔ کیا یہ میرے کان بج رہے ہیں یا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں"... عمران نے حیرت سے تنویر کی شکل دیکھتے ہوئے کہا ۔

" یہ تم خواب دیکھ رہے ہو اور نہ ہی تمہارے کان بج رہے ہیں ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"... تنویر نے کہا تو عمران کے چہرے پر واقعی حیرت لہرانے لگی ۔

" حیرت ہے ۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ساندر بن کے جنگلوں میں آ کر تمہاری کایا پلٹ سکتی ہے تو میں یہ کام پہلے ہی کر گزرتا"... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے ۔

" ویسے حیرت ہے تنویر ۔ تم میں یہ تبدیلی کیسے رونما ہو گئی ۔ ہم تو تمہیں سمجھا سمجھا کر تھک گئے تھے کہ تم عمران صاحب کی باتوں کا برا مت منایا کرو"... صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا ۔

" اسے ہر وقت فضول بکواس کرنے کی عادت ہے ۔ میں اس کی باتوں سے جتنا چڑتا ہوں یہ اتنا ہی میرے سر پر سوار ہو جاتا ہے ۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کی باتوں سے چڑنا چھوڑ دوں تو بہتر رہے گا یہ اپنی عادتیں نہیں بدل سکتا تو نہ بدلے میں تو بدل سکتا ہوں"...

تنویر نے خوش دلی سے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" ویری گڈ تنویر ۔ تمہاری یہ بات سن کر مجھے دلی مسرت ہوئی ہے ۔ واقعی اگر ایک انسان دوسرے انسان کے مزاج کو نہ بدل سکے تو اسے اپنا مزاج اور اطوار بدل لینے چاہئیں ۔ اس طرح سارے جھگڑے ہی ختم ہو جاتے ہیں"... جولیا نے کہا تو تنویر بے اختیار کھل اٹھا ۔

" کیا خاک جھگڑے ختم ہوتے ہیں ۔ تنویر نے اپنا مزاج بدل کر میرا سارا اسکوپ ہی ختم کر دیا ہے"... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" کیسا اسکوپ"... جولیا نے چونک کر کہا ۔

" ارے میں سوچ رہا تھا کہ تنویر ایک روز زچ ہو کر خود ہی اپنے ہاتھوں میرے سر پر سہرا سجا دے گا ۔ اب جبکہ اس نے زچ ہونا ہی چھوڑ دیا ہے تو یہ سہرا خاک سجائے گا میرے سر پر"... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب ہنس پڑے ۔ اس سے پہلے کہ مزید بات ہوتی اچانک عمران کے ہینڈ بیگ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگی جو عمران اپنے ساتھ لے آیا تھا ۔

" ٹرانسمیٹر کال آ رہی ہے"... جولیا نے کہا ۔ عمران نے نیچے بیٹھ کر ہینڈ بیگ کھولا اور اس کی سائیڈ جیب سے ایک جدید ساخت کا مگر چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا ۔ ٹرانسمیٹر سے مسلسل ٹوں ٹوں کی آوازیں آ رہی تھیں اور اس پر ایک سرخ بلب سپارک کر رہا تھا ۔ عمران نے

Nain Rukh Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2013

ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو اس میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں آنا بند ہو گئی ۔ ساتھ ہی ایک ہلکی سی صاف آواز سنائی دینے لگی ۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ این ٹی کالنگ ۔ اوور "... دوسری طرف سے این ٹی کی آواز سنائی دی ۔

" یس ۔ پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ یو ۔ اوور "... عمران نے کہا ۔

" پرنس ۔ آپ کہاں ہیں ۔ ہمیں اپنی لوکیشن بتائیں ۔ ہم آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں ۔ اوور "... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

" اوکے ۔ میں تمہیں ریڈ کاشن دیتا ہوں ۔ اوور "... عمران نے کہا اس نے کھلے ہوئے ہینڈ بیگ سے ایک چھوٹی سی ٹرنچ فائر گن نکالی اور اس کا رخ آسمان کی جانب کر دیا ۔

" یہ بتاؤ جہاں سے تم نے مجھے کاشن دیا تھا وہاں سے مین ٹارگٹ کتنے فاصلے پر ہے ۔ اوور "... عمران نے ٹرنچ فائر کرنے سے پہلے دوبارہ این ٹی سے پوچھا ۔

" آپ ٹارگٹ سے پچاس کلومیٹر دور ہیں پرنس ۔ آپ بے فکر ہو کر ٹرنچ فائر کر دیں ۔ ان اطراف میں دور دور تک کوئی نہیں ہے ۔ اوور "... این ٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا جیسے وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گیا ہو کہ ٹرنچ فائر کو کوئی اور نہ دیکھ لے ۔

" اوکے ۔ اوور "... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے گن کا ٹریگر دبا دیا ۔ شائیں کی آواز کے ساتھ گن سے ایک سگار نما راکٹ نکلا اور تیزی سے سیدھا بلند ہوتا چلا گیا اور پھر کچھ اوپر جا کر وہ پھٹا اور اس

میں سے نارنجی رنگ کی چنگاریاں سی پھوٹ پڑیں ۔ چنگاریاں صرف ایک لمحے کے لئے جگمگائی تھیں اور پھر وہاں وہی تاریکی پھیل گئی تھی ۔

" اوکے پرنس ۔ میں نے ریڈ کاشن دیکھ لیا ہے ۔ میں آپ سے تقریباً پانچ کلومیٹر دور ہوں ۔ میں زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا ۔ اوور "... این ٹی نے کہا ۔

" اکیلے آ رہے ہو یا بینڈ باجے والے ساتھ لا رہے ہو ۔ اوور "... عمران نے کہا تو دوسری طرف این ٹی ہنس پڑا ۔

" آپ بے فکر رہیں ۔ میں آپ کی شادی کا پورا بندوبست کر کے آیا ہوں ۔ اوور "... این ٹی نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" گڈ ۔ پھر تو چھوہارے بھی ساتھ لائے ہو گے ۔ اوور "... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" کیسے بھول سکتا ہوں ۔ اوور "... دوسری طرف سے این ٹی نے ہنس کر کہا ۔

" تو پھر جلدی پہنچو ۔ دلہن بھی تیار ہے ۔ دلہن کا بھائی بھی تیار ہے ایسا نہ ہو کہ دلہن کا بھائی ارادہ بدل دے اور مجھے کنوارہ ہی رہنا پڑے ۔ اوور "... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی مسکرا دیئے ۔ دوسری طرف این ٹی بھی ہنس دیا تھا ۔

" اوکے ۔ میں آ رہا ہوں ۔ اوور "... این ٹی نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہتے ہوئے رابطہ ختم کر دیا ۔

Malik Tariq Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2013

"ہونہہ ۔ تمہاری تو عادت بن گئی ہے ۔ نہ موقع دیکھتے ہو نہ محل بس شروع ہو جاتے ہو"... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں ۔ اب ان گھنے جنگلوں میں موقع تو ہے مگر محل کہاں سے ڈھونڈ کر لاؤں"... عمران نے اس انداز میں کہا کہ وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے ۔

"اچھا ۔ اب فضول کی باتیں چھوڑو اور یہ بتاؤ ہم یہاں کرنے کیا آئے ہیں"... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"ہم یہاں ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کے لئے آئے ہیں مس جولیا"... کیپٹن شکیل نے کہا جو اب تک خاموش کھڑا تھا ۔ اس کی بات سن کر جولیا اور وہ سب چونک پڑے ۔

"ڈاکٹر انور عباس ۔ ڈی ہائٹ ۔ لیکن ان دونوں کو تو راڈل لے گیا تھا اور جس طیارے میں وہ انہیں لے جا رہا تھا وہ سمندر میں گر کر تباہ ہو گیا تھا ۔ پھر ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کا ساندر بن کے جنگلوں میں کیا کام"... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"راڈل نقلی سائنس دان اور نقلی ڈی ہائٹ لے گیا تھا"... عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے ۔

"نقلی سائنس دان ۔ نقلی ڈی ہائٹ ۔ کیا مطلب"... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ اصلی ڈی ہائٹ اور ڈاکٹر انور عباس یہاں ہیں جنہیں مادام کیٹ لائی تھی"... عمران نے کہا اور پھر اس نے انہیں سنجیدگی

سے تفصیل بتانی شروع کر دی جسے سن کر ان سب کے چہروں پر شدید حیرت لہرانے لگی تھی کہ کس طرح کیٹ ایجنسی کی مادام کیٹ نے ڈاجنگ گیم کھیلی تھی ۔ اگر این ٹی چیف کو اصلی حقیقت سے آگاہ نہ کرتا تو وہ واقعی اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ۔

Malik Farrukh Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2015

"کیا یہ حتمی رپورٹ ہے"... پرائم منسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ اپنے آفس میں موجود تھا۔

"یس سر۔ راڈار پر میں نے خود سات چھاتہ برداروں کو ساندر بن میں اترتے دیکھا ہے"... فون پر دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ کس طرف اترے تھے"... پرائم منسٹر نے پوچھا تو دوسری طرف سے ان چھاتہ برداروں کی لوکیشن بتا دی گئی۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ کون ہو سکتے ہیں یہ لوگ"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"ہم تحقیقات کر رہے ہیں سر۔ ابھی تک صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ سات آگورین دارالحکومت سے سوار ہوئے تھے۔ پھر اچانک طیارے میں نامانوس سی بو پھیل گئی تھی جس سے طیارے کے تمام

مسافر بے ہوش ہو گئے تھے۔ طیارے کے پائلٹ، کو پائلٹ اور سب انجینئر چونکہ کاک پٹ میں تھے اس لئے وہ بے ہوش ہونے سے بچ گئے تھے۔ جب ایئر ہوسٹس طیارے کے عملے اور مسافروں کو ہوش آیا تو طیارے میں سات افراد کم تھے۔ ایئر ہوسٹس نے پائلٹ کو اطلاع دی۔ پائلٹ نے فوراً کنٹرول ٹاور کو انفارمیشن دی۔ اس پر فوراً نوٹس لیتے ہوئے ایئر مارشل نے ہمیں اطلاع دی اور میں وہی اطلاع آپ کو دے رہا ہوں"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنا کام کرو۔ میں دیکھتا ہوں کون ہیں وہ لوگ"... پرائم منسٹر نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ دوسری طرف سے اسے چھاتہ برداروں کے بارے میں اطلاع دینے والا ملٹری انٹیلی جنس کا چیف تھا۔

"ہونہہ۔ کون ہو سکتے ہیں وہ چھاتہ بردار اور انہیں ساندر بن کے جنگلوں میں ڈراپ ہونے کی کیا ضرورت تھی"... پرائم منسٹر نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"میری چیف ایئر مارشل سے بات کراؤ۔ ابھی فوراً"... پرائم منسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے کہا تو پرائم

Nasir Farukh Nadeem
PakSociety.com
14-11-2013

منسٹر نے رسیور رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر بدستور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے ۔ چند لمحوں کے بعد اس کی میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" سر ۔ چیف ایئر مارشل سے بات کریں"... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی اور پھر کلک کی آواز کے ساتھ رابطہ قائم ہو گیا۔

" چیف ایئر مارشل رگو ناتھ بول رہا ہوں سر"... دوسری طرف سے چیف ایئر مارشل کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" آپ کو آرگورین طیارے میں ہونے والے غیر معمولی واقعے کی پورٹ مل چکی ہے"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر"... دوسری طرف سے چیف ایئر مارشل نے کہا۔

" گڈ ۔ کیا کیا ہے آپ نے اس سلسلے میں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" میں نے ہیلی کاپٹروں کا اسکوارڈن تیار کرا لیا ہے سر ۔ وہ ابھی ساندر بن کے جنگلوں کی طرف روانہ ہو جائے گا ۔ وہ لوگ جو کوئی بھی ہیں ان کی تلاش میں ہم کوئی بھی کسر اٹھا نہ رکھیں گے"... چیف ایئر مارشل نے کہا۔

" نہیں ۔ آپ ایسا کوئی اقدام نہیں کریں گے ۔ آپ فوراً اس اسکوارڈ کو روک دیں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" اوہ ۔ وہ کیوں سر"... چیف ایئر مارشل نے چونکتے ہوئے کہا۔

" بس ۔ یہ میرا حکم ہے ۔ ان کی تلاش میں خود اور اپنے طریقے سے کراؤں گا ۔ آپ فی الحال اس معاملے کو یہیں روک دیں ۔ مجھے کیا کرنا ہے یہ میں بخوبی جانتا ہوں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" لیکن سر"... چیف ایئر مارشل نے کچھ کہنا چاہا۔

" آپ سے جو کہا ہے اس پر عمل کریں ۔ یہ میرا حکم ہے ۔ سمجھے آپ"... پرائم منسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

" اوکے سر ۔ جیسے آپ کی مرضی"... دوسری طرف سے چیف ایئر مارشل نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

" گڈ ۔ اور اس معاملے کو یہیں دبا دیں ۔ میں نے ملٹری انٹیلی جنس کو الرٹ کر دیا ہے ۔ وہ ساندر بن کے جنگلوں میں پہنچ چکے ہوں گے ۔ وہ کون ہیں ۔ جنگلوں میں کس مقصد کے لئے آئے ہیں ان کے بارے میں وہ فوری معلوم کر لیں گے کیونکہ یہ ان کی ذمہ داری ہے آپ کی نہیں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر ۔ اوکے سر"... چیف ایئر مارشل نے کہا تو پرائم منسٹر نے رسیور رکھ دیا۔

" ہونہہ ۔ میں جانتا تھا کہ چیف ایئر مارشل یہی کارروائی کرے گا اسے کیا معلوم کہ ساندر بن کے جنگلوں میں کیا ہو رہا ہے ۔ اگر وہ ساندر بن کے جنگلوں میں ہیلی کاپٹروں کا اسکوارڈن بھیج دیتا تو ساندر بن جنگل میں موجود بیس کیمپ کا انہیں پتہ چل جاتا اور ہمارا سارا راز لیک آؤٹ ہو جاتا"... پرائم منسٹر نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔

Shahid Rahim Qaueem
Pakistanipoint
14-11-2016

پھر اس نے سبز رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے دائیں سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا ڈائل کے بٹن روشن ہو گئے۔ اب یہ فون جدید اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر میں تبدیل ہو گیا تھا جسے عام فون کے طرز پر استعمال کیا جا سکتا تھا۔ پرائم منسٹر نے چند بٹن پریس کئے اور رسیور کان سے لگا لیا دوسری طرف فون کی طرح بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر جیسے دوسری طرف کا رسیور اٹھا لیا گیا۔

" یس۔ کرنل گوپال "... دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

" پی ایم سپیکنگ "... پرائم منسٹر نے کہا۔

" اوہ۔ یس سر۔ حکم سر "... دوسری طرف سے کرنل گوپال نے فوراً مؤدبانہ لہجے میں کہا جو ساندر بن جنگل کے بیس کیمپ کا انچارج تھا۔

" مادام کیٹ آپ کے پاس پہنچ چکی ہے "... پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ انہیں میرے پاس آئے ہوئے دو روز ہو چکے ہیں "... کرنل گوپال نے کہا۔

" کہاں ہے وہ "... پرائم منسٹر نے کہا۔

" وہ دوسرے کیبن میں موجود ہے۔ بلاؤں انہیں "... کرنل گوپال نے کہا۔

" ہاں۔ بلائیں "... پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں سر۔ میں ابھی بلاتا ہوں "... دوسری طرف سے کرنل گوپال نے کہا۔ چند لمحوں تک خاموشی رہی پھر ایک آواز سنائی دی۔

" یس سر۔ میں مادام کیٹ بول رہی ہوں "... دوسری طرف سے مادام کیٹ کی آواز سنائی دی۔

" کیا کر رہی تھی تم "... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

" سر۔ میں نے کرنل گوپال سے مین سپاٹ اور ارد گرد کے علاقے کی معلومات حاصل کی تھی۔ میں اس فائل کا مطالعہ کر رہی تھی "... دوسری طرف سے مادام کیٹ نے کہا۔

" گڈ۔ اچھا یہ بتاؤ تم اپنی ایجنسی کے کتنے افراد کے ساتھ وہاں موجود ہو "... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

" ایجنسی کے تقریباً بیس افراد ہیں "... مادام کیٹ نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب سنو۔ شمالی جنگل کی طرف تھری تھری ون پوائنٹ ہے جہاں دو کلومیٹر کے فاصلے پر سمندر شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرف ایک مسافر بردار آگورین طیارے سے چند چھاتہ برداروں کو اترتے چیک کیا گیا ہے "... پرائم منسٹر نے کہا۔

" چھاتہ بردار۔ اوہ۔ کون ہیں وہ اور وہ ساندر بن میں کیوں آئے ہیں "... مادام کیٹ نے چونک کر کہا۔

" ان کے بارے میں ابھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ وہ آگورین طیارے میں سوار تھے۔ اس طیارے کے روٹ میں ساندر بن کے

Hafiz Farhan Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2010

جنگل کا شمال مشرقی کنارا آتا ہے۔ ان میں سے سات مسافروں نے پہلے طیارے میں موجود تمام مسافروں کو اور طیارے کے عملے کو کسی گیس سے بے ہوش کیا اور پھر طیارے کے ہی ایمرجنسی روم میں سے سات پیراشوٹ نکال کر ساندر بن کے جنگل میں کود گئے جنہیں سپر راڈار نے چیک کر لیا تھا۔ بہرحال وہ ساتوں جنگل میں موجود ہیں۔ تم فوراً ان کے محاصرے کی تیاری کرو اور انہیں زندہ یا مردہ گرفتار کرو۔ اگلے دو گھنٹوں میں مجھے ہر صورت میں ان کی گرفتاری یا ہلاکت کی اطلاع ملنی چاہئے"... پرائم منسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ کیا پائلٹ اور کو پائلٹ بھی اس گیس کا شکار ہو گئے تھے۔ اگر وہ بے ہوش ہو گئے تھے تو طیارہ"... دوسری طرف سے مادام کیٹ نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"نہیں۔ طیارے کا کاک پٹ محفوظ رہا تھا اور پھر ان سات افراد کے جہاز سے نکلنے کے چند منٹ کے بعد تمام افراد کو خود بخود ہوش آ گیا تھا"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ تھینک گاڈ"... دوسری طرف سے مادام کیٹ نے کہا۔

"اب تم اپنی پوری فورس کے ساتھ جاؤ اور ان ساتوں افراد کے خلاف ممکنہ کارروائی کرو"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ وہ میرے ہاتھوں سے بچ کر نہیں نکل سکیں گے۔ میں انہیں جنگلی چوہوں کی طرح مار گراؤں گی

لیکن سر"... مادام کیٹ نے کہا۔

"لیکن۔ کیا کہنا چاہتی ہو"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"آپ کا کیا اندازہ ہے۔ کون ہو سکتے ہیں وہ لوگ اور ان کا ساندر بن کے جنگل میں آنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"... مادام کیٹ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"مجھے علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر شک ہے"... پرائم منسٹر نے برملا کہا۔

"علی عمران۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس"... دوسری طرف سے مادام کیٹ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ان کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں۔ ایسے مافوق الفطرت اور انوکھے کام وہی کرتے ہیں"... پرائم منسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن سر۔ انہیں ڈائریکٹ ساندر بن کے جنگلوں میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ انہیں تو راڈل کے پیچھے ایکریمیا جانا چاہئے تھا۔ میں نے ان کے ساتھ جو ڈاجنگ گیم کی تھی اس کے راستے صرف ایکریمیا کی طرف ہی جاتے تھے"... مادام کیٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہیں جانتی۔ وہ انسان نہیں خوفناک بھوت ہیں۔ ان کی نظروں سے کوئی مجرم نہیں چھپ سکتا۔ انہیں یقیناً تمہارا کوئی نہ

Waqar Azeem Nadeem Pakistanipoint 14-11-2013

کوئی کلیو مل گیا ہو گا اور وہ تمہاری طرح دل سے نہیں دماغ سے سوچتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے وہ تمہاری ڈاجنگ گیم سمجھ گئے ہوں اور انہیں معلوم ہو گیا ہو کہ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ تم لے گئی ہو جبکہ راڈل کے ہاتھ آنے والا ڈی ہائٹ اور ڈاکٹر انور عباس نقلی ہیں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" لیکن سر ۔ پھر انہیں یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ ساندر بن کے جنگلوں میں ہے"... مادام کیٹ نے فوراً اپنا دفاع کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ واقعی یہ سوچنے کی بات ہے ۔ بہرحال تم ان افراد کا احاطہ کرو ۔ ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہو ۔ وہ جو کوئی بھی ہیں انہیں ہر حال میں سامنے آنا چاہیئے"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر ۔ ایسا ہی ہو گا"... مادام کیٹ نے کہا۔

" اوکے "... پرائم منسٹر نے کہا ۔ ساتھ ہی اس نے کریڈل پریس کر دیا ۔ پھر اس نے فون کے دوسرے نمبر پریس کئے ۔ چند لمحوں بعد ایک تیز آواز سنائی دی ۔

" ڈاکٹر پریم ناتھ "... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" پرائم منسٹر سپیکنگ "... پرائم منسٹر نے کہا۔

" اوہ ۔ یس سر"... پریم ناتھ نے کہا۔

" ڈاکٹر تمہارا پروجیکٹ مکمل ہونے میں کتنا وقت لگ جائے گا"... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

" بس سر ۔ یہی کوئی دو روز ۔ میں نے پاور مشین کے تمام پرزے جوڑ دیئے ہیں ۔ مکینیکل انجینئر اس میں ڈی ہائٹ فکس کرنے کی جگہ بنا رہے ہیں ۔ اس کے بعد ڈاکٹر انور عباس سے اس ڈی ہائٹ کا مین کوڈ حاصل کیا جائے گا جس سے ڈی ہائٹ آن ہو کر سولر انرجی سٹور کرے گا ۔ انرجی سٹور ہونے کے ٹھیک دو گھنٹوں کے بعد ہم اپنا میجر آپریشن شروع کر سکتے ہیں"... ڈاکٹر پریم ناتھ نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اب میری ہدایات سنو ۔ آپ کا کام جب تک مکمل نہیں ہو جاتا آپ اپنی لیبارٹری کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیں ۔ میرے سپیشل نمبر پر کال آنے اور میری اجازت کے بغیر نہ آپ کسی کو لیبارٹری کے اندر آنے دیں گے اور نہ ہی لیبارٹری سے کوئی باہر جائے گا ۔ اس کے علاوہ آپ لیبارٹری کے تمام حفاظتی انتظام آن کر لیں تاکہ آپ کی نظروں میں آئے بغیر ایک معمولی مچھر بھی لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکے"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" اوہ ۔ ٹھیک ہے جناب ۔ کیا میں اس ٹاپ سیکورٹی کی وجہ جان سکتا ہوں"... ڈاکٹر پریم ناتھ نے کہا۔

" چند غیر ملکی مجرموں کو ساندر بن کے جنگلوں میں اترتے دیکھا گیا ہے ۔ میں نے ان کی ہلاکت کا حکم دے دیا ہے لیکن اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ آپ کوئی رسک نہ لیں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" اوہ ۔ ٹھیک ہے جناب ۔ میں ابھی یہ سارے انتظامات کر لیتا

Kalki Fan Club Nadeem Pakistan Post 14-11-2015

ہوں"... ڈاکٹر پریم ناتھ نے کہا۔

" اوکے ۔ اور جیسے ہی آپ کو اپنی لیبارٹری میں کسی گڑبڑ کا احساس ہو آپ فوراً مجھ سے رابطہ کریں گے ۔ اوکے"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" اوکے سر۔ اور ہاں ۔ اگر کرنل گوپال نے مجھ سے لیبارٹری میں آنے کی اجازت مانگی تو پھر ۔ وہ عموماً سپیشل وے سے لیبارٹری کی چیکنگ کے لئے آجاتے ہیں"... ڈاکٹر پریم ناتھ نے کہا۔

" نہیں ۔ آپ ان کے لئے بھی اب لیبارٹری کے وے اوپن نہیں کریں گے ۔ میں انہیں بھی ہدایات دیتا ہوں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ یہ مناسب رہے گا"... ڈاکٹر پریم ناتھ نے کہا تو پرائم منسٹر نے اوکے کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ پھر اس نے دوبارہ بیس کیمپ کی فریکونسی کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس ۔ کرنل گوپال سپیکنگ "... دوسری طرف سے کرنل گوپال کی آواز سنائی دی ۔

" پی ایم "... پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ حکم سر"... کرنل گوپال نے کہا۔

" کرنل گوپال ۔ ساندر بن کے جنگلوں میں چند چھاتہ بردار اترتے دیکھے گئے ہیں ۔ میں نے ان کی سرکوبی کے لئے کیٹ ۶ ایجنسی کو ہدایات دے دی ہیں ۔ آپ بھی اپنی کمپنی کو الرٹ کر دیں ۔ ہر طرف آپ کی سیکورٹی ٹائٹ ہونی چاہئے ۔ مین سپاٹ کی طرف اگر

آپ جنگلی چوہے کو بھی آتے دیکھیں تو اسے فوراً ہلاک کر دیں ۔ یہ میرا حکم ہے"... پرائم منسٹر نے کرنل گوپال کو سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ آپ بے فکر رہیں"... مادام کیٹ نے مجھے بتا دیا ہے ۔ میں اور میری کمپنی ہر طرح کے حالات سے نپٹنے کے لئے تیار ہے"... دوسری طرف سے کرنل گوپال نے کہا۔

" گڈ ۔ ایک بات اور ۔ جب تک میں آپ کو ہدایات نہیں دوں گا آپ نہ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر پریم ناتھ سے بات کریں گے اور نہ ہی لیبارٹری کے اندر جانے کی کوشش کریں گے ۔ میں نے ڈاکٹر پریم ناتھ کو لیبارٹری سیلڈ کرنے کا حکم دے دیا ہے"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" اوکے سر"... کرنل گوپال نے کہا۔

" میرا آپ کے ساتھ ہاٹ لائن پر رابطہ رہے گا ۔ غیر معمولی واقعے پر آپ مجھے کسی بھی وقت میرے سپیشل نمبروں پر کال کر سکتے ہیں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ میں ایسا ہی کروں گا"... کرنل گوپال نے کہا۔

" اوکے "... پرائم منسٹر نے کہا اور پھر اس نے گوپال کو مزید ہدایات دیتے ہوئے سپیشل فون ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ اب ان کے چہرے پر بے پناہ سکون تھا۔

" ہونہہ ۔ اگر وہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہیں تو پھر اس بار

Pakistan Point 14-11-2013

انہیں یہاں ان کی موت کھینچ لائی ہے ۔ میں نے مادام کیٹ کو پاکیشیا میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچ کر رہنے کا حکم دیا تھا ۔ لیکن وہ لوگ اگر خود ہی یہاں آ گئے ہیں تو اب انہیں کیٹ ایجنسی کے ہاتھوں مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا ۔ کیٹ ایجنسی ان پر موت بن کر ٹوٹ پڑے گی اور انہیں ساندر بن کے جنگلوں سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں مل سکے گا"... پرائم منسٹر نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا ۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے میز پر کھلی ہوئی فائل پر نظریں جمائی دیں جس کا وہ فون آنے سے پہلے مطالعہ کر رہے تھے ۔

Malik Farrukh Nadeem
Pakistanipoint 14-11-2013

" باس میں جنوبی حصے میں جیپوں کی آواز سن رہا ہوں ۔ تین ہیوی جیپیں اس طرف آ رہی ہیں"... اچانک جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ اس کی بات سن کر چونک پڑے ۔ وہ سب صاف زمین پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ انہیں این ٹی کی آمد کا انتظار تھا جو ان کے لئے اسلحہ اور دوسرا سامان لانے والا تھا ۔ اس دوران عمران انہیں مشن کی تمام تفصیل بتا چکا تھا جس کے بارے میں وہ عمران سے کئی سوال بھی کر چکے تھے جس کے جواب عمران نے انہیں بڑی شرافت سے دے دیئے تھے ۔

" اگر تمہاری سماعت کی حس بالکل ٹھیک کام کر رہی ہے اور تم جیپوں کی آواز سن رہے ہو تو فکر کی کوئی بات نہیں ہے ۔ یہ جیپیں این ٹی لا رہا ہے"... عمران نے سنجیدگی سے کہا ۔

" تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ جیپیں این ٹی لا رہا ہے"... جولیا نے اسے

تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" کوئی سوال تو گھورے بغیر کر لیا کرو۔ تم کھٹکنی بیویوں کی طرح بات بات پر گھورنے لگ جاتی ہو"... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی ہنس پڑے۔

" عمران صاحب۔ یہ کھٹکنی بیویاں نہیں بلیاں ہوتی ہیں"... صفدر نے عمران کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

" ایک ہی بات ہے یار۔ بلیاں بھی کھٹکنی بن کر نوچتی ہیں اور جب بیویاں غصے میں ہوں تو وہ بھی"... عمران نے کہا تو ان سب کی ہنسی تیز ہو گئی۔

" ایک بار تم میرے ہاتھ تو آؤ پھر دیکھو میں کس طرح سے تمہیں نوچتی ہوں"... جولیا نے خفیف سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے تھے۔ البتہ تنویر کا چہرہ متغیر ہو گیا تھا لیکن اس نے خود کو فوراً سنبھال لیا تھا۔

" گویا تم مجھے تنویر کا وہ بنانے کا پکا فیصلہ کر چکی ہو"... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ اس بار بھی تنویر جیسے جبراً مسکرایا تھا۔

" وہ۔ وہ کیا"... جولیا نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ یار تنویر تم ہی بتا دو جورو کے بھائی کو کیا کہتے ہیں"... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر پھر رنگ بدل گیا۔

" مم۔ مجھے کیا معلوم کیا کہتے ہیں"... تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو ان کے قہقہے بلند ہو گئے۔ اس کی بوکھلاہٹ پر عمران بھی مسکرا دیا تھا۔

" چلو تمہیں نہیں معلوم تو میں بتا دیتا ہوں"... عمران نے کہا۔

" شٹ اپ۔ اگر تم نے بکواس کی تو میں"... تنویر نے یکلخت بھڑکتے ہوئے کہا تو عمران قہقہہ لگا کر ہنس پڑا جبکہ تنویر کے انداز پر اس کے ساتھی بھی ہنس دیئے تھے۔

" اب ٹھیک ہے۔ اسی انداز میں باتیں کیا کرو۔ اگر تم جیسا انسان سوچنے سمجھنے لگ گیا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایک ڈیشنگ ایجنٹ سے ہاتھ دھونا پڑ جائے۔ وہ بھی بغیر صابن کے"... عمران نے کہا۔

" ہونہہ۔ تم بکواس ہی ایسی کرتے ہو کہ خواہ مخواہ غصہ آ جاتا ہے"... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تو تم اس کی بکواس پر کان ہی کیوں دھرتے ہو"... جولیا نے کہا۔

" باس۔ جیپیں قریب آ رہی ہیں"... جوزف نے انہیں ایک بار پھر متنبہ کرتے ہوئے کہا۔

" اچھا بھائی۔ ڈرا کیوں رہے ہو۔ آؤ۔ سب درختوں کی آڑ لے لو اگر دوست ہوئے تو باہر آ کر ان سے ہاتھ ملا لیں گے ورنہ تنویر کی دم دبا کر فوراً بھاگ جائیں گے"... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ سب

اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیوں ۔ بھاگ کیوں جائیں گے ۔ کیا تم دشمنوں سے ڈرتے ہو"... جولیا نے چونک کر کہا۔

"دشمنوں سے ڈرتے ہوں گے میرے دشمن ۔ میں تو ان کے طمنچوں سے ڈرتا ہوں جن سے دھائیں دھائیں کی آوازیں نکلتی ہیں اور انسان ایک لمحے میں فشن ہو جاتا ہے"... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس دیئے ۔ وہ تیز تیز چلتے ہوئے درختوں کی جھنڈ کی طرف آگئے تھے اور درختوں کی آڑ میں ہو گئے تھے جبکہ جوزف اور جوانا الگ الگ درختوں پر چڑھ گئے تھے تاکہ وہ آنے والوں کا جائزہ لے سکیں ۔ چند لمحوں بعد انہیں واقعی جنوب کی طرف سے جیپوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔ جیپوں کی ہیڈ لائٹس آف تھیں ۔ شاید آنے والے احتیاطاً لائٹس آف کر کے آرہے تھے ۔ کچھ ہی دیر میں وہاں تین جیپیں پہنچ گئیں ۔ جیپیں واقعی بڑی تھیں اور ان کے گرد آہنی راڈز لگے ہوئے تھے ۔ ایسی جیپیں عموماً جنگلوں میں شکار کے لئے استعمال کی جاتی تھیں ۔ ان جیپوں میں چھ افراد سوار تھے جن میں ایک ایک جیپ ڈرائیو کر رہا تھا اور ایک ایک شخص سائیڈ سیٹوں پر بیٹھا تھا۔

عمران نے جیب سے ایک سپر گلاس چشمہ نکالا اور اسے آنکھوں سے لگا لیا ۔ اس نے چشمے کا فریم ایک کونے سے پریس کیا تو شیشوں میں جیسے نیلی روشنی بھر گئی ۔ پھر ان شیشوں نے جیسے نائٹ ٹیلی

سکوپ کا کام کرنا شروع کر دیا ۔ عمران اس چشمے سے کسی نائٹ ٹیلی سکوپ کی طرح دیکھ رہا تھا ۔ آنے والی جیپیں واقعی این ٹی لایا تھا ۔ اگلی جیپ میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص این ٹی ہی تھا جو میک اپ میں تھا مگر عمران کی تیز نظریں اسے فوراً پہچان گئی تھیں ۔

"آجاؤ ۔ یہ اپنے ہی آدمی ہیں"... عمران نے آنکھوں سے چشمہ اتارتے ہوئے کہا اور درخت کی آڑ سے نکل کر جیپوں کی طرف بڑھتا چلا گیا جو اس سے کچھ فاصلے پر رک گئی تھیں اور این ٹی جیپ میں کھڑا ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"آنٹی بھائی ۔ اگر تمہارے یا تمہارے کسی ساتھی کے پاس گن ہے تو اسے جیپ میں رکھ لو ابھی ہمیں گولی کھانے کی بھوک نہیں لگی"... عمران نے اونچی آواز میں این ٹی کو آنٹی بھائی بناتے ہوئے کہا تاکہ این ٹی اس کی آواز کو پہچان لے ۔ اس کی آواز سن کر این ٹی فوراً جیپ سے کود کر نیچے آگیا۔

"اوہ ۔ عمران صاحب آپ ۔ میں آپ ہی کو دیکھ رہا تھا"... این ٹی نے تیز تیز چل کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا ۔ این ٹی کی آواز پہچان کر وہ سب بھی درختوں کی آڑ سے نکل آئے تھے ۔ ان کی چونکہ پاور ایکشن کیس کے دوران این ٹی سے ملاقات ہو چکی تھی اس لئے وہ اس کی آواز پہچانتے تھے جبکہ کیپٹن شکیل این ٹی کو نہیں پہچانتا تھا کیونکہ پاور ایکشن کے دوران وہ ان کے ساتھ نہیں تھا ۔ این ٹی نے آگے بڑھ کر گرمجوشی کے ساتھ عمران سے اور پھر ان سب سے

ماسوائے جولیا کے ہاتھ ملانا شروع کر دیا۔ اس کے دوسرے ساتھیوں نے بھی باری باری ان سے ہاتھ ملایا۔

"سامان لے آئے ہو"... عمران نے اس سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ آپ نے جس سامان کی مجھے ہدایات دی تھیں وہ میں لے آیا ہوں۔ سارا سامان اگلی دونوں جیپوں میں موجود ہے"... این ٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جوزف، جوانا جیپوں سے سامان لے آؤ"... عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں سر ہلا کر جیپوں کی طرف بڑھ گئے۔

"کوئی نئی بات معلوم ہوئی ہے"... عمران نے این ٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں عمران صاحب۔ ایک نہایت حیرت انگیز اور خوفناک بات معلوم ہوئی ہے"... این ٹی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"وہ کیا"... عمران نے پوچھا۔

"کافرستان ایک بار پھر پاکیشیا کے خلاف ہولناک منصوبہ بنا رہا ہے جس کی آپ تفصیلات سنیں گے تو آپ حیران رہ جائیں گے"... این ٹی نے کہا۔

"چلو بتاؤ۔ کہو گے تو میں حیران ہونے کے ساتھ ساتھ پریشان بھی ہو جاؤں گا"... عمران نے کہا۔

"بات ہی پریشانی کی ہے"... این ٹی نے کہا۔

"یار اب اندھیرے میں ہمارے چہروں پر تجسس تلاش کرنے کی کوشش مت کرو۔ جو بتانا ہے وہ بتا دو چاہے سیدھی طرح سے بتا دو چاہے سر کے بل کھڑے ہو کر"... عمران نے کہا۔

"کافرستان کا ایک سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر پریم ناتھ ہے برسوں سے ایک ایسی ریز مشین بنانے میں مصروف تھا جس کی ریز خلاء میں موجود اوزون کی تہہ سے ٹکرا کر ایک بہت بڑے دائرے کی شکل میں پھیل کر سورج کی روشنی کی طرح واپس زمین پر آسکے۔ یہ ریز سورج کی روشنی سے مل کر اس قدر تیز اور خوفناک حدت پیدا کر سکتی کہ اس کی زد میں آنے والی فولادی چٹانیں بھی ایک لمحے میں پگھل سکتی ہیں۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ خلاء میں موجود اوزون کی تہہ سورج کی حدت کو کم کرنے کے لئے قدرتی طور پر موجود ہے۔ اگر اس تہہ میں معمولی سی بھی دراڑ آ جائے یا سوراخ ہو جائے تو اس حصے سے آنے والی سورج کی حدت سینکڑوں گنا بڑھ جاتی ہے جس سے زمین بھی جل کر سیاہ ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر پریم ناتھ نے اسی نقطے پر کام کرتے ہوئے اس ریز کو اوزون کی تہہ تک پہنچانے اور اسے واپس زمین تک لوٹانے کا انتظام کیا تھا۔ اوزون سے ٹکرا کر واپس آنے والی ریز کا ایک تو پھیلاؤ بے حد زیادہ ہو سکتا ہے اور دوسرے اوزون میں جذب حدت بھی اس میں سما جاتی جس سے اس روشنی کی زد میں آنے والی ہر چیز ایک لمحے میں جل کر راکھ بن سکتی ہے۔ ڈاکٹر پریم ناتھ ایسی مشین تو بنانے

میں کامیاب ہو گیا مگر اس مشین کو آن کرنے اور اس میں سے طاقتور ریز کو اوزون تک پہنچانے کے لئے پاور فل بجلی کی ضرورت تھی ۔ جس سے اس قدر طاقتور ریز بنائی جا سکتی جو آسانی سے نہ صرف اوزون تک پہنچ سکتی بلکہ اسے واپس بھی پلٹایا جا سکتا ۔ اگر ڈاکٹر پریم ناتھ اس مشین کو آن کرنے اور اسے اس قدر طاقتور ریز بنانے کی کوشش کرتا تو کافرستان کی پوری پاور سپلائی اس مشین کو مہیا کرنا پڑتی جس کی وجہ سے پورا کافرستان کئی ماہ کے لئے اندھیرے میں ڈوب جاتا جس کا وہ رسک نہیں لے سکتے تھے ۔

اس پاور سپلائی کی کمی ڈی ہائٹ آلہ پوری کر سکتا تھا جو پاکیشیا کے سائنس دان ڈاکٹر انور عباس نے تیار کیا تھا ۔ ڈاکٹر پریم ناتھ اب اس ڈی ہائٹ کو اپنی مشین میں ایڈجسٹ کرانا چاہتا ہے تاکہ وہ اپنی مشین کو آن کر سکے اور اس کے لئے اسے ڈاکٹر انور عباس کی معاونت کی بھی ضرورت تھی اس لئے انہوں نے پاکیشیا سے نہ صرف ڈی ہائٹ حاصل کر لیا بلکہ ڈاکٹر انور عباس کو بھی اغوا کیا تھا"... این ٹی نے انہیں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" وہ مشین اور ڈاکٹر انور عباس کیا اسی جگہ ہیں جس کی تم نے نشاندہی کی تھی"... عمران نے پوچھا ۔

" جی ہاں ۔ اس جنگل کے جنوب میں ایک زیر زمین اڈا بنایا گیا ہے جسے سپر لیبارٹری کا نام دیا گیا ہے ۔ اس لیبارٹری میں ہائٹ لائٹ مشین موجود ہے جس پر ڈاکٹر پریم ناتھ اور بہت سے سائنس دان

کام کر رہے ہیں ۔ ڈاکٹر انور عباس اور ان کی ایجاد ڈی ہائٹ کو بھی یہیں پہنچا دیا گیا ہے"... این ٹی نے کہا ۔

" ڈاکٹر پریم ناتھ کا اس مشین کو بنانے کا مقصد کیا ہے"... کیپٹن شکیل نے پوچھا ۔

" صرف پاکیشیا کی تباہی"... این ٹی نے کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف وہ بلکہ عمران بھی بری طرح سے چونک اٹھا ۔

" پاکیشیا کی تباہی ۔ مگر کیوں ۔ ڈاکٹر پریم ناتھ کو پاکیشیا سے کیا پرخاش ہے ۔ وہ پاکیشیا کی کروڑوں عوام کو اس قدر خوفناک موت کیوں مارنا چاہتا ہے"... جولیا نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا ۔

" جبکہ ان دنوں پاکیشیا اور کافرستان کے حالات بے حد سازگار ہیں ۔ دونوں ممالک ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ رویہ استوار کر رہے ہیں"... صفدر نے کہا تو این ٹی بے اختیار ہنس پڑا ۔

" یہ سب کہنے کی باتیں ہیں"... این ٹی نے کہا ۔

" کہنے کی باتیں ہیں ۔ کیا مطلب"... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

" کیا کبھی اسلام دشمن بھی مسلمانوں کے دوست ہوئے ہیں ۔ کافرستانیوں کو مسلمان ایک آنکھ بھی نہیں بھاتے پھر بھلا وہ مسلمانوں کے دوست کیسے بن سکتے ہیں ۔ بہرحال وہ سیاست کی باتیں ہیں جنہیں سیاست دان ہی سمجھ سکتے ہیں لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ کافرستان جتنا مرضی پاکیشیا کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا لے

لیکن ان کے دلوں میں مسلمانوں اور پاکیشیا کے لئے جو نفرت ہے وہ کبھی نہیں مٹ سکتی ۔ان کا بس نہیں چلتا ورنہ وہ پاکیشیا کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹا دیں اور ان کا یہ خواب ڈاکٹر پریم ناتھ پورا کر سکتا ہے ۔ اگر وہ ہاٹ لائٹ مشین میں ڈاکٹر انور عباس کی معاونت سے ڈی ہائٹ ایڈجسٹ کرنے میں کامیاب ہو جائے ۔ ڈاکٹر پریم ناتھ ان لوگوں میں سے ہے جو اٹھتے بیٹھتے پاکیشیا کو تباہ کرنے کا خواب دیکھتے رہتے ہیں"... این ٹی نے کہا۔

" اور ہم جیسے وہ لوگ ہیں جو ایسے افراد کے خواب ملیا میٹ کر دیتے ہیں"... عمران نے کہا۔

" ہاں ۔اور اس بار بھی ایسا ہی ہو گا انشاء اللہ ۔ کافرستان اور ڈاکٹر پریم ناتھ اپنے اس بھیانک منصوبے کو کبھی عملی جامہ نہ پہنا سکیں گے ۔ہم اسے اس کی ہاٹ لائٹ مشین کے ساتھ انہی جنگلوں میں دفن کر دیں گے"... تنویر نے جذباتی لہجے میں کہا۔

" انشاء اللہ "... ان سب کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

" تم نے یہ سب معلومات کہاں سے حاصل کی ہیں"... عمران نے این ٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں پرائم منسٹر ہاؤس میں اپنے ایک ساتھی کو پہنچانے میں کامیاب ہو چکا ہوں جو پرائم منسٹر کی ہر نقل و حرکت پر نہ صرف نظر رکھتا ہے بلکہ ان کی خاص و عام میٹنگز بھی ٹیپ کرتا رہتا ہے ۔ میرے اس ساتھی نے بے پناہ ہمت کا مظاہرہ

کرتے ہوئے پرائم منسٹر کی ریسٹ واچ میں بھی ایک ایسا آلہ فٹ کرا دیا تھا جس کی وجہ سے وہ اب اور زیادہ آسانی سے پرائم منسٹر کو مانیٹر کرنا شروع ہو گیا تھا ۔پرائم منسٹر پرسنل طور پر ہیلی کاپٹر میں ساندر بن جنگل میں موجود لیبارٹری میں گیا تھا ۔اس نے نہ صرف ڈاکٹر پریم ناتھ سے ملاقات کی تھی بلکہ ڈاکٹر انور عباس کو بھی دیکھا تھا ۔ یہ تمام تر باتیں ان دونوں کے درمیان اس سپر لیبارٹری میں ہوئی تھیں جو میں نے آپ کو ابھی بتائی ہیں ۔اب آپ کا کیا ارادہ ہے عمران صاحب"... این ٹی نے تفصیل بتانے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آئے ہیں تو اب دھوم دھڑکا کر کے ہی جائیں گے ۔اور کیا ارادہ ہونا ہے میرا"... عمران نے کہا۔

" آپ جس انداز میں ساندر بن کے جنگلوں میں داخل ہوئے ہیں انہیں یقیناً آپ کی آمد کی خبر مل گئی ہو گی"... این ٹی نے کہا۔

" ہونے دو ۔اس بار میں ان سے اوپن فائٹ کرنے آیا ہوں ۔ انہوں نے ایک بار پھر شیروں کو للکارا ہے ۔اب اس کا مزہ تو انہیں چکھنا ہی ہو گا"... عمران نے کہا جبکہ اس دوران جوزف اور جوانا جیپوں سے بھاری بیگ اٹھا لائے تھے ۔ عمران کے کہنے پر انہوں نے بیگ کھول دیئے ۔ بیگوں میں ہر قسم کا اسلحہ، خشک میوے اور پانی کی بوتلیں موجود تھیں ۔ان سب نے اسلحہ اور کھانے پینے کا سامان آپس میں بانٹا اور انہیں سفری بیگوں میں ڈال کر اپنے کاندھوں پر

باندھ لیا۔

"این ٹی"... عمران نے این ٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی عمران صاحب"... این ٹی نے عمران کے قریب آ کر کہا۔

"ان جنگلوں کے بارے میں تم کیا جانتے ہو"... عمران نے پوچھا۔

"ان جنگلوں کے بارے میں، میں کچھ زیادہ نہیں جانتا۔ مگر میں اپنے ساتھ ایک ایسے شخص کو لایا ہوں جو ان جنگلوں کا کیڑا سمجھا جاتا ہے۔ ان جنگلوں میں وہ گھومتا پھرتا رہا ہے اور وہ ان جنگلوں کے چپے چپے سے واقف ہے"... این ٹی نے کہا۔

"گڈ۔ کون ہے وہ"... عمران نے تحسین آمیز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا جو وائلڈ گائیڈ کو اپنے ساتھ لے آیا تھا جس کی واقعی انہیں بے حد ضرورت تھی۔

"ٹائیگر"... این ٹی نے اپنے ایک ساتھی کو آواز دیتے ہوئے کہا جو جیپ کے پاس کھڑا تھا۔ وہ ایک نوجوان شخص تھا۔ اس کا جسم کسرتی تھا اور وہ لڑائی بھڑائی کا ماہر معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے بازوؤں اور چہرے پر پرانے زخموں کے نشان تھے جیسے وہ جنگلوں میں خونخوار درندوں سے خالی ہاتھ لڑتا رہا ہو۔

"یس باس"... اس نوجوان نے کہا اور ان کے قریب آ گیا۔

"اس کا نام تو پنٹو ہے مگر چونکہ یہ اپنے دور کا مشہور شکاری رہ چکا ہے اور یہ ان جنگلوں کو اپنا گھر سمجھتا ہے اس لئے یہ خود کو وائلڈ

ٹائیگر کہلانا زیادہ پسند کرتا ہے"... این ٹی نے اس نوجوان کا عمران سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"وائلڈ ٹائیگر۔ گڈ۔ اچھا نام ہے"... عمران نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"اس کے جسم پر زخموں کے نشان دیکھ رہے ہیں آپ"... این ٹی نے کہا۔

"ہاں۔ لگتا ہے یہ اسلحے سے زیادہ اپنے بازوؤں پر بھروسہ کرتا ہے جنگلی درندوں سے خالی ہاتھ لڑنا اس کا شوق ہے"... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میرے سامنے اگر کوئی جنگلی درندہ آ جائے تو میں اس کے ساتھ خالی ہاتھوں لڑنا پسند کرتا ہوں اور اپنے ہاتھوں سے اسے چیر پھاڑ دیتا ہوں"... وائلڈ ٹائیگر نے اپنا سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بھائی۔ تمہارا نام ہی اتنا خوفناک ہے۔ میں نام سن کر ہی ڈر رہا ہوں۔ اب تم میرے سامنے چیرنے پھاڑنے والی باتیں نہ کرو۔ میں بے حد کمزور دل کا مالک ہوں۔ ایسی ڈرا دینے والی باتیں کرو گے تو خوف سے این ٹی کے پسینے چھوٹ جائیں گے"... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف این ٹی بلکہ ٹائیگر بھی مسکرا دیا۔

"آپ فکر نہ کریں باس۔ باس این ٹی صاحب نے مجھے آپ اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔ ویسے بھی مجھے

آپ سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا۔ آپ سے ملنا اور آپ کے ساتھ مل کر کام کرنے میں، میں اپنا اعزاز سمجھوں گا"... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ این ٹی کہہ رہا تھا کہ تم ان جنگلوں کے کیڑے ہو۔ تم ان جنگلوں کے کے چپے چپے سے واقف ہو۔ پھر تم نے اپنا نام وائلڈ ٹائیگر کیوں رکھا ہے۔ تمہیں تو وائلڈ کاکروچ ہونا چاہئے تھا کاکروچ بھی تو کیڑا ہی ہوتا ہے"... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ان جنگلوں میں ٹائیگروں کی کثرت ہے اور میں نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ ٹائیگرز سے لڑائی کی ہے۔ اب تک میں ایک سو دس ٹائیگر ہلاک کر چکا ہوں اس لئے مجھے اپنا نام بے حد پسند ہے"... ٹائیگر نے کہا۔

"ایک سو دس ٹائیگر۔ ارے باپ رے۔ تم تو واقعی خطرناک آدمی ہو۔ پھر تو تم سے بچ کر رہنا پڑے گا"... عمران نے اسی انداز میں کہا تو وہ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اچھا۔ این ٹی نے تمہیں میرے بارے میں بتایا تھا تو پھر اس نے تمہیں یہ بھی بتا دیا ہو گا کہ ہم یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں"... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ مجھے معلوم ہے"... ٹائیگر نے کہا۔

"تو بتاؤ۔ ہم جلد سے جلد اور کن محفوظ راستوں سے گزر کر بیس کیمپ اور بیس کیمپ کے نیچے موجود لیبارٹری تک پہنچ سکتے ہیں"...

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ویسے تو جنگل خطرناک اور خونخوار جانوروں سے بھرا ہوا ہے مگر میں چند ایسے راستوں کے بارے میں جانتا ہوں جہاں ہمارا ٹکراؤ کسی جانور سے نہیں ہو گا اور ہم شارٹ کٹ انداز میں دو سے تین روز تک اس بیس کیمپ تک پہنچ سکتے ہیں"... وائلڈ ٹائیگر نے کہا۔

"گڈ۔ اب تم بتاؤ این ٹی۔ تم ہمارے ساتھ چلو گے"... عمران نے این ٹی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جیسا آپ کہیں"... این ٹی نے کہا۔

"ہمارا مقابلہ کافرستانی آرمی اور کیٹ ایجنسی سے ہے جو ملٹری انٹیلی جنس سے وابستہ رہ چکے ہیں۔ اگر تم ہمارے ساتھ رہو تو زیادہ بہتر ہے۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ کبھی کبھی کھوٹا سکہ بھی کام آجاتا ہے"... عمران نے کہا تو کھوٹے سکے کا سن کر این ٹی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرے لئے یہی خوشی کی بات ہے کہ آپ مجھے اپنے ساتھ رکھ رہے ہیں۔ چاہے کھوٹا سکہ سمجھ کر ہی سہی"... این ٹی نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔ اچانک عمران کے کان کھڑے ہو گئے۔ آسمان پر ایک گونج دار آواز سنائی دی تھی۔ اس آواز کو سن کر وہ سب چونک پڑے انہیں آسمان پر آگ کا ایک گولہ سا لپکتا نظر آیا۔ آگ کا گولہ تیزی سے نیچے آرہا تھا جیسے وہ عین ان کے درمیان آگرے گا۔

"ہٹ جاؤ۔ دور ہٹ کر زمین پر لیٹ جاؤ۔ جلدی کرو"... عمران نے حلق کے بل چیخ کر کہا۔ دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے

دائیں بائیں بھاگنے لگے اور پھر زمین پر گر کر زمین سے چپک گئے۔
آگ کا گولہ عین اس جگہ گرا جہاں چند لمحے قبل عمران اور اس کے
ساتھی موجود تھے۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ہر طرف سرخ رنگ
کا دھواں سا چھا گیا۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں
یکلخت آگ لگ گئی ہو۔ اس سے پہلے کہ اس کے منہ سے کوئی آواز
نکلتی اسے اپنا جسم بے جان ہوتا ہوا محسوس ہوا اور پھر اس کے ذہن
میں تاریکی پھیل گئی۔ یہی حال اس کے ساتھیوں کا ہوا تھا۔

سارہ نواب کا غصے اور پریشانی سے برا حال ہو رہا تھا۔ وہ رسیوں
سے خود کو آزاد کرانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی مگر ابھی تک
وہ اپنے مقصد میں ناکام رہی تھی۔ البتہ اس کی مسلسل کوششوں
سے ایک فائدہ ضرور ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں کی رسیاں
قدرے ڈھیلی پڑ گئی تھیں۔ اب اس نے اپنے ہاتھوں اور کلائیوں کو
دائیں بائیں موڑتے ہوئے رسیوں سے ہاتھ باہر کھینچنے کا عمل شروع
کر دیا تھا۔ ایسا کرتے ہوئے اس کی دونوں کلائیاں اور ہاتھ چھیل
رہے تھے اور کئی جگہ سے خون بھی رسنا شروع ہو گیا تھا مگر سارہ
نواب ایسی لڑکی نہیں تھی جو تھک ہار کر بیٹھ جاتی۔

سارہ نواب نے آخری سانس تک جدوجہد کرنا سیکھا تھا اور وہ
جدوجہد کر رہی تھی۔ پھر آخر کار اس کی جدوجہد رنگ لانے لگی اور اس
کی کلائیاں کافی حد تک رسیوں سے نکل آئیں۔ اب بس اسے تھوڑی

سی اور محنت کرنی تھی اور اس کے بعد اس کے دونوں ہاتھ رسیوں سے آزاد ہو جاتے ۔ وہ اپنے ہاتھ جھٹکے لگا لگا کر رسیوں سے نکال رہی تھی کہ اسے دروازے پر کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی ۔ سارہ نواب چونک پڑی ۔ اس نے فوراً دونوں ہاتھوں کو اس انداز میں سر کے نیچے رکھ لیا کہ کوئی جان نہ سکے کہ وہ کس حد تک جدوجہد کر چکی ہے ۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور یوں بن گئی جیسے وہ نیند میں ہو ۔ کیبن کا دروازہ کھلا ۔ پہلے ایک بدمعاش ٹائپ کے نوجوان نے دروازے سے سر نکال کر اندر جھانکا ۔ سارہ نواب کو بستر پر بندھی اور سوئے دیکھ کر اس نے پورا دروازہ کھول دیا ۔

" آجاؤ ۔ یہ سو رہی ہے "... نوجوان نے کسی سے کہا تو اس کے پیچھے ایک لڑکی اندر آ گئی ۔ لڑکی کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں دو پلیٹیں اور پانی سے بھرا ہوا گلاس تھا جبکہ نوجوان کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا ۔

" اگر یہ سو رہی ہے تو میں اسے کھانا کیسے کھلاؤں گی "... لڑکی نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" اس میں پریشانی کی کیا بات ہے ۔ جگا لو اسے ۔ اگر بھوک ہو گی تو کھا لے گی ورنہ اس کی مرضی "... نوجوان نے کہا ۔ سارہ نواب نیم وا آنکھوں سے مسلسل ان دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی ۔

" ٹھیک ہے ۔ اسے پکڑو ۔ میں اسے جگاتی ہوں "... لڑکی نے ٹرے نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔ نوجوان نے مشین پسٹل

اپنی کمر سے بندھی ہوئی بیلٹ کے ہولسٹر میں ڈالا اور اس کے ہاتھ سے ٹرے لے لی ۔ لڑکی آگے بڑھ کر سارہ نواب کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی ۔

" اے لڑکی اٹھو ۔ کھانا نہیں کھانا کیا "... لڑکی نے سارہ نواب سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا لیکن سارہ نواب نے آنکھیں نہ کھولیں تو لڑکی اس کا کاندھا پکڑ کر اسے ہلانے لگی ۔

" اٹھو ۔ تم اٹھ کیوں نہیں رہی "... لڑکی نے کہا تو سارہ نواب نے کسمساتے ہوئے آنکھیں کھول دیں ۔ پھر جیسے وہ ان دونوں کو دیکھ کر بری طرح سے چونک پڑی ۔

" تم ۔ تم کون ہو "... سارہ نواب نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا ۔

" ہمیں راڈل نے بھیجا ہے ۔ تمہیں کھانا کھلانے کے لئے "... لڑکی نے کہا ۔

" کھانا ۔ کہاں ہے کھانا "... سارہ نواب نے کہا ۔

" کرسٹ ۔ ٹرے مجھے دو "... لڑکی نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے آگے بڑھ کر ٹرے اسے تھما دی ۔

" خود کھاؤ گی یا میں تمہیں کھلاؤں "... لڑکی نے سارہ نواب کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا ۔

" خبردار سوئیٹی ۔ کھانا تم اسے کھلاؤ گی ۔ باس نے کہا تھا کہ یہ خطرناک لڑکی ہے ۔ اگر اس کے ہاتھ کھول دیئے تو یہ ہمارے لئے

خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اس لئے اس کے ہاتھ کھولنے کی کوشش مت کرنا"... کرسٹ نے سوئیٹی کو خبردار کرتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل نکال لیا۔

"اوہ ۔ہاں ۔میں بھول گئی تھی"... سوئیٹی نے جلدی سے کہا۔

"ہونہہ ۔تمہارا باس خواہ مخواہ مجھ سے خوفزدہ ہو رہا ہے ۔بھلا مجھ جیسی لڑکی کسی کے لئے کیا خطرناک ہو سکتی ہے اور پھر تمہارے ساتھ گن بردار بھی ہے"... سارہ نواب نے کہا۔

"کچھ بھی ہو ۔کھانا میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں گی"... سوئیٹی نے کہا۔

"میرے ہاتھ ابھی سلامت ہیں اور مجھے دوسروں کے ہاتھوں سے کھانے کا کوئی شوق نہیں ہے"... سارہ نواب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے کھانا ہے یا نہیں"... سوئیٹی نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"کھاؤں گی تو صرف اپنے ہاتھوں سے ورنہ نہیں"... سارہ نواب نے کہا۔

"مت کھاؤ ۔مجھے کیا ۔میں باس سے جا کر کہہ دیتی ہوں"... سوئیٹی نے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہونہہ ۔بزدل کہیں کی ۔ایک لڑکی ہو کر ایک لڑکی سے ڈرتی ہے جس کے ہاتھ پاؤں بھی بندھے ہوئے ہوں"... سارہ نواب نے

منہ بناتے ہوئے کہا تو سوئیٹی بری طرح سے چونک پڑی۔

"کیا کہا تم نے ۔میں بزدل ہوں ۔میں تم سے ڈرتی ہوں"... سوئیٹی نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"بزدل ہی ہو تو میرے ہاتھ کھولنے سے گھبرا رہی ہو"... سارہ نواب نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ۔میرا نام سوئیٹی ہے ۔ایکریمیا میں سوئیٹی کا نام سن کر بڑے بڑوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں ۔پھر میرے سامنے تمہاری کیا اوقات ہے"... سوئیٹی نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لگتا تو نہیں ۔بہرحال تم کہتی ہو تو میں مان لیتی ہوں"... سارہ نواب نے طنزیہ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ۔تم"... سوئیٹی اس کے طنز پر غرا کر رہ گئی۔

"بس کرو سوئیٹی ۔کیوں بلاوجہ اس سے الجھ رہی ہو ۔اس نے کھانا نہیں کھانا تو نہ کھائے ۔تم چلو ۔چل کر باس کو بتا دیتے ہیں"... کرسٹ نے سوئیٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم چپ رہو ۔اس نے مجھے بزدل کہا ہے ۔یہ سمجھ رہی ہے میں سچ مچ اس سے ڈرتی ہوں ۔میں اس کے ہاتھ کھول رہی ہوں ۔دیکھتی ہوں یہ میرا کیا بگاڑ لیتی ہے"... سوئیٹی نے غصیلے لہجے میں کہا ۔اس نے ٹرے پلنگ کی سائیڈ پر رکھا اور اٹھ کر پلنگ کے سرہانے آ گئی۔

"یہ تم کیا کر رہی ہو سوئیٹی"... کرسٹ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ ۔ اگر تم اس بندریا سے ڈرتے ہو تو باہر چلے جاؤ ۔ میں اکیلی ہی اس سے نپٹ لوں گی"... سوئیٹی نے الٹا اس پر غصے نکالتے ہوئے کہا تو کرسٹ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ سارہ نواب نے سر کے نیچے سے ہاتھ نکال لئے تھے ۔ سوئیٹی اس کے ہاتھوں کو کھولنے لگی ۔

"ہونہہ ۔ تم نے تو پہلے ہی اپنے دونوں ہاتھ زخمی کر رکھے ہیں"... سوئیٹی نے کہا ۔

"تو کیا ہوا ۔ کیا زخمی ہاتھوں سے کھانا نہیں کھایا جا سکتا"... سارہ نواب نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی کہ اس نے سوئیٹی کو نفسیاتی داؤ میں لا کر آسانی سے اس سے اپنے ہاتھ کھلوا لئے ہیں جسے کھولنے کی وہ کب سے کوشش کر رہی تھی ۔ سوئیٹی اس پر جھکی تیزی سے اس کے ہاتھ کھول رہی تھی ۔ جیسے ہی سوئیٹی نے اس کے ہاتھ کھولے اور سارہ نواب کے ہاتھ رسیوں سے آزاد ہوئے اس نے خود پر جھکی ہوئی سوئیٹی کی گردن میں ہاتھ ڈال دیئے ۔ اس سے پہلے کہ سوئیٹی اور کرسٹ کچھ سمجھتے سارہ نواب نے ایک زور دار جھٹکا دیا تو سوئیٹی ہوا میں اٹھ کر اس کے اوپر سے ہوتی ہوئی اس کے جسم پر آ گری ۔ جیسے ہی سوئیٹی سارہ نواب کے جسم پر گری سارہ نواب نے اپنے جسم کو موڑ کر ایک طرف کیا اور سوئیٹی کو اپنے قریب بستر پر گرا دیا اور اس نے ہاتھ گھما کر سوئیٹی کی گردن میں شکنجہ کس لیا ۔ سوئیٹی کے منہ سے بے اختیار بھنچی بھنچی آواز نکل گئی تھی ۔ یہ

سب کچھ اس قدر اچانک اور تیزی سے ہوا تھا کہ سوئیٹی اور کرسٹ کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا تھا ۔ اس سے پہلے کہ کرسٹ کچھ کہتا سوئیٹی سارہ نواب کے شکنجے میں کسی تڑپ رہی تھی ۔ اس کے پلنگ پر گرنے کی وجہ سے پلنگ کے کنارے پر رکھی ٹرے الٹ کر گر پڑی تھی ۔

"یہ ۔ یہ تم کیا کر رہی ہو ۔ چھوڑو ۔ چھوڑو سوئیٹی کو ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا"... کرسٹ نے جیسے ہوش میں آتے ہوئے کہا اس کا رنگ یکلخت متغیر ہو گیا تھا ۔

"سوئیٹی کی گردن میرے شکنجے میں ہے ۔ میں اس کی نرم و نازک گردن ایک جھٹکے میں توڑ سکتی ہوں ۔ اگر اس کی زندگی چاہتے ہو تو گن نیچے رکھ دو اور خود پیچھے ہٹ جاؤ"... سارہ نواب نے سوئیٹی کی گردن پر بازو کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا تو سوئیٹی اس بری طرح تڑپنے لگی جیسے حقیقتاً اس کی گردن ٹوٹنے والی ہو ۔

"نہیں ۔ نہیں ۔ تم ایسا نہیں کر سکتی ۔ تم ۔ تم"... کرسٹ نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔ سارہ نواب نے سوئیٹی کو اپنے قریب اس طرح سے ڈال رکھا تھا کہ اگر کرسٹ فائرنگ بھی کرتا تو اس کی گولیوں کا نشانہ سوئیٹی ہی بنتی ۔ سوئیٹی اس کے لئے کوئی اہم مقام رکھتی تھی کیونکہ سارہ نواب نے کرسٹ کے چہرے پر بے پناہ خوف اور پریشانی کے تاثرات صاف دیکھ لئے تھے ۔

"باتوں میں وقت ضائع مت کرو کرسٹ ۔ سوئیٹی کا سانس گھٹ

رہا ہے ۔ اگر یہ ہلاک ہو گئی تو اس کے ذمہ دار تم ہو گے ۔ صرف تم"... سارہ نواب نے غراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ سویٹی کو مت مارنا ۔ اگر سویٹی مر گئی تو باس مجھے کبھی زندہ نہیں چھوڑے گا"... کرسٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تو پھر میں جو کہہ رہی ہوں وہ کرو ۔ گن نیچے رکھو اور پانچ قدم پیچھے ہٹ جاؤ ۔ جلدی"... سارہ نواب نے کہا تو کرسٹ حیرت و پریشانی اور خوف بھری نظروں سے سویٹی کو دیکھنے لگا جو واقعی جانکنی کے عالم میں تڑپ رہی تھی ۔ کرسٹ کے چہرے پر تذبذب کے تاثرات تھے جیسے اسے کچھ سمجھ نہ آ رہا ہو کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے ۔ لیکن جب اس نے سویٹی کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں سنیں تو وہ اور زیادہ گھبرا گیا ۔ اس نے فوراً پسٹل نیچے رکھ دیا اور کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا ۔ یہ دیکھ کر سارہ نواب نے سویٹی کی گردن سے بازو کی گرفت قدرے ڈھیلی کر دی ۔ اس اثناء میں سویٹی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں یوں پھیل گئی تھیں جیسے ابھی ابل کر باہر آ گریں گی ۔ وہ ناک اور منہ سے گہرے گہرے سانس لینے لگی ۔ سارہ نواب نے اپنے جسم کو اٹھایا تو سویٹی اس کے ساتھ اٹھتی چلی گئی۔

" میرے پاؤں کھولو ۔ جلدی ۔ جلدی کرو"... سارہ نواب نے سویٹی سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

" مم ۔ میں ۔ میں"... سویٹی نے خرخراتی ہوئی آواز میں کہا۔

" بکری کی طرح ممنانا بعد میں پہلے میرے پاؤں کھولو ورنہ میں تمہاری گردن توڑ دوں گی"... سارہ نواب نے ایک بار پھر سویٹی کی گردن میں دباؤ ڈالتے ہوئے کہا ۔ گردن پر دباؤ بڑھتے ہی سویٹی کے ہاتھ مشینی انداز میں اٹھے اور وہ ہاتھ بڑھا کر سارہ نواب کے پیر کھولنے لگی ۔ اس کے ہاتھ اپنے پیروں تک پہنچانے کے لئے سارہ نواب کو خود بھی آگے کو جھکنا پڑا تھا مگر اس کے باوجود اس کی نظریں کرسٹ پر جمی ہوئی تھیں جو شاید اس موقع کا انتظار کر رہا تھا کہ جیسے ہی اس کا دھیان دوسری طرف ہو وہ زمین سے مشین پسٹل اٹھا کر اس پر یکلخت فائرنگ کر دے گا۔

سویٹی نے باری باری سارہ نواب کے دونوں پاؤں کھول دیئے تھے جیسے ہی سارہ نواب کے پاؤں آزاد ہوئے سارہ نواب نے سویٹی کو پکڑے ہوئے ایک خاص انداز میں گھمایا اور تیزی سے پلنگ سے اتر کر کھڑی ہو گئی اور پھر اس نے اچانک سویٹی کو پوری قوت سے کرسٹ کی طرف دھکا دے دیا ۔ سویٹی اچھلی اور پھر جیسے وہ بھاگتی ہوئی کرسٹ سے جا ٹکرائی ۔ کرسٹ نے اس کی ٹکر سے خود کو بچانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا ۔ جیسے ہی سویٹی اس سے ٹکرائی وہ دونوں ایک دوسرے کو لئے ہوئے گر گئے ۔ سارہ نواب کے لئے اتنا ہی موقع کافی تھا ۔ وہ کرسٹ کے مشین پسٹل پر کسی بھوکے عقاب کی جھپٹی تھی ۔ دوسرے لمحے مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا

مشین پسٹل کے آگے سائیلنسر فٹ تھا۔ جب کرسٹ اور سویٹی اٹھے تو سارہ نواب مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کر چکی تھی۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل دیکھ کر ان دونوں کے رنگ فق ہو گئے تھے۔

" دیکھا۔ میں نے کہا تھا ناں کہ اسے مت کھولنا یہ خطرناک لڑکی ہے"... کرسٹ نے سویٹی سے کہا۔ اسی لمحے سارہ نواب نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ مشین پسٹل سے یکے بعد دو گولیاں نکل کر کرسٹ کی کھوپڑی میں پڑیں اور کرسٹ کی کھوپڑی کے پرخچے اڑ گئے۔ اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی تھی۔ وہ خون اگلتا ہوا دھماکے سے گر پڑا۔ اپنے ساتھی کو اس طرح سے ہلاک ہوتے دیکھ کر سویٹی جیسے بت بن کر رہ گئی تھی۔

" اگر تمہارے منہ سے کوئی آواز نکلی تو تمہارا بھی یہی حشر ہو گا"... سارہ نواب نے غراتے ہوئے کہا تو سویٹی نے خوفزدہ ہو کر فوراً منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

" اس طرف آؤ اور پلنگ پر بیٹھ جاؤ"... سارہ نواب نے کہا تو سویٹی مشینی انداز میں حرکت میں آئی اور سارہ نواب ایک طرف ہٹ گئی۔ سویٹی اس سے کچھ فاصلے سے گزر کر پلنگ کے پاس آ گئی جس پر سارہ نواب کو باندھا گیا تھا۔

" بیٹھ جاؤ"... سارہ نواب نے سرد لہجے میں کہا تو سویٹی جلدی سے پلنگ پر بیٹھ گئی۔ سارہ نواب کا یہ خوفناک روپ دیکھ کر اس کی ساری اکڑ فوں نکل گئی تھی اب وہ ایک ایسی ڈری ہوئی لڑکی دکھائی

دے رہی تھی جس کے سامنے واقعی جیسے کوئی خونخوار شیرنی موجود ہو سارہ نواب کیبن کے دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے احتیاط سے دروازہ کھول کر باہر دیکھا باہر ایک طویل راہداری تھی مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ سارہ نواب نے مطمئن ہو کر دروازہ بند کیا اور دوبارہ سویٹی کی طرف متوجہ ہو گئی جو بدستور اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

" ہاں سویٹی۔ تم تو خود کو بے حد طاقتور سمجھ رہی تھی۔ کہاں گئی تمہاری اکڑ"... سارہ نواب نے اس کے قریب آ کر کہا۔

" تم۔ تم یہاں سے فرار نہیں ہو سکو گی"... سویٹی نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" بکو مت۔ میں تم سے جو پوچھوں مجھے اس کا صحیح صحیح جواب دینا ورنہ میں کرسٹ کی طرح تمہاری کھوپڑی بھی اڑا دوں گی۔ سمجھی تم"... سارہ نواب نے غرا کر کہا اور مشین پسٹل سویٹی کے سر سے لگا دیا۔

" نن۔ نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارنا۔ تم جو پوچھوں گی میں سچ سچ بتا دوں گی"... سویٹی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" راڈل کہاں ہے"... سارہ نواب نے پوچھا۔

" وہ۔ وہ اوپر ڈیک پر ہے"... سویٹی نے کہا۔

" راڈل اپنے ساتھ ایجنسی کے کتنے افراد لایا تھا"... سارہ نواب نے پوچھا۔

" مجھ سمیت آٹھ افراد"... سویٹی نے کہا۔

"کیا وہ سب اسی شپ میں ہیں"... سارہ نواب نے کہا۔

"ہاں"... سویٹی نے سر ہلا کر کہا۔

"کیا وہ سب مسلح ہیں"... سارہ نواب نے کہا۔

"ہاں"... سویٹی نے جواب دیا۔

"تم اور راڈل کے دوسرے ساتھی کہاں تھے اور تم سب پاکیشیا میں کب آئے تھے"... سارہ نواب نے پوچھا۔

"جب تم اور راڈل پاکیشیا آئے تھے ہم اس کے دو روز بعد پاکیشیا پہنچے تھے۔ راڈل نے ہمارا ہوٹل مالا بار میں رہنے کا انتظام کیا تھا۔ وہ ہمیں وہیں آکر ملتا تھا"... سویٹی نے کہا۔

"کیا تمہارا تعلق بھی راڈل ایجنسی سے ہے"... سارہ نواب نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں راڈل کی گرل فرینڈ ہوں"... سویٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ راڈل ایکریمیا کا نہیں بلکہ گریٹ لینڈ کا وفادار ہے"... سارہ نواب نے اسی طرف غور سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو سویٹی بے اختیار چونک پڑی۔

"تت۔ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا"... اس نے ہکلا کر کہا جس سے سارہ نواب پر واضح ہو گیا کہ سویٹی اس راز سے باخبر ہے۔

"مجھے خود راڈل نے بتایا تھا"... سارہ نواب نے کہا۔

"اوہ۔ مگر اس نے اپنا یہ راز تم پر کیوں اوپن کر دیا۔ یہ راز تو

صرف راڈل اور میں جانتی ہوں"... سویٹی نے حیرت سے کہا۔

"خیر چھوڑو۔ یہ بتاؤ کیا یہ واقعی گریٹ لینڈ کا شپ ہے"... سارہ نواب نے سر جھٹک کر کہا۔

"ہاں۔ ہمیں فوری طور پر چونکہ پاکیشیائی طیارہ چھوڑنا تھا اس لئے ہم اس شپ میں آگئے تھے"... سویٹی نے کہا۔

"کیا شپ گریٹ لینڈ جا رہا ہے"... سارہ نواب نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ ایشیا کے ملک آگوریا جا رہا ہے"... سویٹی نے جواب دیا تو سارہ نواب چونک پڑی۔

"آگوریا۔ کافرستان کا ہمسایہ ملک"... سارہ نواب نے کہا۔

"ہاں۔ یہ مال بردار جہاز ہے۔ یہ گریٹ لینڈ سے خام مال لے کر آگوریا جا رہا تھا۔ آگوریا میں سامان پہنچا کر یہ واپس گریٹ لینڈ چلا جائے گا"... سویٹی نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے"... سارہ نواب نے کہا۔

"اچھا۔ یہ بتاؤ۔ راڈل جس سائنس دان اور اس کی ایجاد لایا ہے وہ کہاں ہے"... سارہ نواب نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتی"... سویٹی نے ہوئے کہا۔

"دیکھو سویٹی۔ تم شرافت سے میرے سوالوں کے جواب دے رہی ہو اس لئے میں تمہارا لحاظ کر رہی ہوں۔ اگر تم نے اڑنے یا مجھے کچھ غلط بتانے کی کوشش کی تو میں تمہیں سچ مچ ہلاک کر دوں گی"... سارہ نواب نے اسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔ وہ راڈل نے انہیں جہاز کے کپتان سے کہہ کر کسی خفیہ جگہ بند کر دیا ہے"... سوئی نے کہا۔

"کیا تم اس خفیہ جگہ کے بارے میں جانتی ہو"... سارہ نواب نے کہا۔

"نن ۔ نہیں ۔ میں سچ کہہ رہی ہوں ۔ میں نہیں جانتی"... سوئی نے کہا ۔ سارہ نواب نے اس کا چہرہ دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ واقعی سچ کہہ رہی ہے۔

"اچھا یہ بتاؤ ۔ طیارے میں راڈل اور اس کے ساتھیوں کے پاس اسلحہ کہاں سے آگیا"... سارہ نواب نے کہا۔

"انہوں نے چارٹرڈ طیارے کے ایمرجنسی سٹور میں موجود سارا اسلحہ نکال لیا تھا"... سوئی نے کہا۔

"راڈل کے باقی ساتھی کہاں ہیں"... سارہ نواب نے پوچھا۔

"وہ کیبنوں میں ہیں ۔ کپتان نے انہیں دو کیبن دیئے تھے جن میں وہ چار چار کے گروپ میں رہ رہے ہیں ۔ جن میں سے ایک کو تم ہلاک کر چکی ہو"... سوئی نے کرسٹ کی لاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"شپ آگوریا کب تک پہنچ جائے گا"... سارہ نواب نے کہا۔

"ابھی دو روز لگیں گے ۔ دو کلومیٹر کے فاصلے پر ساندر بن کے جنگلات ہیں ۔ شپ ان جنگلات کے قریب سے گزرتا ہوا جائے گا اور دو روز بعد آگوریا پہنچ جائے گا"... سوئی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ تم میرے ساتھ چلو اور مجھے بتاؤ کہ تمہارے ساتھی کن کیبنوں میں ہیں ۔ میں مشین پسٹل اپنی جیب میں رکھ رہی ہوں ۔ مگر تم بدستور میرے نشانے پر رہو گی تمہاری ذرا سی غلط حرکت تمہاری موت کا باعث بن سکتی ہے"... سارہ نواب نے کہا۔

"اگر راڈل نے تمہیں میرے ساتھ دیکھ لیا تو وہ تمہارے ساتھ مجھے بھی ہلاک کرنے سے دریغ نہیں کرے گا"... سوئی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اس کی تم فکر مت کرو ۔ میں اسے خود ہی سنبھال لوں گی"... سارہ نواب نے کہا۔

"دیکھ لو ۔ وہ بہت خطرناک انسان ہے"... سوئی نے کہا۔

"خطرناک تو تم بھی ۔ اب تم بھی تو بھیگی بلی بنی بیٹھی ہو"... سارہ نواب نے مسکرا کر کہا تو سوئی نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"اٹھو اور چلو"... سارہ نواب نے کہا تو سوئی ناچار اٹھ کر کھڑی ہو گئی"... سارہ نواب نے مشین پسٹل جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا جو اس نے پہلے سے پہن رکھی تھی۔

"آگے چلو"... سارہ نواب نے کہا تو سوئی سر ہلا کر آگے بڑھ گئی۔

"دروازہ کھول کر دیکھو باہر کوئی ہے تو نہیں"... سارہ نواب نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا ۔ سوئی نے دروازہ کھول کر دروازے سے سر نکال کر باہر دیکھا۔

"کوئی نہیں ہے"... اس نے کہا۔

"نکلو باہر"... سارہ نواب نے کہا تو سوئی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی ۔ سارہ نواب نے بھی احتیاطاً باہر دیکھا لیکن راہداری بدستور خالی تھی ۔ راہداری کے دائیں بائیں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کیبن تھے جن کے دروازے بند تھے۔

"راڈل کے ساتھی انہی کیبنوں میں کہیں ہیں"... سارہ نواب نے سوئی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں ۔ وہ راہداری کے سرے پر آخری دونوں کیبنوں میں ہیں"... سوئی نے کہا۔

"اوہ ۔ راڈل کا کیبن کون سا ہے"... سارہ نواب نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"دائیں طرف کیبن نمبر تیرہ"... سوئی نے کہا ۔ ہر کیبن کے دروازے پر ایک نمبر آویزاں تھا ۔ وہ اس وقت دسویں کیبن کے قریب سے گزر رہے تھے۔

"ٹھیک ہے ۔ پہلے اس طرف چلو"... سارہ نواب نے کہا۔

"اوہ ۔ مگر"... سوئی نے کہا۔

"جو کہہ رہی ہوں وہ کرو ۔ سمجھیں"... سارہ نے سرد لہجے میں کہا تو سوئی نے سر ہلایا اور آگے بڑھ کر سترہ نمبر کیبن کے پاس رک گئی۔

"دستک دو"... سارہ نواب نے کہا۔

"وہ اندر نہیں ہے"... سوئی نے کہا۔

"چیک تو کرو ۔ ہو سکتا ہے اب تک وہ آ گیا ہو"... سارہ نواب

نے کہا تو سوئی کیبن کے دروازے پر دستک دینے لگی مگر اندر سے کوئی جواب نہ آیا تو اس نے سارہ نواب کے کہنے پر دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھل گیا ۔ دروازے کو شاید لاک نہیں لگایا گیا تھا۔

"اندر چلو"... سارہ نواب نے کہا تو سوئی کیبن میں داخل ہو گئی اس کے پیچھے سارہ نواب بھی اندر چلی گئی ۔ یہ کیبن اس کیبن سے کافی بڑا تھا جس میں سارہ نواب کو رکھا گیا تھا ۔ کمرے میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی ۔ سوئی جیسے ہی آگے بڑھی سارہ نواب نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے مشین پسٹل کا دستہ اس کے سر کے عقبی حصے پر مار دیا ۔ سوئی دھان پان سی لڑکی تھی ۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ ایک ہی ضرب سے بے ہوش ہو کر گرتی چلی گئی ۔ سارہ نواب نے اس کے نبض چیک کر کے پہلے یہ اطمینان کیا کہ اسے دو تین گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آئے گا پھر اس نے سوئی کے بازو پکڑے اور اسے گھسیٹتی ہوئی سائیڈ کی دیوار کے پاس پڑے پلنگ کے پاس لے آئی اور پھر اس نے اسے اس پلنگ کے نیچے دھکیل دیا ۔ سوئی کو پلنگ کے نیچے ڈال کر وہ ہاتھ جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی ۔ اس نے کیبن کا دروازہ اندر آتے ہی بند کر دیا تھا۔

چند لمحے وہ سوچتی رہی پھر اس نے راڈل کے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی ۔ کیبن میں راڈل کا ایک چرمی بیگ اور ایک بریف کیس پڑا تھا ۔ اس نے چرمی بیگ کھولا اس میں چند جوڑے کپڑے اور جوتوں کے سوا کچھ نہیں تھا ۔ پھر اس نے بریف کیس کو اٹھا کر

پلنگ کر رکھا اور اسے کھولنے کی کوشش کرنے لگی مگر بریف کیس لاک تھا۔ اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس سے وہ بریف کیس کے لاک کھول سکتی۔ اس نے سوچا کہ وہ مشین پسٹل سے فائر کر کے بریف کیس کے لاک توڑ دے۔ مشین پسٹل پر سائیلنسر لگا ہوا تھا جس سے دھماکوں کی آوازیں بھی نہیں آ سکتی تھیں۔

اس نے ابھی یہ سوچا ہی تھا کہ اچانک اسے باہر سے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ قدموں کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے جلدی سے بریف کیس کو پلنگ کی سائیڈ پر رکھا اور کیبن کے دروازے کے پاس آ کر فوراً کیبن کی دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ دل میں دعا مانگ رہی تھی کہ آنے والا راڈل ہی ہو۔ وہ جیسے ہی اندر آئے گا وہ اسے چھاپ لے گی۔ قدموں کی آواز اس دروازے کے پاس آ کر رک گئی اور پھر جیسے ہی ہینڈل گھوما سارہ نواب کے اعصاب تن گئے۔ وہ جو کوئی بھی تھا اس کیبن میں آ رہا تھا۔

پرائم منسٹر کی ٹرانسمیٹر کال سنتے ہی مادام کیٹ کی آنکھوں میں موجود چمک کئی گنا بڑھ گئی تھی۔ پرائم منسٹر نے اسے بتایا تھا کہ آگورین طیارے میں سے سات افراد کو ساندر بن کے جنگلوں میں پیراشوٹوں کے ذریعے اترتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ گو ان افراد کے بارے میں پرائم منسٹر کے پاس کوئی انفارمیشن نہیں تھی لیکن اس نے مادام کیٹ کو اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد بھی ہو سکتے ہیں۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سن کر مادام کیٹ کے اعصاب تن گئے تھے۔ وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہی تھی کہ وہ لوگ واقعی وہی ہوں جن سے پرائم منسٹر نے انہیں پاکیشیا میں ہر حال میں بچ کر رہنے کا حکم دیا تھا اور پھر جب اس نے پرائم منسٹر کے پاس جا کر ان کی ہلاکت کا پرسنل مشن حاصل کرنے کی کوشش کی تھی تو پرائم منسٹر نے نہ صرف

اسے جھاڑ دیا تھا بلکہ اسے اس کی ایجنسی کے ساتھ ساندر بن کے ان جنگلات میں بھیج دیا تھا۔

وہ شہروں کا کھلا ماحول پسند کرتی تھی جہاں اس کے مطلب اور معیار کا کام ہوتا تھا۔ غیر ملکی مجرموں کی تلاش کے ساتھ ساتھ اسے جوئے کے اڈوں، کلبوں اور ایسی جگہوں پر جا کر قتل و غارت کا بے حد شوق تھا جہاں مافیا اور غیر قانونی دھندے عروج پر ہوتے تھے۔ اسلحے سے زیادہ وہ جسمانی فائٹ کو ترجیح دیتی تھی۔ اس کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی تھی کہ وہ مجرموں اور دشمنوں کی گردنیں اپنے ہاتھوں سے توڑے یا پھر ان کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اپنے قدموں میں ڈال لے یہی وجہ تھی کہ وہ مجرموں اور بدمعاشوں کے گینگز میں خونخوار قاتلہ سمجھی جاتی تھی اور جہاں میجر ساریہ کا نام لیا جاتا وہاں چند لمحوں کے لئے ہی سہی مگر گہرا سکوت چھا جاتا تھا۔

مادام کیٹ نے ملٹری انٹیلی جنس میں رہ کر فائٹس کی ہر طرح کی ٹریننگ لی تھی۔ وہ جوڈو کراٹے، جوجسٹو، کنگفو اور مارشل آرٹ جیسی فائٹ میں بے پناہ مہارت حاصل کر چکی تھی۔ جب پرائم منسٹر نے اسے پاکیشیا مشن پر روانہ کیا تھا تو اس نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ہر طرح سے بریف کر دیا تھا۔ خاص طور پر پرائم منسٹر نے عمران کے بارے میں اسے بہت کچھ بتایا تھا۔ پرائم منسٹر نے مادام کیٹ کو یہ تک بتا دیا تھا کہ آج تک دنیا کے نامی گرامی اور بڑے بڑے فائٹر بھی عمران کا مقابلہ نہیں کر پائے

تھے جس کی وجہ سے عمران کو کنگ فائٹر بھی کہا جاتا تھا۔

مادام کیٹ کو اس بات کا غصہ تھا کہ پرائم منسٹر عمران کو کنگ فائٹر کا خطاب دے رہے تھے جبکہ فائٹ کی دنیا میں وہ خود کو کوئین سمجھتی تھی۔ وہ بھلا یہ کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ اس سے بڑھ کر پرائم منسٹر فائٹنگ میں کسی کی تعریف کرے۔ اس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر اس کا اور عمران کا کبھی ٹکراؤ ہوا تو وہ اس سے خالی ہاتھوں لڑے گی اور اسے چند ہی لمحوں میں بے دست و پا کر کے اپنے قدموں میں ڈال لے گی اور پھر وہ اس کی گردن توڑ کر اس کی لاش لا کر پرائم منسٹر کے قدموں میں ڈال دے گی تاکہ پرائم منسٹر کو یقین دلا سکے کہ اس سے بڑھ کر فائٹ کی دنیا میں نہ کوئی طاقتور ہے اور نہ ہو سکتا ہے مگر پرائم منسٹر کے انکار نے اس کے ارمانوں پر جیسے اوس ڈال دی تھی اور وہ اس کے حکم سے اپنی ایجنسی سمیت ساندر بن کے جنگلوں میں آ گئی تھی۔

جنگل کا ماحول اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ اسے یوں لگتا تھا جیسے پرائم منسٹر نے اسے اور اس کی ایجنسی کو کالے پانی کی سزا دے دی ہو اور وہ ان جنگلوں میں آ کر جنگل کی قیدی بن گئی ہو۔ اس کی کرنل گوپال سے دوستی ہو گئی تھی۔ وہ اس کا دل بہلانے کے لئے نہ صرف اسے بیس کیمپ کی سیر کراتا رہتا تھا بلکہ جیپ میں بٹھا کر جنگلوں میں دور تک نکل جاتا تھا اور پھر کرنل گوپال دور مار رائفل سے خود بھی شکار کھیلتا اور اسے بھی شکار کھیلنے کو کہتا مگر مادام کیٹ

کو ان جنگلی جانوروں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی ۔ اسے انسانی خون بہانے کی لت پڑ گئی تھی۔

اب جبکہ پرائم منسٹر نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ چھاتہ برداروں میں عمران اور اس کے ساتھی ہو سکتے ہیں تو مادام کیٹ کے جسم میں جیسے سرمستی کی لہریں سی سرایت کر گئی تھیں ۔ جوش سے اس کا چہرہ تمتما اٹھا تھا ۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اگر چھاتہ بردار واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہوئے تو وہ ان جنگلوں میں ان کا شکار ضرور کھیلے گی ۔ ان سب کو وہ اسلحے کی بجائے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرے گی اور پھر ان کی لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پرائم منسٹر کے پاس لے جا کر اس پر ثابت کر دے گی کہ عمران اور اس کے ساتھی اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔

کرنل گوپال سے اجازت لے کر اس نے اپنے ساتھ اپنے بیس ساتھی لئے اور چار جیپیں لے کر اس طرف نکل گئی جس طرف چھاتہ بردار اترے تھے ۔ اس کا چونکہ ہر قسم کی سچوئیشن سے واسطہ پڑ سکتا تھا اس لئے وہ اپنے ساتھ ہر قسم کا اسلحہ لے آئی تھی ۔ چاروں جیپوں میں پانچ پانچ مسلح افراد سوار تھے ۔ سب سے اگلی جیپ میں مادام کیٹ اور اس کا نمبر ٹو کبیر تھا جو کہ جیپ ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ مادام کیٹ سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور پچھلی طرف تین مسلح افراد بیٹھے تھے ۔

" مادام ۔ آپ کا کیا خیال ہے ۔ وہ چھاتہ بردار کون ہو سکتے ہیں "... مادام کیٹ کے نمبر ٹو کبیر نے جیپ ڈرائیو کرتے ہوئے کہا ۔ مادام

کیٹ نے انہیں صرف اتنا بتایا تھا کہ شمال مشرق کے کنارے کچھ چھاتہ برداروں کو اترتے دیکھا گیا ہے جن کی سرکوبی کے لئے انہیں فوراً وہاں پہنچنا ہے ۔ ان کی جیپیں دونوں اطراف اونچی اونچی جھاڑیوں کے درمیان بنے ہوئے راستے پر دوڑ رہی تھیں۔

چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے انہوں نے جیپوں کی ہیوی لائٹس آن کر رکھی تھیں جس کی وجہ سے ارد گرد کا ماحول جگمگا رہا تھا ۔ جنگلی جانوروں اور درندوں پر نظر رکھنے کے لئے پچھلی سیٹوں پر موجود مسلح افراد چوکنے بیٹھے تھے ۔ ان کی نظریں جھاڑیوں پر جمی ہوئی تھیں اور انہوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنوں کے ٹریگروں پر انگلیاں جما رکھی تھیں تاکہ اگر ان کے سامنے اچانک کوئی درندہ آ جائے تو وہ وقت ضائع کئے بغیر ان پر فائرنگ کر سکیں۔

" وہ جو کوئی بھی ہیں ہمیں بہرحال انہیں زندہ گرفتار کرنا ہے "... مادام کیٹ نے کہا۔

" زندہ ۔ مگر مادام "... کبیر نے کچھ کہنا چاہا۔

" احمق ۔ اگر ہم نے انہیں ہلاک کر دیا تو ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ وہ کون تھے "... مادام کیٹ نے کہا۔

" آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مادام ۔ لیکن وہ ہمارے مقابلے پر آ گئے تو پھر "... کبیر نے کہا۔

" وہ ہمارے مقابلے پر نہیں آئیں گے "... مادام کیٹ نے کہا۔

" اوہ ۔ لگتا ہے آپ ان کا خاص انتظام کر کے آئی ہیں "... کبیر نے

کہا۔

" سمجھ دار ہو "... مادام کیٹ نے مسکرا کر کہا۔

" آپ کی صحبت کا اثر ہے مادام "... کبیر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو مادام کیٹ کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

" راجن "... مادام کیٹ نے پیچھے موجود ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس مادام "... راجن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" مجھے بیگ سے ریکی برائر میٹر نکال کر دو "... مادام کیٹ نے کہا۔

" یس مادام "... راجن نے کہا اور اس نے جیب میں پڑا ہوا ایک بڑا سا بیگ کھولنا شروع کر دیا۔ بیگ کھول کر اس نے ایک عجیب ساخت کا بڑا سا میٹر نما آلہ نکال کر مادام کیٹ کو دے دیا۔ میٹر پر بٹنوں اور ڈائلوں کے ساتھ آٹھ انچ کی سکرین بھی نصب تھی۔ یہ سکرین گول تھی۔ بالکل کسی راڈار رسیور سکرین جیسی۔ مادام کیٹ نے اس کے چند بٹن پریس کئے تو اچانک سکرین آن ہو گئی۔ سکرین کا رنگ گرین تھا۔ اس سکرین پر باقاعدہ چھوٹے چھوٹے دائرے سے بنے ہوئے تھے اور درمیان میں ایک سرخ رنگ کی روشنی کی لکیر تھی جو کلاک وائز گھوم رہی تھی۔

مادام کیٹ نے مزید چند بٹن پریس کئے اور پھر وہ مختلف ڈائلوں کو ایڈجسٹ کرنے لگی۔ ان میں سے ایک ڈائل کے نیچے رینج سلیکشن لکھا ہوا تھا۔ مادام کیٹ نے ڈائل کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا

تو گرین سکرین پر سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے نقطے جگمگانے لگے۔ پھر مادام کیٹ رینج سلیکشن ڈائل کو آہستہ آہستہ گھمانے لگی۔ سرخ رنگ کے نقطے متحرک نظر آ رہے تھے۔ گھڑی کی سوئی کی طرح گھومتی ہوئی روشنی کی لکیر ان سرخ نقطوں کو فنیش آؤٹ نہیں کر رہی تھی۔

" مادام۔ یہ ریڈ ڈاٹس۔ یہ کیا ہے "... کبیر نے مادام کیٹ کے ہاتھ میں موجود ریکی برائر میٹر کی سکرین کو دیکھ کر کہا۔

" یہ جنگلی جانور ہیں۔ میں نے برائر میٹر کو شمالاً جنوباً ایڈجسٹ کیا ہے۔ اس کی ریز پھیل رہی ہے جس کی وجہ سے سکرین پر ہمیں متحرک جانور دکھائی دے رہے ہیں۔ برائر ریز صرف جانداروں کا احاطہ کرتی ہیں۔ اس کی رینج دس کلومیٹر تک آسانی سے مارک کر سکتی ہے۔ اگر وہ لوگ اس طرف ہوئے اور برائر ریز کی رینج میں آ گئے تو ہمیں اس میٹر سے نہ صرف ان کی لوکیشن معلوم ہو جائے گی بلکہ ان کی صحیح تعداد کا بھی بخوبی علم ہو جائے گا "... مادام کیٹ نے کہا۔

" میں نے برائر میٹر کے بارے میں سنا تو بہت تھا مگر اسے پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ ریڈ ڈاٹس تو جنگلی جانوروں کو شو کر رہے ہیں۔ برائر ریز سے انسانوں کے بارے میں کیسے پتہ چل سکتا ہے "... کبیر نے کہا۔

" سکرین پر ان کے بھی ریڈ ڈاٹس نمایاں ہوں گے مگر ریڈ لائن فوراً انہیں فنیش کرنا شروع کر دے گی۔ یہ میٹر بالکل راڈار سکرین کی طرح سے کام کرتا ہے "... مادام کیٹ نے کہا تو کبیر نے اثبات

میں سر ہلا دیا۔

" راجن ۔ تم آر ایس میزائل تیار رکھو ۔ اس کی ہمیں ضرورت پڑے گی"... مادام کیٹ نے راجن سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس مادام "... راجن نے کہا اور دوبارہ بیگ کی طرف متوجہ ہو گیا اور بیگ سے میزائل لانچر کے پارٹس نکال کر انہیں جوڑنے لگا۔

" آر ایس میزائل ۔ اوہ ۔ تو کیا آپ ان پر ریڈ سٹرائیک میزائل فائر کریں گی"... کبیر نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ کیوں "... مادام کیٹ نے پوچھا۔

" اس گیس کے اثر کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو جائیں گے ۔ اگر وہ ہم سے دور ہوئے اور ہمیں ان تک پہنچنے میں دیر ہو گئی اور اس دوران کوئی درندہ وہاں پہنچ گیا تو"... کبیر نے کہا۔

" آر ایس گیس کا اثر کم از کم تین گھنٹوں تک رہتا ہے ۔ یہ گیس چونکہ بھاری ہوتی ہے اس لئے اس کے اثرات فوراً زائل نہیں ہوتے وہ بے ہوشی کی حالت میں وہیں پڑے بھی رہے تو کوئی فکر نہیں ۔ جب تک گیس کے اثرات وہاں موجود رہیں گے کوئی درندہ تو کیا زمین پر رینگنے والے حشرات الارض بھی ان کے قریب جانے کی کوشش نہیں کریں گے"... مادام کیٹ نے کہا۔

" اوہ ۔ پھر ٹھیک ہے "... کبیر نے کہا ۔ اچانک سکرین پر روشنی کی گھومتی ہوئی سوئی ایک جگہ رک کر فلیش کرنے لگی۔

" تیرہ افراد ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ پرائم منسٹر نے تو کہا تھا کہ

راڈر پر سات افراد کو پیراشوٹس سے جنگل میں اترتے دیکھا گیا ہے ۔ پھر سات کی جگہ برائر میٹر پر تیرہ افراد کیوں مارک ہو رہے ہیں"... مادام کیٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہو سکتا ہے چھ افراد پہلے سے جنگل میں موجود ہوں ۔ انہی کے کاشن پر وہ جنگل کے مخصوص حصے میں اترے ہوں"... کبیر نے کہا۔

" ہاں ۔ یہ ممکن ہے ۔ اس کا مطلب ہے وہ جو کوئی بھی ہیں یہاں ان کے ہمدرد بھی موجود ہیں"... مادام کیٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" معلوم تو یہی ہوتا ہے"... کبیر نے کہا۔

" راجن "... مادام کیٹ نے راجن سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس مادام "... راجن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" آر ایس میزائل تیار ہے "... مادام کیٹ نے کہا۔

" یس مادام ۔ تیار ہے ۔ آپ اس کی رینج بتائیں ۔ میں اسے فائر کر دیتا ہوں"... راجن نے کہا۔

" وہ لوگ یہاں سے سات کلومیٹر دور نارتھ ایسٹ نائنٹی ڈگری کی رینج میں ہیں ۔ لانچر کو سیون کے ایم پر ایڈجسٹ کرو اور اسے ون ایٹی اینگل پر رکھ کر فائر کر دو"... مادام کیٹ نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس مادام "... راجن نے کہا اور وہ میزائل پر رینج اور اینگل ایڈجسٹ کرنے لگا۔

Mahmood Nadeem
Publishing Unit - 14-10-2013

"تم جیپ روک دو کبیر"... مادام نے کبیر سے کہا تو کبیر نے جیپ روک دی ۔ راجن نے میزائل لانچر اٹھا کر کاندھے پر رکھا اور اس نے جیپ کے راڈ کا سہارا لیتے ہوئے لانچر اوپر اٹھا لیا۔

"فائر"... مادام کیٹ نے کہا تو راجن نے لانچر کا بٹن پش کر دیا۔ زور دار گونج کی آواز کے ساتھ لانچر سے آگ کا ایک گولہ سا نکلا اور عمودی انداز میں فضا میں بلند ہوتا چلا گیا ۔ میزائل فائر کرتے ہی راجن کو ایک زور دار جھٹکا لگا تھا اگر اس نے جیپ کے سیفٹی راڈ کا سہارا نہ لیا ہوتا تو وہ یقیناً زور دار جھٹکا کھا کر جیپ سے باہر جا گرتا۔

میزائل درختوں کے جھنڈ میں جا کر غائب ہو گیا تھا ۔ مادام کیٹ کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر ایک چھوٹا سا میزائل عمودی انداز میں آگے بڑھتا نظر آ رہا تھا ۔ پھر وہ میزائل عین اس جگہ گرتے نظر آیا جہاں برائر میٹر تیرہ افراد کو فلیش کر رہا تھا ۔ میزائل کے پھٹنے کی سکرین پر چمک سی ابھری اور معدوم ہو گئی ۔ اس کے ساتھ ہی برائر میٹر پر ان تیرہ افراد کی فلیشنگ ختم ہو گئی۔

"وہ مارا ۔ وہ سب آر ایس میزائل کا شکار ہو گئے ہیں"... مادام کیٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس مادام"... کبیر نے کہا۔

"چلو ۔ جلدی چلو ۔ ہمیں جلد سے جلد ان کے پاس پہنچنا ہے"... مادام کیٹ نے کہا تو کبیر نے اثبات میں سر ہلا کر جیپ ایک بار پھر آگے بڑھا دی ۔ خم دار راستوں اور درختوں کے جھنڈوں سے گزرنے

کے بعد وہ تقریباً دو گھنٹوں میں اس جگہ پہنچ گئے جہاں مادام کیٹ نے تیرہ افراد کو مارک کر کے انہیں آر ایس میزائل کا نشانہ بنایا تھا ۔ ان کے سامنے گھنی اور اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں جن کی دوسری طرف وہ جیپوں کو نہیں لے جا سکتے تھے اس لئے انہوں نے جیپیں وہیں روک دیں۔

"مادام ۔ اس سے آگے جیپیں نہیں جا سکیں گی ۔ اگر آپ کہیں تو میں دوسری طرف سے چلوں لیکن اس کے لئے ہمیں لمبا چکر کاٹ کر دوسری طرف جانا پڑے گا۔ کبیر نے مادام کیٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ۔ وہ ان جھاڑیوں کی دوسری طرف موجود ہیں ۔ تم جیپیں یہیں رہنے دو ۔ ہم پیدل آگے جائیں گے"... مادام کیٹ نے کہا تو کبیر نے اثبات میں سر ہلا کر جیپ کا انجن بند کر دیا ۔ مادام کیٹ نے برائر میٹر ایک طرف رکھا اور اچھل کر جیپ سے باہر آ گئی ۔ کبیر نے مخصوص اشارہ کیا تو بیس کے بیس افراد جیپوں سے اتر آئے ۔ جو افراد جیپ ڈرائیو کر رہے تھے انہوں نے بھی جیپوں کے پچھلے حصے سے مشین گنیں اٹھا لی تھیں ۔ آر ایس گیس کے اثرات چونکہ دیر تک برقرار رہتے تھے اس لئے انہوں نے احتیاط کے طور پر گیس ماسک منہ پر چڑھا لئے ۔

"آئیں مادام"... کبیر نے کہا اور وہ ان قد آدم جھاڑیوں کی طرف بڑھ گیا جن کی دوسری طرف عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے ۔

کبیر اور اس کے چند ساتھیوں نے جھاڑیوں کو دائیں بائیں ہٹا کر راستہ بنایا تو مادام کیٹ آگے بڑھ آئی ۔ کبیر اور اس کے ساتھی جھاڑیاں ہٹاتے جا رہے تھے اور وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے ۔ جھاڑیوں سے نکل کر وہ جیسے ہی دوسری طرف آئے یکلخت ٹھٹھک کر رک گئے جس جگہ ان کے خیال میں تیرہ بے ہوش افراد کو ہونا چاہئے تھا وہ جگہ بالکل خالی تھی ۔ وہاں ایک شخص بھی موجود نہ تھا۔

" اوہ ۔ یہ سب کہاں غائب ہو گئے "... مادام کیٹ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا مگر وہ سب یوں غائب ہو گئے تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ ۔

" میں دیکھتا ہوں مادام "... کبیر نے کہا اور اس نے چند ساتھیوں کو اشارہ کیا اور آگے بڑھ گیا اور ارد گرد کا جائزہ لینے لگا ۔ انہوں نے ہیوی ٹارچیں آن کر لی تھیں جن کی روشنی وہ درختوں پر بھی ڈال رہے تھے ۔

" مادام ۔ یہاں قدموں کے نشانات کے ساتھ تین جیپوں کے ٹائروں کے نشان بھی موجود ہیں ۔ تینوں جیپیں شمال کی طرف گئی ہیں "... کبیر نے واپس آ کر مادام کیٹ کو بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اس کا مطلب ہے آر ایس گیس کے باوجود انہیں وقت سے پہلے ہوش آ گیا ہے اور وہ یہاں سے نکل گئے ۔ مگر انہیں خود بخود ہوش کیسے آ سکتا ہے "... مادام کیٹ نے پریشانی اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" مادام ۔ یہ اوپن ایریا ہے جس کی وجہ سے آر ایس گیس کے اثرات ان پر سے جلد ختم ہو گئے تھے ۔ گیس کا اثر ختم ہوتے ہی انہیں ہوش آ گیا ہو گا اور وہ یہاں سے نکل گئے ہوں گے "... کبیر نے جواب دیا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے ۔ جاؤ جلدی جاؤ ۔ جیپ سے برائر میٹر لے آؤ ۔ جاؤ ۔ جاؤ "... مادام کیٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

" یس مادام ۔ میں لاتا ہوں " کبیر نے کہا اور تیزی سے اس طرف بھاگ پڑا جس طرف ان کی جیپیں موجود تھیں لیکن ابھی وہ کچھ آگے گیا ہو گا کہ اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا ۔ کبیر کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ زمین سے یکلخت کئی فٹ اونچا اچھل پڑا ۔ پھر وہ دھب سے منہ کے بل زمین پر گرا اور بری طرح سے تڑپنے لگا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ساکت ہو گیا ۔ اس کی کمر تیزی کے ساتھ خون سے سرخ ہوتی جا رہی تھی ۔ دھماکے کی آوازیں سن کر نہ صرف مادام کیٹ بلکہ اس کے ساتھی بھی اچھل پڑے تھے اور پھر مادام کیٹ نے جو کبیر کو چیختے اور زمین پر گر کر تڑپتے ہوئے دیکھا تو اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

عمران کو ہوش آیا تو وہ اس جگہ موجود تھا جہاں وہ این ٹی کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ اس کے ساتھی این ٹی، وائلڈ ٹائیگر اور دوسرے چار افراد جو این ٹی کے ساتھ آئے تھے وہ بھی گرے پڑے تھے۔ عمران چند لمحے ان کی جانب خالی خالی نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا وہ بے اختیار چونک پڑا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کے اور اس کے تمام ساتھیوں کے جسموں پر سرخ سرخ ذرات موجود تھے جیسے کسی نے ان سب پر سرخ رنگ کا پاؤڈر چھڑک دیا ہو۔ ایسا ہی سرخ پاؤڈر ہر طرف زمین پر بکھرا دکھائی دے رہا تھا۔

"آر ایس میزائل۔ اوہ۔ تو ہم پر آر ایس میزائل فائر کیا گیا تھا"... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور جلدی جلدی اپنے جسم پر موجود پاؤڈر کو جھاڑنے لگا۔

اسے یاد آگیا تھا کہ وہ این ٹی اور وائلڈ ٹائیگر سے باتیں کر رہا تھا

تو انہوں نے گونج دار آواز کے ساتھ آسمان سے آگ کا ایک شعلہ سا گرتے دیکھا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو دور ہٹنے کا کہا تھا جس پر وہ سب کائی کی طرح چھٹ گئے تھے مگر شعلہ عین ان کے قریب گرا اور دھماکے سے پھٹ گیا تھا جس سے نہ صرف عمران بلکہ اس کے تمام ساتھی بے ہوش ہو گئے تھے۔ عمران نے ریسٹ واچ پر وقت دیکھا۔ وہ تقریباً بیس منٹ بے ہوش رہا تھا۔ یہ اس کی قوت ارادی اور اس کی ذہنی مشقوں کا کمال تھا کہ اسے اس قدر زود اثر گیس کے باوجود بھی جلد ہوش آگیا تھا جس کے اثرات دیر تک برقرار رہتے تھے۔

عمران اٹھ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ وہ اس بات کا اندازہ لگا رہا تھا کہ جنہوں نے ان پر آر ایس میزائل فائر کیا تھا وہ اب تک یہاں پہنچے کیوں نہیں۔ پھر اچانک عمران کی نظر برگد کے ایک درخت پر پڑی تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔

"اوہ۔ تو انہوں نے ہمیں ریکٹی برائر میٹر سے چیک کیا تھا"... عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے ایک بیگ کی طرف جھپٹا۔ اس نے بیگ سے منرل واٹر کی ایک بڑی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن کھولنے لگا۔ سب سے پہلے اس نے این ٹی کے چہرے پر پانی پھینکا۔ چند ہی لمحوں میں این ٹی کو ہوش آگیا۔ پہلے تو وہ خالی خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر شعور جاگتے ہی وہ بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا تھا عمران صاحب۔ یہ سب"... این ٹی

نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو آگے بڑھ کر اب وائلڈ ٹائیگر کے چہرے پر پانی گرا رہا تھا۔ وائلڈ ٹائیگر نے بھی چند لمحوں میں آنکھیں کھول دیں۔ اس کا حال بھی این ٹی سے مختلف نہ ہوا تھا۔

" ان سب کے چہروں پر پانی ڈال کر انہیں ہوش میں لاؤ۔ پھر بات کرتے ہیں"... عمران نے کہا تو این ٹی اور وائلڈ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور انہوں نے بھی اپنے بیگوں سے پانی کی بوتلیں نکال لیں اور پھر وہ سب کو ہوش میں لانے میں مصروف ہو گئے۔ عمران نے ایک بیگ سے ایک چھوٹا سا انٹینا اور اس کا راڈ نکالا اور جلدی جلدی اسے راڈ میں فکس کرنے لگا۔ راڈ کافی لمبا تھا۔ اس پر انٹینا فکس کر کے عمران نے بیگ سے دو تاریں نکال کر انٹینے میں لگائیں اور پھر اس نے بیگ سے ایک چوکور ڈبہ سا نکال لیا۔ ڈبے پر دو بلب، ان کے بٹن اور دو ڈائل لگے ہوئے تھے۔ عمران نے تاریں اس ڈبے میں جوڑیں اور پھر اس نے بیگ سے ایک ہیڈ فون نکال لیا ہیڈ فون کی تاریں اس چوکور ڈبے میں لگا کر اس نے ہیڈ فون کانوں پر چڑھا لئے۔ اس اثناء میں ان سب کو ہوش آ چکا تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھی عمران کے قریب آ گئے تھے۔

" یہ کیا ہوا تھا اور تم کیا کر رہے ہو"... جولیا نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے راڈ اٹھا کر چوکور ڈبے کے چند بٹن پریس کئے تو ڈبے کے بلب جل اٹھے اور اس کے ڈائل تھرکنے لگے۔ عمران نے تار

کھینچی اور راڈ اٹھا کر انٹینا اونچا کر لیا۔ اسے کام کرتے دیکھ کر جولیا اور اس کے سبھی ساتھی خاموش ہو گئے تھے۔

عمران انٹینا کو چاروں طرف گھما رہا تھا۔ پھر اچانک اس نے ایک جگہ ہاتھ روک لیا۔ وہ ہیڈ فون سے کچھ سنتا رہا اور پھر مڑ کر ڈبے پر موجود ڈائلوں کو دیکھنے لگا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے راڈ اور انٹینا نیچے رکھتے ہوئے ہیڈ فون کانوں سے اتار دیئے۔

"آخر یہ تم کر کیا رہے ہو"... جولیا نے کہا۔

" این ٹی۔ یہ سب اٹھاؤ اور تم سب تیار ہو جاؤ۔ چار جیپیں اس طرف آ رہی ہیں جن میں لامحالہ دشمنوں کی تعداد زیادہ ہو گی۔ ہمیں ان میں سے کسی کو بچ کر نہیں جانے دینا"... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"مگر"... جولیا نے کچھ کہنا چاہا۔

" میں نے تمہیں بتایا تھا ناں کہ میں یہاں چھپ کر نہیں آیا۔ جس بلندی سے ہم نے ان جنگلوں میں چھلانگیں لگائی تھیں راڈار پر ہمیں چیک کر لیا جانا یقینی امر تھا۔ میں خود بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ ہمیں چیک کر لیں۔ انہوں نے ایک بار پھر ہمیں للکارنے کی کوشش کی ہے اور میں اس بار ان کی للکار کا بھرپور جواب دینا چاہتا ہوں۔ اس لئے اس مشن پر میں نے کوئی پلاننگ نہیں کی۔ اس بار میں یہاں بلاسٹڈ مشن لے کر آیا ہوں۔ سانڈر بن کے بیس کیمپ سے ہمیں چیک کر لیا گیا ہے اور انہوں نے ہمارے استقبال کے لئے

باقاعدہ فورس بھیج دی ہے ۔ اس فورس کے پاس برائر میٹر ہے جسے ریکٹی برائر میٹر یا آر بی میٹر کہا جاتا ہے۔

اس میٹر سے بے رنگ شعاعیں نکلتی ہیں جنہیں مخصوص علاقے میں دور تک پھیلایا جا سکتا ہے ۔ ان شعاعوں کی رینج میں آنے والے جاندار آر بی میٹر کی سکرین پر فلیش ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور اس میٹر سے نہ صرف انسانوں کی تعداد بلکہ ان کی صحیح لوکیشن کا بھی آسانی سے پتہ لگایا جا سکتا ہے ۔ بہرحال انہوں نے ہمیں آر بی میٹر سے چیک کیا اور پھر ہم پر آر ایس میزائل فائر کر دیا تاکہ ہم طویل عرصے کے لئے بے ہوش ہو جائیں ۔ وہ ہمیں ہلاک بھی کر سکتے تھے مگر ان کے لئے ابھی یہ جاننا بے حد ضروری تھا کہ ہم کون ہیں اور وہ یہی جاننے کے لئے ہمیں زندہ رکھیں گے۔

برائر میٹر کی ریز کا کسی طور پتہ نہیں چلتا البتہ برگد کے درخت کے پتوں سے اس بات کا پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ کوئی ہمیں ریکٹی برائر میٹر سے چیک کر رہا ہے ۔ برگد کا درخت وہ واحد درخت ہے جس کے پتے برائر ریز کی وجہ سے بنفشی ہو جاتے ہیں اور ان میں ہلکی ہلکی چمک ابھر آتی ہے ۔ انہوں نے آر ایس میزائل سے ہمیں بے ہوش کر دیا تھا جس کے اثرات دیر پا رہتے ہیں ۔ یہ جو تم ہر طرف سرخ رنگ کا پاؤڈر بکھرا دیکھ رہے ہو یہ آر ایس کے ذرات ہیں جو کسی کو ہوش میں نہیں آنے دیتے اور نہ ہی کسی رینگنے والے کیڑے کو آگے بڑھنے دیتے ہیں ۔ میں اپنی قوت ارادی کی وجہ سے ہوش میں آ

گیا تھا ۔ اس کے بعد میں نے تمہارے چہروں پر پانی ڈال کر تمہیں ہوش دلایا ہے کیونکہ آر ایس کا توڑ صرف پانی ہی ہے ۔ بہرحال میں نے وائس سرچ مشین سے چیک کیا ہے ۔ وہ سب شمال کی طرف سے ہماری طرف بڑھ رہے ہیں ۔ چار جیپوں میں کتنے مسلح افراد ہوں گے میں یہ تو نہیں جانتا البتہ وائس سرچ مشین سے یہ ضرور معلوم ہوا ہے کہ وہ ابھی ہم سے تقریباً چھ کلو میٹر دور ہیں اور انہیں یہاں پہنچنے میں خاصا وقت لگے گا ۔ تب تک ہم یہاں ان کی گھات لگا کر بیٹھیں گے"... عمران نے انہیں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ۔ ہماری سرکوبی کے لئے بیس کیمپ سے آرمی آ رہی ہے"... جولیا نے پوچھا۔

"نہیں ۔ یہاں کیٹ ایجنسی کی مادام کیٹ بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ موجود ہے ۔ ہمارے بارے میں جاننے کی جستجو اسے زیادہ ہو گی اس لئے اس طرف وہی آئے گی"... عمران نے کہا۔

"کیا تمہارا ان سب کو ہلاک کرنے کا ارادہ ہے"... جولیا نے پوچھا۔

"نہیں ۔ ان سب کا اچار ڈالوں گا اور پھر ہم سب مل بانٹ کر کھائیں گے"... عمران نے اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کچھ اور سوچ رہے ہیں"... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا ۔ تمہارے خیال میں یہ کیا سوچ رہا ہے"... جولیا نے پوچھا۔

"عمران صاحب ۔ مادام کیٹ کو یا تو لیبارٹری تک پہنچنے کے لئے چارہ بنانا چاہتے ہیں یا پھر"... کیپٹن شکیل نے کہا تو دوسرے ممبران کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

"یا پھر کیا"... جولیا نے پوچھا۔

"یا پھر عمران صاحب مادام کیٹ کی جگہ آپ کو مادام کیٹ بنا کر بیس کیمپ بھیجنا چاہتے ہیں"... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"ارے باپ رے ۔ یہ تو اڑتے پروں کی چڑیا ۔ مم ۔ میرا مطلب ہے اڑتے کووں کے پر گن لیتا ہے"... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ ویسے وہ کیپٹن شکیل کی جانب تحسین آمیز نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے واقعی کیپٹن شکیل نے اس کے دل کی بات جان لی ہو۔

"اس کا مطلب ہے کیپٹن شکیل کا اندازہ درست ہے"... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ میں واقعی ایسا ہی سوچ رہا ہوں ۔ مگر ایک مسئلہ بھی تو ہے"... عمران نے کہا۔

"کیسا مسئلہ"... جولیا نے چونک کر کہا۔

"مادام کیٹ اگر موٹی بھدی یا بہت ہی زیادہ بدصورت ہوئی تو"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ تمہارا مطلب ہے مادام کیٹ کا قد کاٹھ مجھ جیسا نہ ہوا تو"... جولیا نے کہا۔

"ہاں ۔ پھر تو واقعی مشکل ہو جائے گی"... صفدر نے کہا۔

"عمران صاحب ۔ ہم یہاں کھڑے باتیں کر رہے ہیں ۔ اگر انہوں نے ہم پر پھر کوئی میزائل داغ دیا تو پھ ۔ این ٹی نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ تم ایک کام کرو ۔ ان جیپوں کو یہاں سے ہٹا دو بلکہ جیپوں سے ایسے نشان بنا دو کہ انہیں یہی معلوم ہو کہ ہم ہوش میں آنے کے بعد آگے بڑھ گئے ہیں"... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں جیپیں کافی آگے چھوڑ آتا ہوں"... این ٹی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ این ٹی نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ جیپوں کی طرف بڑھ گئے ۔ انہوں نے جیپیں سٹارٹ کیں اور سامنے کی طرف لے گئے۔

"اب ہمیں کیا کرنا ہے"... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"انتظار"... عمران نے کہا۔

"انتظار ۔ آخر کب تک ۔ جب تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس طرف موجود ہیں تو یہاں بیٹھ کر وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ ۔ ہم اس طرف آگے بڑھتے ہیں جہاں سے کیٹ ایجنسی کے لوگ آ رہے ہیں"... تنویر نے کہا۔

"نہیں ۔ آگے گھنا جنگل ہے ۔ جنگل میں انہیں گھیرنا مشکل ہو جائے گا ۔ یہ کھلی جگہ ہے ۔ ہم سائیڈ میں موجود درختوں کے پیچھے ہو جائیں گے ۔ وہ اس جگہ آئیں گے تو آسانی سے ہمارے گھیرے میں آ جائیں گے"... عمران نے کہا۔

Waqar Azeem Pakistani Point -14-11-2015

عمران صاحب ۔ اگر وہ شمال کی طرف سے آ رہے ہیں تو پھر وہ ان گھنی جھاڑوں کی طرف سے آئیں گے ۔ ان گھنی جھاڑیوں میں سے انہیں جیپیں گزارنا مشکل ہو جائے گا"۔ وائلڈ ٹائیگر نے کہا جو عمران کے پاس رک گیا تھا۔

ہاں ۔ وہ جیپیں جھاڑیوں کی دوسری طرف روکیں گے اور خود پیدل یہاں آئیں گے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس جگہ ہم انہیں آسانی کے ساتھ گھیرے میں لے سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

آپ کا کیا ارادہ ہے ۔ کیا آپ انہیں بے ہوش کریں گے صفدر نے کہا جو ابھی تک خاموش بیٹھا تھا۔

بے ہوش ۔ نہیں کیوں"۔ عمران نے کہا۔

آپ مس جولیا کو مادام کیٹ کی جگہ لانا چاہتے ہیں ۔ اس طرح ہم بھی ان کے ساتھیوں کا روپ دھار لیں گے ۔ اس طرح ہمیں آسانی سے ان کے بیس کیمپ میں گھسنے کا موقع مل جائے گا ۔ اگر ہم انہیں بے ہوش کریں گے تو ان کے لباس بھی ہمارے کام آ جائیں گے ورنہ خون سے ان کے لباس خراب ہو گئے تو پھر"۔ صفدر نے کہا۔

خاصے سمجھ دار ہو گئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بھی مسکرا دیا ۔ اسی لمحے این ٹی اور اس کے دو ساتھی انہیں واپس آتے دکھائی دیئے جو جیپیں لے گئے تھے۔

ہم نے جیپیں کافی آگے لے جا کر جھاڑیوں کے درمیان چھپا دی

ہیں ۔ اگر وہ لوگ اس طرف سے آئے تب بھی انہیں جیپیں نظر نہیں آئیں گی"۔ این ٹی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران صاحب"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

جی کیپٹن صاحب"۔ عمران نے اسی کے لہجے میں کہا تو ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

آپ نے بتایا ہے کہ ان کے پاس ارلی میٹر ہے مگر آرلی میٹر سے انہیں معلوم نہیں ہو گیا ہو گا کہ ہم ہوش میں آ چکے ہیں کیپٹن شکیل نے کہا۔

نہیں ۔ آر ایس میزائل فائر کر کے وہ مطمئن ہو گئے ہوں گے اس لئے انہوں نے آرلی میٹر آف کر دیا ہو گا ۔ برگد کا درخت نارمل ہے ۔ اگر آرلی میٹر آن ہوتا تو اس کے پتے بنفشی ہوتے اور ان میں چمک ہوتی"۔ عمران نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

اب ان کے یہاں پہنچنے میں کتنا وقت باقی ہے"۔ وائلڈ ٹائیگر نے کہا۔

زیادہ سے زیادہ دس منٹ"۔ عمران نے کہا۔

اوہ ۔ پھر تو ہمیں فوراً پوزیشن سنبھال لینی چاہئے"۔ این ٹی نے کہا۔

ہاں ۔ کچھ درخت پر چڑھ جاؤ اور کچھ درختوں کی آڑ میں چلے جاؤ ۔ اور این ٹی اور وائلڈ ٹائیگر جھاڑیوں کی دوسری طرف چلے جاؤ ۔ وہ اپنی جیپیں اس طرف چھوڑ کر آئیں گے ۔ اگر وہاں کوئی جیپوں کی حفاظت

Mahfooz Nadeem Pakistan Qum -14-11-2011

کو رک گیا تو اس کو سنبھالنا تمہارا کام ہو گا ۔ باقی ہم سب سنبھال لیں گے" عمران نے کہا تو این ٹی اور وائلڈ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور اپنا اسلحہ لے کر جھاڑیوں کی دوسری طرف چلے گئے جبکہ عمران کے ساتھی درختوں کی طرف بڑھ گئے ۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ دائیں طرف موجود ایک اونچے اور گھنے درخت پر چڑھ گیا ۔ پھر پندرہ منٹ بعد انہیں جیپوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر انہیں کافی فاصلے پر درختوں کے درمیان چار جیپیں آتی دکھائی دیں جن کی ہیڈ لائٹس آن تھیں ۔ کچھ دیر بعد جیپیں واقعی جھاڑیوں کی دوسری طرف رک گئیں ۔

" ہوشیار ۔ وہ آ رہے ہیں"... عمران نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا ۔ چند لمحے گزر گئے پھر جھاڑیاں ہلیں اور جھاڑیوں میں سے ایک نوجوان لڑکی اور بیس مسلح افراد منہ پر گیس ماسک لگائے اس طرف آتے دکھائی دیئے ۔ اندھیرے میں وہ سب اندھیرے کا جزو معلوم ہو رہے تھے مگر عمران اور اس کے ساتھی چونکہ کافی دیر سے اندھیرے میں تھے اس لئے ان کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں ۔ اس کے علاوہ انہوں نے جھاڑیوں کی دوسری طرف جیپوں کی ہیڈ لائٹس آف نہیں کی تھیں جس کی وجہ سے وہاں تیز روشنی تو نہیں تھی مگر اتنی روشنی ضرور تھی کہ وہ ان سب کو دیکھ سکتے تھے ۔ پھر وہ سب خالی جگہ دیکھ کر ٹھٹھک گئے ۔

" اوہ ۔ یہ سب کہاں غائب ہو گئے" اچانک انہیں لڑکی کی تیز

اور حیرت بھری آواز سنائی دی ۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی ۔

" میں دیکھتا ہوں مادام"... ایک لمبے قد کے نوجوان نے کہا اور وہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھ آیا ۔ انہوں نے ہاتھوں میں موجود ہیوی ٹارچیں روشن کیں اور ان کی روشنی میں ارد گرد کا جائزہ لینے لگے ۔ ٹارچوں کی روشنی انہوں نے درختوں پر بھی ڈالی تھی مگر وہ سب گھنے درختوں میں بے حس و حرکت موجود تھے جس کی وجہ سے وہ انہیں نہیں دیکھ پائے تھے ۔ لمبے قد والا نوجوان ادھر ادھر درختوں کے پیچھے جھانکتا رہا پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا نوجوان لڑکی کی طرف واپس چلا گیا جسے اس نے مادام کہا تھا ۔

" مادام ۔ یہاں قدموں کے نشانات کے ساتھ تین جیپوں کے ٹائروں کے نشان بھی موجود ہیں ۔ تینوں جیپیں شمال کی طرف گئی ہیں"... اس نے مادام کو بتاتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔ اس کا مطلب ہے آر ایس گیس کے باوجود انہیں وقت سے پہلے ہوش آ گیا تھا اور وہ یہاں سے نکل گئے ۔ مگر انہیں خود بخود ہوش کیسے آ سکتا ہے"... مادام نے پریشانی اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" مادام ۔ یہ اوپن ایریا ہے جس کی وجہ سے آر ایس گیس کے اثرات ان پر سے جلد ختم ہو گئے ہوں گے ۔ گیس کا اثر ختم ہوتے ہی انہیں ہوش آ گیا ہو گا اور وہ یہاں سے نکل گئے ہوں گے"... نوجوان

نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے ۔ جاؤ جلدی جاؤ ۔ جیپ سے برائر میٹر لے آؤ ۔ جاؤ ۔ جاؤ"... مادام نے چیختے ہوئے کہا۔

" یس مادام ۔ میں لاتا ہوں"... لمبے قد والے نوجوان نے کہا اور تیزی سے جھاڑیوں کی طرف بھاگ پڑا جس کی دوسری طرف ان کی جیپیں موجود تھیں ۔ جیسے ہی وہ جھاڑیوں کی طرف بڑھا عمران نے اپنے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا ۔ فضا ایک زور دار دھماکے اور ایک انسانی چیخ سے گونج اٹھی ۔ عمران نے لمبے قد کے نوجوان پر فائر کیا تھا جو چیختا ہوا اچھل کر زمین پر گرا تھا اور بری طرح سے تڑپتا ہوا ساکت ہو گیا تھا ۔ فائر کی آواز اور اپنے ایک ساتھی کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر نہ صرف مادام بلکہ اس کے تمام ساتھی بھی بے اختیار اچھل پڑے تھے۔

" خبردار ۔ تم سب ہمارے گھیرے میں ہو ۔ اگر تم میں سے کسی نے کوئی غلط حرکت کی تو تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا ۔ اگر تم اپنی زندگیاں چاہتے ہو تو اپنا اسلحہ گرا دو"... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو اس کی آواز سن کر مادام کیٹ بری طرح سے اچھل پڑی۔

" کون ہو تم"... مادام کیٹ نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" وہی جس کو تم نے آر ایس میزائل سے شکار کرنے کی کوشش کی تھی"... عمران نے کہا ۔ وہ اس انداز میں بول رہا تھا کہ مادام کیٹ

اور اس کے ساتھیوں کو اندازہ ہی نہیں ہو رہا تھا کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔

" کیا تم علی عمران ہو"... مادام کیٹ نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ اس کے لہجے میں گھبراہٹ اور پریشانی کا معمولی سا بھی عنصر نہیں تھا ۔ شاید اس نے حیرت انگیز طور پر خود کو سنبھال لیا تھا۔

" کیوں ۔ عمران سے تم نے کوئی قرض وصول کرنا ہے"... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" بکو مت ۔ بتاؤ تم کون ہو"... مادام کیٹ نے غراتے ہوئے کہا۔

" تمہارا بھانجا"... عمران نے کہا۔

" بھانجا ۔ کیا مطلب"... مادام کیٹ نے چونک کر کہا۔

" تم مادام کیٹ ہو اور میں مسٹر لائن ۔ سنا ہے بلی شیر کی خالہ ہوتی ہے تو اس لحاظ میں تمہارا بھانجا ہی ہوا ناں"... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

" ہونہہ ۔ تمہارے احمق پن سے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم عمران ہی ہو"... مادام کیٹ نے کہا۔

" اگر میں کہوں کہ میں واقعی عمران ہوں تو تم کیا کرو گی"... عمران نے پوچھا۔

" میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ درگور کر دوں گی"...

مادام کیٹ نے کہا۔

" ہمیں زندہ در گور کرنے کے لئے تمہارے ساتھیوں کے ہاتھوں میں کھدالیں ہونی چاہئیں جبکہ ان کے پاس مشین گنیں ہیں ۔ ان سے کہو کہ گنیں پھینک کر یہ بھاگ کر جائیں اور کھدالیں لے آئیں" عمران نے کہا۔

" ہونہہ ۔ اگر تم عمران ہو تو میرے سامنے آؤ ۔ میں نے تو تمہاری بہت تعریفیں سنی ہیں ۔ مگر تم نے جس طرح میرے ساتھی کی پیٹھ پر وار کیا ہے اس سے تو نہیں لگتا کہ تم بہادر اور دلیر ہو" مادام کیٹ نے کہا۔

" میں تمہارے سامنے آؤں گا مگر پہلے اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ اپنا اپنا اسلحہ گرا دیں ۔ مجھے مشین گنوں سے بے حد ڈر لگتا ہے ۔ اگر یہ چل جائیں تو اچھا بھلا انسان ٹائیں ٹائیں فش ہو جاتا ہے" عمران نے کہا۔

" تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ خود کو اپنے ساتھیوں سمیت میرے حوالے کر دو" مادام کیٹ نے کہا۔

" میرے ساتھی پتہ نہیں کیوں خاموش ہیں ۔ شاید انہیں تمہارے ساتھیوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں اچھی لگ رہی ہیں" عمران نے تیز آواز میں کہا تو اس کے ساتھیوں کی سمجھ میں جیسے عمران کی بات آ گئی ۔ دوسرے لمحے مختلف درختوں سے فائرنگ ہوئی اور مادام کیٹ کے ساتھیوں کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکلتی

چلی گئیں ۔ مادام کیٹ اور اس کے ساتھی مشین گنیں ہاتھوں سے نکلتے دیکھ کر بوکھلا گئے تھے ۔

" دیکھا میرے ساتھیوں کا نشانہ" ... عمران نے کہا۔

" تت ۔ تم ۔ تم" ... مادام کیٹ نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے عمران نے درخت سے چھلانگ لگائی اور فضا میں قلابازی کھاتا ہوا مادام کیٹ کے سامنے آ کھڑا ہوا ۔ اسے دیکھ کر مادام کیٹ چونک پڑی تھی ۔

" بندہ حاضر ہے بندہ پرور ۔ حکم کیجئے میں آپ کی کیا خدمت بجا لا سکتا ہوں" ... عمران نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" تم عمران ہو" ... مادام کیٹ نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" اگر یقین نہیں آ رہا تو آپ کو اپنا آئی ڈی کارڈ دکھا دوں" ... عمران نے کہا۔

" ہونہہ ۔ اگر تم عمران ہو تو یاد رکھو آج تمہیں یہاں تمہاری موت کھینچ لائی ہے ۔ اگر تم اور تمہارے ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ہاتھوں سے مشین گنیں گرا کر تم نے بازی جیت لی ہے تو یہ تم سب کی بہت بڑی بھول ہے" مادام کیٹ نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میرا تو تھا کہ کسیافی بلی کھمبا نوچتی ہے ۔ یہاں کھمبا تو نہیں ہو گا اس لئے کسی درخت کو ہی نوچنا شروع کر دو" ... عمران نے ہنستے

ہوئے کہا۔ عمران نے ایک مخصوص اشارہ کیا تو اس کے ساتھی اسلحہ لئے درختوں کے پیچھے سے نکل آئے۔ جوزف اور جوانا درختوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ انہوں نے درختوں سے چھلانگیں لگائیں اور ان کے درمیان آگئے اور انہوں نے مادام کیٹ کے ساتھیوں کی مشین گنیں سمیٹنی شروع کر دیں۔ مادام کیٹ کے ساتھیوں پر خوف اور پریشانی کے تاثرات تھے۔ انہوں نے خود کو گھیرے میں دیکھ کر خود ہی ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔ البتہ مادام کیٹ بے فکر تھی اور لاپرواہی سے کھڑی تھی جیسے اسے عمران اور اس کے مسلح ساتھیوں کی کوئی پرواہ نہ ہو۔

" میں کھمبا نہیں تمہارا منہ نوچوں گی اور ایسا نوچوں گی کہ تم کسی کو اپنا منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گے"... مادام کیٹ نے غراتے ہوئے کہا۔

" عمران۔ کیوں وقت برباد کر رہے ہو"... جولیا نے غصیلی نظروں سے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

" وقت برباد کر رہا ہوں۔ میں۔ کیوں مادام میاؤں۔ کیا میری ساتھی سچ کہہ رہی ہے"... عمران نے کہا۔

" میں مادام میاؤں نہیں مادام کیٹ ہوں۔ مادام کیٹ"... مادام کیٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

" کیٹ بلی کو ہی کہتے ہیں اور میاؤں میاؤں بھی بلیاں ہی کرتی ہیں"... عمران نے کہا۔

" تم یہاں کس لئے آئے ہو"... مادام کیٹ نے سر جھٹک کر کہا۔

" تمہاری میاؤں میاؤں سننے"... عمران نے کہا تو مادام کیٹ غرا کر رہ گئی۔

" تم کیا سمجھتی تھی مادام کیٹ۔ تم ہمارے ملک سے ڈاکٹر انور عباس اور ان کی ایجاد ڈی ہائٹ لے آؤ گی اور ہمیں اس کی خبر ہی نہیں ہو گی"... جولیا نے مادام کیٹ کو گھورتے ہوئے کہا تو مادام کیٹ بری طرح سے چونک پڑی۔

" اوہ۔ تو تم یہاں اپنے سائنس دان اور ڈی ہائٹ کے لئے آئے ہو"... مادام کیٹ نے کہا۔

" نہیں۔ ہم یہاں تمہاری دادی کی ساس کا دعوت ولیمہ کھانے آئے ہیں"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ یہاں ہے اور انہیں لانے والی میں ہی تھی"... مادام کیٹ نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" تم نے ہمیں ڈاج دینے کی پلاننگ تو بے حد زبردست کی تھی مگر تم یہ نہیں جانتی تھی کہ میرے قبضے میں ایک جن ہے۔ اس جن نے مجھے تمہاری ڈاجنگ گیم کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اس جن نے مجھے یہ بھی بتا دیا تھا کہ تم نے ڈاجنگ گیم میرے ساتھ ہی نہیں بلکہ راڈل کے ساتھ بھی کھیلی ہے۔ وہ بے چارہ تم سے نقلی سائنس دان اور نقلی ڈی ہائٹ لے کر نکل گیا۔ اس سے پہلے کہ اسے تمہاری

ڈاجنگ گیم کا پتہ چلتا اس جہاز کا ہی کریش ہو گیا جس میں وہ ایکریمیا جا رہا تھا"۔۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تم یہ سب بھی جانتے ہو"۔۔ مادام کیٹ نے بری طرح سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

" میں تو یہ بھی جانتا ہوں ۔ وہ بھی جانتا ہوں"۔۔ عمران نے کہا۔

" وہ بھی ۔ کیا مطلب"۔۔ مادام کیٹ نے کہا۔

" مس جولیا ۔ اسے تو بک بک کرنے کی عادت ہے ۔ یہ اسی طرح کھڑا اپنا بھی وقت برباد کرتا رہے گا اور ہمارا بھی"۔۔ تنویر نے ان کی بک بک سے عاجز آتے ہوئے کہا۔

" سن لیا مادام میاؤں ۔ میرا ساتھی کیا کہہ رہا ہے ۔ اب اچھے بچوں کی طرح خود کو ہمارے حوالے کر دو ۔ ہم تم سب کو یہاں باندھ کر بیس کیمپ میں چلے جائیں گے اور وہاں سے اپنے سائنس دان اور ان کی ایجاد کو لے آئیں گے"۔۔ عمران نے کہا۔

" ہونہہ ۔ تمہارا کیا خیال ہے ۔ تم اتنی آسانی سے بیس کیمپ میں چلے جاؤ گے"۔۔ مادام کیٹ نے کہا۔

" تو کتنی آسانی سے جائیں گے ۔ تم ہی بتا دو"۔۔ عمران نے اسی کے انداز میں کہا۔

" اگر تم چاہو تو میں تمہیں نہ صرف بیس کیمپ میں لے جا سکتی ہوں بلکہ تمہارے سائنس دان اور اس کی ایجاد کو بھی لا کر تمہارے حوالے کر سکتی ہوں"۔۔ مادام کیٹ نے کہا۔

" اور ایسا تم کس غمی ۔ مم ۔ میرا مطلب ہے کس خوشی میں کرو گی"۔۔ عمران نے کہا۔

" اس کے لئے تمہیں صرف میری ایک شرط ماننی ہو گی"۔۔ مادام کیٹ نے کہا۔ اس کے لہجے میں عجیب سا غرور تھا۔

" کیا مجھے رمبا سمبا رقص کرنا ہو گا"۔۔ عمران نے کہا۔

" نہیں ۔ میں نے تمہاری بہت تعریفیں سنی ہیں"۔۔ مادام کیٹ نے کہا۔

" اچھا ۔ بہت خوب ۔ تو تم میری تعریفیں کرنا چاہتی ہو ۔ شوق سے کرو ۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا ۔ کیوں ساتھیو"۔۔ عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں کے منہ بن گئے نجانے عمران کیوں باتوں کو طول دے رہا تھا ۔ اس کی باتوں نے اب انہیں بور کرنا شروع کر دیا تھا۔

" میں نے سنا ہے تم بہت بڑے لڑاکا ہو"۔۔ مادام کیٹ نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" لڑاکا ۔ ارے توبہ کرو ۔ توبہ ۔ میں لڑاکا کیسے ہو سکتا ہوں ۔ لڑاکا تو میاں بیوی ہوتے ہیں ۔ میری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی"۔۔ عمران نے کہا۔

" میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تمہیں آج تک کوئی بڑے سے بڑا فائٹر بھی شکست نہیں دے سکا اور تم بڑے شہ زوروں کی گردنیں توڑ دینے کے ماہر ہو"۔۔ مادام کیٹ نے اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے

ہوئے کہا۔

" قسم لے لو جو میں نے کسی انسان کی گردن توڑی ہو ۔ وہ تو میں یونہی رعب جھاڑنے کے لئے کھلونوں کی گردنیں توڑ دیتا ہوں ورنہ"... عمران نے کہا۔

" عمران ۔ میں چاہتی ہوں کہ تم میرا مقابلہ کرو ۔ اگر مقابلے میں تم مجھے شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تو میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہارے ملک کے سائنس دان اور اس کی ایجاد ڈی ہائٹ خود لا کر تمہارے حوالے کر دوں گی"... مادام کیٹ نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

" کیا ۔ کیا کہا تم نے ۔ معاف کرنا میں ذرا اونچا سنتا ہوں ۔ دوبارہ کہنا جو تم نے کہا ہے"... عمران نے کہا۔

" میں تم سے فائٹ کرنا چاہتی ہوں ۔ اگر اس فائٹ میں تم جیت گئے تو میں وہی کروں گی جس کا میں نے تم سے وعدہ کیا ہے اور اگر اس فائٹ میں تم مجھ سے ہار گئے تو تم سب کو میرے ہاتھوں مرنا ہو گا ۔ تم سب کو کیسے مرنا ہے یہ میں بخوبی جانتی ہوں"... مادام کیٹ نے کہا۔

" ارے باپ رے ۔ تم تو مجھے ڈرا رہی ہو"... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" بولو ۔ کیا فیصلہ ہے تمہارا"... مادام نے ایک بار پھر اس کی

بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

" مجھے لیڈیز کے ساتھ لڑنے کا کوئی شوق نہیں ہے ۔ اگر تمہیں لڑنے کا اتنا ہی شوق ہے تو میری ساتھی سے لڑ لو"... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" نہیں ۔ یہ فائٹ میرے اور تمہارے درمیان ہو گی"... مادام کیٹ نے کہا۔

" سوری ۔ یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دو"... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ڈرتے ہو مجھ سے"... مادام کیٹ نے ہنس کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

" ہر شریف آدمی لڑکیوں سے ڈرتا ہے"... عمران نے کہا۔

" مگر میں تم سے لڑوں گی اور تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر ثابت کر دوں گی کہ مادام کیٹ سے بڑا فائٹر نہ اس دنیا میں کوئی ہے اور نہ ہو گا"... مادام کیٹ نے کہا۔

" یہ کیا کہہ رہی ہے جولیا"... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اسے اپنی طاقت پر ضرورت سے زیادہ ہی گھمنڈ ہے ۔ تم ایک طرف ہٹ جاؤ ۔ میں اس کا گھمنڈ توڑ دیتی ہوں"... جولیا نے جوش میں آتے ہوئے کہا۔ اس نے مشین پسٹل تنویر کی طرف اچھال دیا جس نے فوراً اسے ہوا میں ہی دبوچ لیا تھا ۔ جولیا تیز تیز چلتی ہوئی مادام کیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

"بولو۔ کرو گی مجھ سے فائٹ"... جولیا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ لڑکی۔ تم میرے ایک ہاتھ کی بھی مار نہیں ہو"... مادام کیٹ نے جولیا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ڈینگیں مارنے کے سوا بھی تمہیں کچھ آتا ہے جنگلی چوہیا"... جولیا نے اسے تاؤ دلاتے ہوئے کہا۔

"جنگلی چوہیا۔ تت۔ تم نے مجھے جنگلی چوہیا کہا ہے"... جولیا کی بات سن کر مادام کیٹ نے بری طرح سے اچھل کر کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت غیض و غضب سے سرخ ہو گیا تھا۔

"شکر کرو اس نے تمہیں جنگلی چوہیا کہا ہے۔ اگر یہ تمہیں بندریا کہہ دیتی تو تمہارا کیا حال ہوتا"... عمران نے کہا تو مادام کیٹ کا رنگ بدل گیا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت شرارے سے ناچنے لگے تھے۔

"بس۔ بہت ہو گیا۔ میرے ہاتھوں نہ تم بچو گے اور نہ ہی تمہاری یہ ساتھی"... مادام کیٹ نے کہا اور پھر اچانک مادام کیٹ نے برق کی سی رفتار سے جولیا پر حملہ کر دیا۔

وہ اپنی جگہ یکلخت پھرکی کی طرح گھومی اور دوسرے لمحے اس نے زمین پر الٹی قلابازی لگائی اور ساتھ ہی اپنا ایک ہاتھ زمین پر رکھ کر اس نے اپنی ٹانگیں اچانک جولیا کی ٹانگوں پر اس انداز میں ماریں کہ جولیا کسی بھی طرح سے اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی۔

جیسے ہی جولیا گری مادام کیٹ نے اپنے جسم کو موڑا اور اچھل کر

گھومتی ہوئی جولیا پر آ گئی۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا اچانک مادام کیٹ کے ہاتھ میں ایک چمکتا ہوا خنجر نظر آیا اور اس نے خنجر پوری قوت سے جولیا کی گردن میں مار دیا۔

Malik Farrukh Naveem
PakistaniPoint - 14-11-2013

دروازہ کھلتے ہی راڈل اندر داخل ہوا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا اس کی نظر دروازے کی سائیڈ میں کھڑی سارہ نواب پر پڑ گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا اچانک سارہ نواب کی ٹانگ راڈل کے سینے پر پڑی اور راڈل کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر پیچھے لکڑی کی دیوار سے ٹکرایا اور دھب سے نیچے آگرا۔ سارہ نواب نے فوراً کیبن کا دروازہ بند کیا اور اسے لاک لگا دیا۔

" کیسے ہو دلدار۔ عرف راڈل"... سارہ نواب نے راڈل کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" اچھا ہوں۔ تو تم آخر یہاں آ پہنچی ہو"... راڈل نے اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔ سارہ نواب کی زور دار لات کھانے اور ٹھوس فرش پر گرنے کے باوجود اس کے چہرے پر ہلکی سی تکلیف کا بھی تاثر پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ سارہ نواب کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں

چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

" تو تمہارا کیا خیال تھا میں وہیں پڑی رہتی جہاں تم مجھے باندھ کر آئے تھے"... سارہ نواب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں نے ایسا تو خیر نہیں کہا۔ مگر تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے حیرت ہو رہی ہے"... راڈل نے کہا۔

" کیوں۔ حیرت کیوں ہو رہی ہے"... سارہ نواب نے چونک کر کہا۔

" میں نے تمہیں جس مضبوطی سے باندھا تھا میرا خیال تھا کہ تم خود کو ان رسیوں سے آزاد نہیں کرا سکو گی۔ لیکن خیر آ ہی گئی ہو تو بیٹھو۔ کیا منگواؤں تمہارے لئے۔ چائے یا کافی"... راڈل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں تمہارا خون پینے آئی ہوں راڈل"... سارہ نواب نے سرد لہجے میں کہا۔

" میرا خون بے حد کڑوا ہے۔ کہو تو کسی جانور کو ہلاک کر کے اس کا خون لے آؤں"... راڈل نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔

" تمہاری گرل فرینڈ اور تمہارا ایک ساتھی کرسٹ میرے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے راڈل"... سارہ نواب نے اس کی باتوں کو ان سنی کرتے ہوئے کہا تو راڈل چونک پڑا۔

" اوہ۔ تم نے کرسٹ اور سوینٹی کو ہلاک کر دیا ہے۔ اوہ۔ ویری بیڈ"... راڈل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

Pakistanipoint.com -14-12-2013

"ہاں ۔اور اب تمہاری باری ہے"... سارہ نواب نے کہا۔

"تم نے کرسٹ اور سوئیٹی کو ہلاک کر کے میرے غضب کو للکارا ہے سارہ ۔ تم نہیں جانتی سوئیٹی میرے لئے کیا حیثیت رکھتی تھی"... راڈل نے کہا۔ کرسٹ اور سوئیٹی کی موت کا سن کر اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے ۔اس کے چہرے پر بے پناہ غصہ اور نفرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے اور وہ غضبناک نظروں سے سارہ نواب کو گھور رہا تھا جیسے وہ اسے نظروں ہی نظروں میں کھا جائے گا۔

"ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کہاں ہے"... سارہ نواب نے کہا۔

"میرے پاس ہیں دونوں مگر تم ان کے بارے میں مجھ سے کچھ نہیں جان پاؤ گی"... راڈل نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور میں دعوے سے کہتی ہوں کہ ان دونوں کو تم خود میرے حوالے کرو گے"... سارہ نواب نے کہا۔

"بھول ہے تمہاری"... راڈل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ سارہ نواب کے ہاتھ میں کرسٹ کا مشین پسٹل تھا جس کا رخ راڈل کی تھا مگر راڈل اس مشین پسٹل سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوا تھا۔

"تم نے میرے بارے میں بہت غلط اندازہ لگایا ہے راڈل ۔ میں جو کہتی ہوں وہی کرتی ہوں"... سارہ نواب نے کہا۔

"یہ تم شاید مشین پسٹل کے زور پر کہہ رہی ہو"... راڈل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مشین پسٹل سے زیادہ مجھے اپنے بازوؤں پر بھروسہ ہے"... سارہ نواب نے کہا۔

"تو آج ہو جائے مقابلہ"... راڈل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ ایسا ہی سہی"... سارہ نواب نے کہا ۔ اس نے مشین پسٹل کا میگزین نکالا اور اسے ایک الماری کی طرف پھینک دیا جو گھسٹتا ہوا الماری کے نیچے چلا گیا جبکہ مشین پسٹل اس نے پلنگ کے نیچے پھینک دیا تھا ۔ راڈل کو جیسے اس موقع کی تلاش تھی ۔ اس نے اچانک چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا سارہ نواب کی طرف آیا لیکن سارہ نواب اپنی جگہ کھڑی رہی ۔ جیسے ہی راڈل اڑتا ہوا اس کے قریب آیا سارہ نواب نے خود کو جھکاتے ہوئے زور دار ٹانگ راڈل کے پہلو میں مار دی۔

راڈل کا جسم پہلے ہی فضا میں اٹھا ہوا تھا ۔ سارہ نواب کی زور دار ٹانگ کھا کر وہ اور زیادہ ہوا میں اٹھ گیا اور پھر جیسے ہی وہ نیچے آیا سارہ نواب نے اچھل کر کک مارنی چاہی مگر راڈل اچانک فضا میں قلابازی کھا گیا ۔ اس کی گھومتی ہوئی دونوں ٹانگیں سارہ نواب کے کندھوں سے ٹکرائیں اور سارہ نواب اچھل کر پیچھے دیوار سے ٹکرائی اس سے پہلے کہ وہ گرتی اس نے زمین پر قدم لگتے ہی چھلانگ لگائی اور راڈل کے اوپر سے ہوتی ہوئی قلابازی کھاتے ہوئے اس کے عقب میں آ گئی ۔ اس سے پہلے کہ راڈل اس کی طرف مڑتا سارہ نواب نے دونوں ہاتھ اکٹھا کر اس کی کمر پر مار دیئے ۔ راڈل کو ایک زور دار جھٹکا

لگا اور وہ اچھل کر عین اس دیوار سے ٹکرایا جس سے سارہ نواب ٹکرائی تھی۔

راڈل کے دونوں ہاتھ دیوار سے ٹکرائے۔ اس نے بھی سارہ نواب کی طرح اپنے جسم کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور الٹی قلابازی کھا کر یکلخت سیدھا ہو گیا۔ اس نے دائیں پیر پر گھومتے ہوئے سارہ نواب کے پیٹ میں مکا مارنا چاہا مگر سارہ نواب تڑپ کر ایک طرف ہو گئی۔ اس نے اپنے جسم کو قوس کی طرح موڑا اور کسی لٹو کی طرح گھوم گئی۔ راڈل نے فوراً بائیں طرف چھلانگ لگا دی ورنہ سارہ نواب کی گھومتی ہوئی ٹانگ اس کے جبڑے پر پڑتی تو یقیناً اس کا جبڑا ٹوٹ جاتا۔ وار خالی جانے پر سارہ نواب گھوم کر گر پڑی تھی مگر اس نے اٹھنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائی۔

ادھر راڈل بھی گر کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ سارہ نے آگے بڑھ کر راڈل کے سینے پر ٹانگ مارنے کی کوشش کی مگر اس بار راڈل کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے۔ اس نے سارہ نواب کی ٹانگ پکڑی اور اسے زور دار جھٹکا دیا جس کی وجہ سے سارہ نواب کا جسم ہوا میں گھوم گیا اور وہ اچھل کر گر پڑی۔ راڈل نے جیسے ہی گری ہوئی سارہ نواب پر چھلانگ لگائی سارہ نواب نے تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر اس نے دونوں ٹانگیں جوڑ کر راڈل کے پہلو میں مار دیں۔ راڈل کا جسم کسی پھرکی کی طرح گھوما اور گھومتے ہوئے پلنگ پر جا گرا لیکن دوسرے ہی لمحے سارہ نواب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

راڈل جیسے ہی پلنگ پر گرا وہ یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے پلنگ کے گدے کے سرنگوں نے اسے اچھال دیا ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ سارہ نواب سنبھلتی راڈل نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ سارہ نواب نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی مگر راڈل کی ٹانگ پوری قوت سے سارہ نواب کی پسلیوں سے ٹکرائی اور سارہ نواب چیختی ہوئی کیبن کے کونے میں جا گری۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی راڈل نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ایک پسٹل نکال لیا۔ پسٹل پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ وہ قدم بہ قدم چلتا ہوا سارہ نواب کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"بس۔ اتنا ہی دم تھا"... سارہ نواب نے راڈل کے ہاتھ میں پسٹل دیکھ کر زہریلے لہجے میں کہا۔ راڈل کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں جبکہ سارہ نواب کی آنکھیں پسٹل پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اس سے پہلے کہ راڈل ٹریگر دباتا سارہ نواب کی ٹانگ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور پسٹل راڈل کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

پسٹل ہاتھ سے نکلتے دیکھ کر راڈل تیزی سے پسٹل کی طرف لپکا مگر اب سارہ نواب اسے کہاں مہلت دینے والی تھی۔ اس نے اچانک راڈل پر چھلانگ لگائی اور اس کی زور دار ٹکر راڈل کی کمر پر پڑی۔ راڈل کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا سارہ نواب نے چھلانگ لگائی اور فضا میں اچھلتے ہی اس نے دونوں

گھٹنے جوڑ لئے اور پھر وہ گھٹنوں کے بل پوری قوت سے راڈل کی کمر پر آ گری ۔ راڈل کے حلق سے ایک دل خراش چیخ نکلی اور وہ اس بری طرح سے تڑپنے لگا جیسے سارہ نواب نے نہ صرف اس کی ریڑھ کی ہڈی بلکہ اس کی کئی پسلیاں توڑ دی ہوں ۔ وہ سارہ نواب کے بوجھ تلے چند لمحے تڑپتا رہا اور پھر یکلخت ساکت ہو گیا۔

" ہونہہ ۔ بزدل کہیں کا ۔ مجھ سے لڑنے چلا تھا"... سارہ نواب نے کہا ۔ اس نے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھا پھر وہ پلنگ کے قریب آ گئی ۔ اس نے پلنگ کی چادر اٹھائی اور اسے پھاڑنے لگی ۔ چادر کی پٹیاں پھاڑ کر اس نے انہیں بل دینے شروع کر دیئے ۔ پھر اس نے پٹیوں کو ایک ساتھ جوڑا اور انہیں بل دیتے ہوئے رسی نما بنا لیا اور پھر اس نے راڈل کے پاس آ کر ان پٹیوں سے راڈل کے ہاتھ پیر باندھنے شروع کر دیئے ۔

" راڈل کو باندھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اسے اٹھا کر کیبن میں موجود ایک کرسی پر ڈالا اور باقی ماندہ رسیوں سے اس کرسی پر باندھ دیا ۔ سارہ نواب نے کیبن کی دیواروں پر ربڑ کی موٹی چادریں چڑھی دیکھ لی تھیں جس کی وجہ سے اسے یقین تھا کہ راڈل کی چیخیں اس کیبن سے باہر نہیں گئی ہوں گی ۔ اس کیبن کی دیواروں پر ربڑ کی چادریں کیوں چڑھائی گئی تھیں سارہ نواب یہ تو نہیں جانتی تھی مگر اس کا اسے فائدہ ضرور ہوا تھا ۔ وہ اطمینان سے راڈل سے پوچھ گچھ کر سکتی تھی ۔ سارہ نواب کو کیبن کی تلاشی کے دوران ایک میز کی

دراز سے خنجر مل گیا تھا۔

سارہ نواب نے خنجر منہ میں پکڑا اور راڈل کے قریب آ گئی ۔ اس نے راڈل کا ناک اور منہ بند کر دیا ۔ چند لمحوں بعد راڈل کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمایاں ہونے لگے تو سارہ نواب نے ہاتھ ہٹائے اور راڈل کے سامنے کھڑی ہو گئی ۔ چند لمحوں بعد راڈل نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر ہوش میں آتے ہی اس کے حلق سے کربناک چیخیں نکلی اور وہ ادھر ادھر زور زور سے سر مارنے لگا جیسے اسے آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو ۔ اس کا چہرہ پسینے میں ڈوبا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔

" تت ۔ تم ۔ تم ۔ تم نے راڈل کو شکست دے دی"... راڈل نے سارہ نواب کو غصے سے دیکھتے ہوئے کہا تو سارہ نواب مسکرا دی۔

" تم نے مجھے زندہ رکھ کر بہت بڑی بھول کی تھی راڈل ۔ تم ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ حاصل کر چکے تھے تو تمہیں چاہیئے تھا کہ تم مجھے اسی وقت ہلاک کر دیتے ۔ تم نے نہ صرف مجھے زندہ رکھا بلکہ اپنے ساتھ لے آئے اور یہی تمہاری سب سے بڑی بھول تھی اور اب یہی بھول تمہاری موت کا سبب بننے والی ہے"... سارہ نواب نے منہ سے خنجر ہاتھ میں پکڑ کر اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ واقعی مجھ سے بھول ہوئی ہے ۔ بہت بڑی بھول"... راڈل نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ تم مجھے زندہ رکھ کر اپنے ساتھ کیوں لائے تھے"... سارہ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں پسند کرنے لگا تھا"... راڈل نے کہا تو سارہ کا منہ بن گیا۔

"ہونہہ۔ اور سویٹی"... سارہ نے کہا۔

"تم سویٹی سے بے حد حسین ہو۔ تمہارے لئے میں کئی سویٹیاں قربان کر سکتا ہوں"... راڈل نے کہا تو سارہ اور زیادہ برے برے منہ بنانے لگی جیسے راڈل کی ان باتوں سے اسے کوفت ہوئی ہو۔

"اب بتاؤ۔ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کہاں ہے"... سارہ نواب نے کہا۔

"تم ان کے بارے میں مجھ سے کچھ نہیں جان سکو گی"... راڈل نے کہا اور پھر اچانک راڈل کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی اور اس نے ایک بار پھر بری طرح سے ادھر ادھر سر مارنا شروع کر دیا۔ سارہ نواب نے انتہائی بے دردی سے اس کی ران میں خنجر اتار دیا تھا۔

"ارے۔ ابھی سے چیخ اٹھے ہو۔ میں تو ابھی تمہارا سارا جسم زخموں سے بھر دوں گی"... سارہ نواب نے کہا۔ ساتھ ہی اس کا ہاتھ دوبارہ اٹھا اور خنجر راڈل کی دوسری ران میں پیوست ہو گیا۔ راڈل ایک بار پھر حلق کے بل چیخ اٹھا تھا۔

"رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ"... راڈل نے اچانک انتہائی

وحشت بھرے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کے بارے میں بتا دو تو رک جاؤں گی ورنہ"... سارہ نواب نے سفاکی سے کہا۔

"وہ۔ وہ یہاں نہیں ہے"... راڈل نے کراہتے ہوئے کہا۔

"یہاں نہیں ہے۔ کیا مطلب"... سارہ نواب نے چونک کر کہا۔

"گریٹ لینڈ سے ایک خصوصی ہیلی کاپٹر آیا تھا۔ میں نے ڈاکٹر اور اس کی لیبارٹری کو اس ہیلی کاپٹر میں گریٹ لینڈ بھجوا دیا ہے"... راڈل نے کہا تو سارہ نواب نے صاف محسوس کر لیا کہ راڈل جھوٹ بول رہا ہے۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو"... سارہ نواب نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا"... راڈل نے کہا تو اچانک سارہ نواب کا خنجر حرکت میں آیا اور راڈل کی خوفناک چیخوں سے کمرہ تھرا گیا۔ اس بار سارہ نواب نے اس کا ایک کان جڑ سمیت کاٹ دیا تھا۔

"بتاؤ۔ جلدی بتاؤ کہاں ہے ڈاکٹر انور عباس"... سارہ نواب نے پھنکارتے ہوئے کہا اور اس نے خنجر سے راڈل کا دوسرا کان بھی اڑا دیا۔ راڈل کے حلق سے چیخوں کا طوفان ابل پڑا تھا۔

"بولو۔ جلدی بولو ورنہ میں تمہاری ناک کاٹ دوں گی اور تمہاری دونوں آنکھیں بھی نکال دوں گی۔ میں تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ الگ کر دوں گی۔ بولو"... سارہ نواب نے غضبناک لہجے

میں کہا۔

" بب ۔ بتاتا ہوں ۔ بتاتا ہوں ۔ مجھ پر اس قدرے بے رحمانہ ظلم مت کرو ۔ پلیز"... راڈل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" تو بتاؤ کہاں ہے ڈاکٹر انور عباس"... سارہ نواب نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ"... راڈل سے تکلیف کی شدت برداشت نہ ہو سکی اور پھر اس کی گردن ڈھلک گئی اور وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا تھا۔

" ہونہہ ۔ یہ ہے ایکریمیا کا زلزلہ ۔ ذرا سی تکلیف برداشت نہیں کر سکا"... سارہ نواب نے کہا ۔ اس نے ایک بار پھر خنجر راڈل کی ران میں گھونپ دیا جہاں پہلے زخم موجود تھا ۔ سارہ نواب نے خنجر ران کی ہڈی پر رکھ کر اس زور سے دبایا کہ راڈل کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ بے ہوش ہوتا ہوا جیسے ایک بار پھر ہوش میں آ گیا ۔ اس کی دلخراش چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا تھا۔

" میں تمہیں آسانی سے نہیں مرنے دوں گی راڈل ۔ تمہیں بتانا ہو گا کہ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کہاں ہے"... سارہ نواب نے خنجر اس کی ران میں گھماتے ہوئے کہا۔

" بتاتا ہوں ۔ بتاتا ہوں ۔ سارہ پلیز ۔ اس اذیت کو رکو ۔ میں مر جاؤں گا ۔ مجھ سے یہ خوفناک عذاب برداشت نہیں ہو رہا"... راڈل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" بتاؤ ۔ جلدی بتاؤ"... سارہ نواب نے اس کی تکلیف کی پرواہ کئے بغیر اس کی ران میں خنجر گھماتے ہوئے کہا۔

" ڈی ہائٹ میرے بریف کیس میں ہے ۔ بریف کیس پلنگ کی سائیڈ میں پڑا ہے اور ڈاکٹر انور عباس ۔ وہ بھی اسی کیبن میں ہے"... راڈل نے بری طرح سے تڑپتے ہوئے کہا۔

" کیبن میں ۔ کہاں ہیں وہ"... سارہ نواب نے کہا۔

" سس ۔ سامنے الماری کھولو ۔ سامنے ایک کنڈا لگا ہے ۔ اسے کھینچو گی تو ایک تابوت باہر آ جائے گا ۔ ڈاکٹر انور عباس اس تابوت میں ہے"... راڈل نے کہا۔

" گڈ ۔ یہ ہوئی ناں بات"... سارہ نواب نے خوش ہوتے ہوئے کہا ۔ اس نے خنجر راڈل کی ران میں ہی رہنے دیا اور خود تیزی سے سائیڈ دیوار کے پاس موجود الماری کی طرف بڑھ گئی ۔ اس نے الماری کا پٹ کھولا تو اسے دیوار میں ایک دراز نما کنڈا سا دکھائی دیا سارہ نواب نے اس کنڈے کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو دیوار میں سے ایک تابوت نکلتا چلا گیا ۔ تابوت اس دیوار میں فکس تھا جو خاصا باہر آ کر رک گیا تھا ۔ تابوت پر ایک گول ہینڈل تھا ۔ سارہ نواب نے ہینڈل گھمایا تو تابوت کا ڈھکن اندر کی طرف سرکتا چلا گیا ۔ دوسرے لمحے تابوت میں ایک انسان لیٹا دکھائی دیا جو خاصا بوڑھا تھا اس بوڑھے پر نظر پڑتے ہی سارہ نواب بری طرح سے چونک پڑی ۔ وہ بوڑھا یوں پڑا تھا جیسے گہری نیند سو رہا ہو۔

" کیا مطلب ۔ یہ ڈاکٹر انور عباس ہیں"... سارہ نواب نے حیرت بھری نظروں سے بوڑھے کو دیکھتے ہوئے کہا ۔ اس نے بوڑھے کے

چہرے کو تھپتھپایا اور اس کی جلد پر چٹکی بھر کر دیکھی ۔ پھر اس نے ناخن سے بوڑھے کی جلد کو کھرچا تو اس کی جلد پر زخم سا آ گیا جہاں سے فوراً خون رس آیا تھا۔

" اوہ ۔ یہ میک اپ میں بھی نہیں ہے"... سارہ نواب کے منہ سے حیرت بھری آواز نکلی ۔ وہ تیزی سے مڑی اور دوبارہ راڈل کے پاس آ گئی جو تکلیف کی شدت سے بدستور کراہ رہا تھا۔

" کیا یہی ڈاکٹر انور عباس ہے جسے تم اپنے ساتھ لائے تھے"... سارہ نواب نے اس سے پوچھا۔

" ہاں ۔ ہاں ۔ یہی ہے وہ"... راڈل نے کہا ۔ سارہ چند لمحے غور سے اسے دیکھتی رہی پھر وہ تیزی سے بریف کیس پر جھپٹی ۔ اس نے بریف کیس پلنگ پر رکھا اور پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کی نظر راڈل کے پسٹل پر پڑی جو راڈل کے ہاتھ سے اس نے لک مار کر گرا دیا تھا ۔ سارہ نے آگے بڑھ کر پسٹل اٹھایا اور اس نے بریف کیس کے لاک پر فائرنگ کر دی ۔ بریف کیس کا لاک ٹوٹ گیا ۔ سارہ نواب نے پسٹل پلنگ پر رکھا اور بریف کیس کا ڈھکن کھول لیا ۔ بریف کیس میں ایک عجیب ساخت کا آلہ پڑا تھا ۔ اس آلے کو دیکھ کر سارہ نواب ایک بار پھر چونک پڑی ۔ اس نے آلہ اٹھایا اور اسے راڈل کے سامنے لے آئی۔

" کیا یہ وہی آلہ ہے جو تمہیں مادام کیٹ نے دیا تھا"... سارہ نواب نے آلے کو راڈل کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ یہ ڈی ہائٹ ہے"... راڈل نے اثبات میں سر ہلا کر کہا ۔ سارہ نواب حیرت سے کبھی راڈل اور کبھی ہاتھ میں موجود آلے کو دیکھتی رہی پھر اچانک وہ زور دار قہقہہ لگا کر ہنس پڑی ۔ اسے ہنستا دیکھ کر راڈل چونک پڑا ۔ سارہ نواب یوں قہقہے لگا رہی تھی جیسے وہ اپنا ذہنی توازن کھو چکی ہو۔

Malik Farrukh Nadeem
PakistaniPoint -14-Jan-2015

اس سے پہلے کہ مادام کیٹ جولیا کی گردن میں خنجر گھونپتی اسی لمحے ایک فائر ہوا اور مادام کیٹ کے ہاتھ سے خنجر نکل کر دور جا گرا۔

" یہ فاؤل ہے ۔ مس میاؤں"... عمران نے چہکتے ہوئے کہا ۔ مادام کیٹ نے دیکھا پسٹل عمران کے ہاتھ میں تھا جس نے فائر کر کے اس کے ہاتھ سے خنجر نکال دیا تھا ۔ وہ غرائی ۔ اسی لمحے جولیا تڑپی اور اس نے پوری قوت سے گھٹنے اٹھا کر مادام کیٹ کی کمر میں اس انداز میں مارے کہ مادام کیٹ اچھل کر اس کے سر کے پاس جا گری ۔ جولیا تڑپی اور تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی ۔ مادام کیٹ نے بھی اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی ۔ اٹھتے ہی مادام کیٹ نے بجائے جولیا پر حملہ کرنے کے یکلخت اچھل کر عمران پر چھلانگ لگا دی ۔ عمران کا اوپر والا جسم اس طرح دائیں سائیڈ پر جھکا جیسے اس کی کمر میں سپرنگ لگا ہو۔

مادام کیٹ نے اس کے بائیں طرف حملہ کیا تھا ۔ وہ جیسے ہی عمران کے بائیں طرف آئی عمران کا جسم بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے مادام کیٹ اس کے دونوں ہاتھوں کی تھپکی کھا کر قلابازی کھاتی ہوئی ہوا میں اٹھ گئی ۔ عمران نے اسے دوسری طرف گرانا چاہا مگر ہوا میں اٹھی ہوئی مادام کیٹ نے اپنے جسم کو گھمایا اور اس کی دونوں ٹانگیں عمران کے سینے پر پڑیں اور عمران جیسا انسان اس کی ٹانگیں کھا کر بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔

مادام کیٹ نے واقعی حیرت انگیز انداز میں جسم کو موڑتے ہوئے خود کو جھٹکا دے کر اس کے سینے پر ٹانگیں ماری تھیں اور قلابازی کھا کر پیروں کے بل زمین پر آ گئی تھی ۔ یہ عمران ہی تھا جو اس کی خوفناک ٹانگیں کھا کر دو قدم پیچھے ہٹا تھا ۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً اس کے سینے کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوتیں ۔ عمران نے جھپٹ کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں ۔ اسی لمحے عمران کی ٹانگ مادام کیٹ کے الٹے جسم ہونے کی وجہ سے اس کے کاندھے پر پڑی تو مادام کیٹ کا جسم اوپر کو اٹھا ۔ عمران نے اس کی ٹانگوں کو بھی زور دار جھٹکا دیا تھا ۔ مادام کیٹ عمران کے سر سے بلند ہوئی اور پھر دھب سے نیچے آ گری ۔ اس نے فوراً دونوں ہاتھ آگے کر دیئے تھے ورنہ جس زور سے وہ منہ کے بل زمین پر گری تھی اس کے چہرے کا یقیناً بھرتہ بن جاتا۔

" رک جاؤ عمران ۔ اس بندریا کو میں سبق سکھاتی ہوں"... جولیا نے تیزی سے مادام کیٹ کی طرف آتے ہوئے کہا جو اٹھنے کی کوشش

کر رہی تھی ۔ جولیا کی ٹانگ چلی اور مادام کیٹ رول ہو کر ایک بار پھر گر پڑی ۔ جولیا نے اس کے پہلو میں ٹانگ ماری تھی۔

" ٹھہرو ۔ اس فائٹر گرل سے میں خود نپٹتا ہوں"... عمران نے کہا تو جولیا ٹھٹھک گئی ۔ مادام کیٹ اٹھی اور اس نے پھر عمران پر حملہ کر دیا ۔ اس بار اس نے چھلانگ لگاتے ہی فضا میں قلابازی کھائی اور سر کے بل زور سے عمران کے سینے پر ٹکر مارنے کی کوشش کی تھی ۔ عمران نے اسے فضا میں دبوچنے کی کوشش کی مگر مادام کیٹ کا گھومتا ہوا جسم حیرت انگیز طور پر اوپر اٹھا اور پھر اس کی گھومتی ہوئی ٹانگیں پوری قوت سے عمران کی گردن کے عقبی حصے پر پڑیں جس کی وجہ سے عمران قدرے آگے جھک گیا تھا ۔ مادام کیٹ اس اثناء میں عمران کے عقب میں جا کھڑی ہوئی تھی۔

مادام کیٹ نے عقب سے عمران کی کمر پر سر کی ٹکر مارنی چاہی مگر عمران بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس نے مادام کیٹ کا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پوری قوت سے گھما دیا ۔ مادام کیٹ کا جسم پھرکی کی طرح گھوما اور وہ دھب سے نیچے گر گئی۔

" اچھی لڑاکا ہو مگر اتنی بھی نہیں کہ میں تمہیں داد دے سکوں"... عمران نے کہا ۔ مادام کیٹ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھی ۔ وہ اٹھی اور عمران کو خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی ۔ پھر اس نے اچانک حرکت کی ۔ اس نے عمران پر جھپٹ کر حملہ کرنے کی کوشش کی مگر عمران نے اس کے وار سے بچنے کے

لئے فوراً ہی جگہ چھوڑ دی ۔ مادام کیٹ کا جسم عمران کے قریب آتے ہی لٹو کی طرح گھوما اور اس نے عمران کی پسلیوں میں انتہائی خوفناک انداز میں پنچ مارا ۔ عمران کا جسم گھوما اور ایسا ہی پنچ اس نے بھی مادام کیٹ کو مار دیا۔

عمران تو اپنی جگہ کھڑا رہا مگر مادام کیٹ پنچ کھا کر الٹ گئی مگر اس میں واقعی بے حد جان تھی ۔ وہ خوفناک پنچ کھا کر بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی ۔ اس نے چھلاوے کی طرح عمران پر چھلانگ لگائی ۔ اس کی خوفناک فلائنگ کک عمران کے سینے کی طرف بڑھی مگر عمران نے اس کی ٹانگوں پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ مادام کیٹ گھوم کر اس کے قدموں میں آگری ۔ اس بار مادام کیٹ کے حلق سے زور دار چیخ نکل گئی تھی ۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی عمران نے فوراً اس کی گردن پر پاؤں رکھا اور پھر بوٹ کی ٹو اس نے مادام کیٹ کی گردن پر رکھتے ہوئے ایک جھٹکے سے دائیں طرف گھما دی ۔ مادام کیٹ کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کا جسم یوں بے حس و حرکت ہوتا چلا گیا جیسے اس کی روح نکل گئی ہو ۔ مادام کیٹ کو اس طرح بے ہوش ہوتے دیکھ کر اس کے ساتھیوں کے رنگ اڑ گئے تھے۔

" اسے ہوش میں لا کر اس سے دوبارہ فائٹ کر لو"... عمران نے منہ بنا کر جولیا سے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" ان سب کو ہاف آف کر دو"... عمران نے اپنے ساتھیوں سے

کرانسی زبان میں مخاطب ہو کر کہا ۔ دوسرے لمحے اس کے ساتھی حرکت میں آئے اور انہوں نے مادام کیٹ کے ساتھیوں کے سروں کے عقب میں مشین گنوں کے دستوں سے ضربیں لگا کر انہیں بے ہوش کر دیا ۔ جوزف اور جوانا نے بیک وقت دو دو افراد کو دستے مار کر بے ہوش کیا تھا ۔ اس سے پہلے کہ دوسرے افراد سنبھلتے ان سب نے انہیں بھی چھاپ لیا ۔ چند ہی لمحوں میں بیس کے بیس افراد وہاں بے ہوش پڑے تھے ۔

" ان سب کے لباس اتار کر پہن لو اور جولیا تم مادام کیٹ کو اٹھا کر جھاڑیوں کے عقب میں چلی جاؤ اور اس کا لباس پہنو ۔ پھر میں تم پر اس کا میک اپ کر دیتا ہوں ۔ اس کا قد کاٹھ تم جیسا ہی ہے ۔ تمہیں مادام کیٹ کی جگہ لینے میں کوئی مشکل نہیں ہو گی "... عمران نے کہا تو ان سب نے سر ہلا دیئے اور وہ سب ایک ایک شخص کو اٹھا کر درختوں کے پیچھے لے گئے ۔ این ٹی اور وائلڈ ٹائیگر بھی واپس آ گئے تھے ۔ انہوں نے بتایا تھا کہ جیپوں کے پاس انہوں نے کوئی نگران نہیں چھوڑا تھا ورنہ وہ اسے ہلاک کر دیتے ۔ عمران کے کہنے پر وہ دونوں بھی ایک ایک شخص کو اٹھا کر دوسری طرف لے گئے تھے ۔ عمران اس شخص کی طرف بڑھا جسے اس نے گولی مار کر ہلاک کیا تھا ۔ اس نے ٹانگ مار کر اس نوجوان کو سیدھا کیا اور غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا ۔ چند لمحے وہ اسے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے اس نے کوئی اہم فیصلہ کر لیا ہو ۔

مادام کیٹ کے جانے کے بعد کرنل گوپال اپنے کیبن سے نکلا اور باہر آ کر شمال کی طرف موجود ایک کیبن کی جانب بڑھتا چلا گیا جس کی چھت پر بڑے بڑے اٹینا اور دو پول لگے ہوئے تھے ۔ وہ جہاں جہاں سے گزرتا جا رہا تھا فوجی اسے سیلوٹ کر رہے تھے ۔ کرنل گوپال کیبن کے پاس آ گیا ۔ کیبن کے دروازے پر کنٹرول روم کے الفاظ لکھے ہوئے تھے ۔ دروازے پر دو مشین گن بردار فوجی تعینات تھے ۔ کرنل گوپال کو دیکھ کر بے اختیار ان کی ایڑیاں بج اٹھیں ۔ کرنل گوپال کے اشارے پر ایک فوجی نے کنٹرول روم کا دروازہ کھولا تو کرنل گوپال اندر آ گیا ۔ کیبن میں ہر طرف کمپیوٹرائزڈ مشینیں، مانیٹر اور چھوٹی بڑی سکرینیں دیوار پر نصب نظر آ رہی تھیں ان مشینوں پر دس فوجی آپریٹنگ کے فرائض سرانجام دے رہے تھے سکرینوں پر جنگل کے مختلف مناظر کے ساتھ ارد گرد کے علاقے کی

بھی تصویریں نظر آ رہی تھیں۔

اس کنٹرول روم سے نہ صرف ہر طرف سے بیس کیمپ پر نظر رکھی جاتی تھی بلکہ جنگل کو بھی دور دور تک آسانی سے مانیٹر کیا جا سکتا تھا۔ جنگل کے مختلف حصوں پر نظر رکھنے کے لئے دور دور تک مختلف درختوں پر کیمرے فٹ کر دیئے گئے تھے تاکہ ہر ممکن طریقے سے جنگل میں آنے والے دشمنوں پر نظریں رکھی جا سکیں۔ جیسے ہی کرنل گوپال اندر آیا کیبن میں موجود آپریٹر اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے اور ان کی ایڑیاں بج اٹھیں۔

کرنل گوپال ایک مستطیل مشین کی طرف بڑھ آیا تھا جہاں دیوار پر ایک بڑی سکرین موجود تھی۔ اس سکرین پر جنگل کا اندرونی حصہ نظر آ رہا تھا جہاں بے شمار فوجی گھومتے پھر رہے تھے۔ ان میں سے کچھ فوجیوں نے درختوں پر مچانیں بنا رکھی تھیں۔ ان مچانوں کو انہوں نے اس انداز میں کیمو فلاج کر رکھا تھا کہ دشمن آسانی سے انہیں نہیں دیکھ سکے تھے۔

"کشن"... کرنل گوپال نے مشین آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"... مشین آپریٹر نے کہا۔

"زیرو زیرو تھری فلیشر آن کرو"... کرنل گوپال نے اس کے قریب ایک آرام کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"زیرو زیرو تھری فلیشر۔ اوکے سر"... کشن نے کہا۔ اس نے جلدی جلدی مشین کے چند بٹن پریس کئے اور دائیں طرف موجود

ایک ہتھی نما ہینڈل کھینچ کر نیچے کر دیا۔ سکرین کے دائیں طرف نچلے حصے میں ایک چھوٹا سا چوکھٹا بنا اور اس پر ایک راڈ جیسی گن دکھائی دینے لگی۔ اس گن کی نال کے گرد نیلے رنگ کے دائرے سے گھوم رہے تھے جبکہ نال کے سرے پر سرخ رنگ کا فلیش ہو رہا تھا۔

"زیرو زیرو تھری فلیشر آن ہے سر"... کشن نے کہا۔

"نو زیرو کی رینج اور ون ایٹ تھری اینگل پر اسے فائر کر دو"... کرنل گوپال نے کہا۔

"اوکے سر"... کشن نے کہا۔ اس نے مشین کے مزید دو بٹن پریس کئے اور پھر اس نے ہینڈل کے ساتھ لگی ہوئی ایک ناب کو گھماتے ہوئے ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ مشین سے ہلکی ہلکی گونج کی آواز سنائی دی اور الیکٹرک گن یکلخت پھیل کر سکرین کے درمیان میں آ گئی۔ گن کے گرد گھومتے ہوئے نیلے دائرے سرخ ہوئے اور پھر اس گن کی نال سے جیسے سرخ دائرے نکل کر جنگل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"فلیشر فائر ہو گیا ہے سر"... کشن نے کرنل گوپال سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گڈ۔ اب سرچ آن کرو اور دیکھو کیٹ ایجنسی کس لوکیشن پر موجود ہے۔ اس لوکیشن کو چیک کرو اور انہیں آن سپاٹ کرو"... کرنل گوپال نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا تو کشن ایک بار پھر مشین آپریٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ سکرین سے فلیشر گن

غائب ہو گئی تھی ۔ سکرین پر جنگل کے مختلف حصوں کے منظر تیزی سے بدل رہے تھے ۔ پھر اچانک سکرین پر چار جیپیں دکھائی دیں ۔ یہ وہی جیپیں تھیں جو مادام کیٹ بیس کیمپ سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ لے گئی تھی ۔ اگلی جیپ پر تین افراد موجود تھے جبکہ دوسری جیپ میں پانچ افراد نظر آ رہے تھے ۔ ان سے پچھلی جیپوں میں چھ اور آخری جیپ میں سات افراد تھے ۔ مادام کیٹ تیسری جیپ میں ڈرائیور کی سائیڈ والی سیٹ پر موجود تھی ۔ ان سب کی تعداد مادام کیٹ سمیت اکیس تھی۔

" کیا مطلب ۔ یہ سب واپس کیوں آ رہے ہیں ۔ ان چھاتہ برداروں کا کیا ہوا ۔ انہیں تو ان کو زندہ یا مردہ ساتھ لانا چاہئے تھا"... کرنل گوپال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا کہہ سکتا ہوں سر"... کشن نے کہا۔

" مادام کیٹ کی جیپ کو کلوز اپ کرو اور سپیکر آن کرو ۔ میں ان کی باتیں سننا چاہتا ہوں"... کرنل گوپال نے کہا۔

" یس سر"... کشن نے کہا ۔ اس نے ایک بار پھر مشین کے چند بٹن پریس کئے اور ایک ناب گھماتے ہوئے تیسری جیپ کو کلوز اپ کیا جس میں مادام کیٹ موجود تھی ۔ ساتھ ہی اس نے مشین کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا اور مشین کی سائیڈ سے ایک ہیڈ فون نکال کر کرنل گوپال کی طرف بڑھا دیا ۔ کرنل گوپال نے ہیڈ فون کانوں پر چڑھائے ۔ اسی لمحے اسے ایک مردانہ آواز سنائی

دی۔

" عمران صاحب ۔ کیا آپ واقعی بیس کیمپ کو مکمل طور پر تباہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں"... اس آواز کو سن کر پہلے تو کرنل گوپال خاموش رہا جیسے اسے یہ الفاظ سمجھ ہی نہ آئے ہوں مگر پھر وہ بری طرح سے چونک پڑا ۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

" بیس کیمپ کو تباہ کئے بغیر ہم لیبارٹری میں نہیں پہنچ سکیں گے مادام کیٹ یہ تو جانتی تھی کہ لیبارٹری بیس کیمپ کے نیچے موجود ہے مگر اسے لیبارٹری کے ان خفیہ راستوں کا علم نہیں تھا ۔ ان راستوں کے بارے میں بیس کیمپ کا انچارج کرنل گوپال جانتا ہے"... دوسری آواز سنائی دی تو کرنل گوپال کا چہرہ یکلخت متغیر ہو گیا۔

" کیا مطلب ۔ یہ ۔ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں"... کرنل گوپال نے حیرانی سے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو کشن چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا مگر کرنل گوپال نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی ۔ وہ غور سے ان کی باتیں سننے لگا۔

" تو کیا کرنل گوپال آسانی سے ہمیں لیبارٹری کے راستے کے بارے میں بتا دے گا"... لڑکی کی آواز سنائی دی تو کرنل گوپال ایک بار پھر چونک پڑا ۔ اس نے اس بار مادام کیٹ کے ہونٹ ہلتے دیکھے تھے مگر آواز مادام کیٹ کی نہیں تھی۔

" یہ ۔ یہ کیا ہو رہا ہے ۔ مادام کیٹ کی آواز کیوں بدلی ہوئی

ہے"... کرنل گوپال نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سکرین پر نظر آنے والی مادام کیٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل گوپال ہمیں بتائے یا نہ بتائے ہمیں ہر حال میں لیبارٹری میں داخل ہونا ہے۔ اس کے لئے ہمیں چاہے جنگل کی زمین ہی کیوں نہ ادھیڑنی پڑے"... دوسری آواز سنائی دی تو کرنل گوپال نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اس کا چہرہ حیرت اور غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ مادام کیٹ اور اس کی ایجنسی کے افراد نہیں ہیں"... کرنل گوپال نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر کشن سمیت وہاں موجود تمام افراد چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر"... کشن نے حیرت سے کرنل گوپال کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ وہی افراد ہیں جنہوں نے آگورین طیارے سے جنگل میں چھلانگیں لگائی تھیں۔ اب سمجھ میں آرہا ہے مادام کیٹ کو واپسی میں اتنا وقت کیوں لگا ہے۔ ان لوگوں نے مادام کیٹ اور اس کے ساتھیوں کو یقیناً ہلاک کر دیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف اس کے لباس پہن لئے ہیں بلکہ مادام کیٹ اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ بھی کر لئے ہیں تاکہ یہ مجھے ڈاج دے سکیں۔ یہ سب کیٹ ایجنسی کے میک اپ میں بیس کیمپ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ کس قدر ڈاجنگ گیم کھیل رہے ہیں۔ مگر میں انہیں ڈاجنگ گیم

نہیں کھیلنے دوں گا۔ میں نے ان کی باتیں سن لی ہیں۔ اب یہ میرے ہاتھوں نہیں بچ سکیں گے"... کرنل گوپال نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا کمپیوٹر اور مشین آپریٹرز حیرت زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں کرنل گوپال کی باتیں سمجھ میں نہ آرہی ہوں۔

"کشن۔ نائن تھری ٹرانسمیٹر لاؤ۔ جلدی"... کرنل گوپال نے کشن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"... کشن نے کہا اور اپنی کرسی سے اٹھ کر تیزی سے شمالی دیوار کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک آہنی الماری موجود تھی۔ اس نے الماری کھولی اور ٹرانسمیٹر نکال کر واپس آگیا۔

"اس پر کیپٹن نارائن کی فریکونسی ملاؤ۔ ہری اپ"... کرنل گوپال نے کہا تو کشن ٹرانسمیٹر آن کر کے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"کیپٹن نارائن آن لائن ہیں سر"... کشن نے کیپٹن نارائن سے رابطہ کر کے ٹرانسمیٹر کرنل گوپال کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ کرنل گوپال نے اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر لے لیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کیپٹن نارائن۔ اوور"... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کرنل گوپال کالنگ یو۔ اوور"... کرنل گوپال نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ یس سر ۔ حکم سر"... دوسری طرف سے کیپٹن نارائن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

"کیپٹن نارائن میری بات غور سے سنو ۔ رات کو چند نامعلوم افراد نے ساندر بن کے شمال مشرقی کنارے پر آگورین طیارے سے پیراشوٹس سے چھلانگیں لگائی تھیں ۔ ان افراد کی تعداد سات ہے ۔ پرائم منسٹر نے کیٹ ۶ ایجنسی کی چیف مادام کیٹ کو ان کی سرکوبی کا حکم دیا تھا جس پر مادام کیٹ اپنے ساتھیوں کو لے کر فوراً روانہ ہو گئی تھی ۔ رات سے دن ہو گیا مگر میرا نہ کسی طرح مادام کیٹ سے رابطہ ہوا تھا اور نہ ہی وہ واپس آئی تھی ۔ مجھے تشویش ہوئی تو میں کنٹرول روم میں آ گیا ۔ میں نے جنگل کے اس حصے پر فلیشر فائر کرایا تو مجھے سکرین پر مادام کیٹ اور اس کے ۶ ایجنسی کے افراد دکھائی دیئے وہ انہی جیپوں میں واپس آ رہے ہیں جو وہ کیمپ سے لے گئے تھے ۔ میں نے احتیاطاً مادام کیٹ اور اس کے ساتھیوں کی باتیں سننے کی کوشش کی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ مادام کیٹ اور اس کی ۶ ایجنسی کے افراد نہیں ہیں بلکہ ان مجرموں نے مادام کیٹ اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے ان کا میک اپ کر کے اور لباس بدل کر ان کی جگہ لے لی ہے ۔

مادام کیٹ اپنے ساتھ بیس افراد لے گئی تھی ان کی تعداد اب بھی بیس ہے ۔ میرا خیال ہے جنگل میں پہلے سے ان کے ساتھی موجود تھے وہ سب بیس کیمپ کی طرف آ رہے ہیں اور ان کا ارادہ

بیس کیمپ کو تباہ کرنے کا ہے ۔ تم فوراً اپنی فورس لے کر جاؤ اور ان سب کو ہلاک کر دو ۔ تم اپنی پوری طاقت استعمال کرو گے اور انہیں ہر صورت میں ہلاک کرو گے ۔ یہ لوگ خطرناک معلوم ہوتے ہیں ۔ مادام کیٹ اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے والے افراد معمولی نہیں ہو سکتے ۔ اس لئے میرا حکم ہے کہ انہیں بغیر موقع دیئے ہلاک کر دیا جائے ۔ اوور"... کرنل گوپال نے کیپٹن نارائن کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"سر ۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں آپ مجھے ان کی رینج اور لوکیشن بتا دیں ۔ اوور"... کیپٹن نارائن نے کہا تو کرنل گوپال سکرین کے نیچے فگرز کو دیکھ کر ان جیپوں کی بیس کیمپ سے دوری اور ان کی رفتار کے ساتھ ساتھ ان کی لوکیشن بتانے لگا ۔

"اوکے سر ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ میں جا رہا ہوں ۔ اوور"... کیپٹن نارائن نے کہا ۔

"اوکے اوور اینڈ آل"... کرنل گوپال نے کہا ۔ اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔

"سر ۔ کیا واقعی یہ کیٹ ۶ ایجنسی کے افراد نہیں ہیں"... کشن نے کرنل گوپال کو ٹرانسمیٹر بند کرتے دیکھ کر ڈرتے ڈرتے پوچھا ۔

"ہاں ۔ یہ وہی مجرم ہیں جن کی سرکوبی کے لئے مادام کیٹ اور اس کی ۶ ایجنسی کے ارکان گئے تھے"... کرنل گوپال نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

"تو سر ان کی ہلاکت کے لئے آپ کیپٹن نارائن کو کیوں بھیج رہے ہیں ۔ اگر آپ ان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو ان پر ایم ایم سکسٹی میزائل فائر کر دیں ۔ ایم ایم سکسٹی میزائلوں سے جیپوں کے ساتھ ان سب کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے"... کشن نے کہا۔

"ایم ایم سکسٹی میزائل ۔ اوہ ۔ کیا یہ اس رینج میں ہیں کہ یہ ایم ایم سکسٹی میزائلوں سے ہٹ ہو سکیں"... کرنل گوپال نے چونک کر پوچھا۔

"یس سر ۔ یہ اصل رینج سے کافی آگے آچکے ہیں ۔ انہیں آسانی سے ہٹ کیا جا سکتا ہے"... کشن نے کہا۔

"اوہ ۔ ٹھیک ہے ۔ جلدی کرو ۔ میزائل لانچر اوپن کرو اور ان جیپوں کو ہٹ کر دو ۔ ہری اپ"... کرنل گوپال نے کہا تو کشن سر ہلا کر اپنی مشین کے ساتھ والی دائیں طرف موجود مشین کی طرف بڑھ گیا ۔ جو آف تھی مشین کمپیوٹرائزڈ تھی اس پر بھی ایک چھوٹی سکرین لگی ہوئی تھی ۔ کشن نے جلدی جلدی اس مشین کو آن کیا اور اس پر لگے ہوئے مختلف بٹن پریس کرتا چلا گیا ۔ مشین آن ہوتے ہی اس میں سے گھوں گھوں کی آواز ابھرنے لگی اور اس کی سکرین روشن ہو گئی کشن نے پہلی سکرین پر موجود فگرز کو دیکھتے ہوئے مشین پر رینج ایڈجسٹ کی اور مختلف ڈائل گھمانے لگا ۔ سکرین پر یکلخت سرخ رنگ کے چار دھبے سے نمودار ہوئے جو آگے بڑھ رہے تھے ۔ سکرین پر چار ٹارگٹ کراس بھی نظر آرہے تھے ۔ کشن نے پھر چند ڈائل گھمائے اور

بٹن پریس کرتے ہوئے ٹارگٹ کراسوں کو ان سرخ دھبوں پر ایڈجسٹ کر دیا۔

"میں نے ٹارگٹ فکسڈ کر دیئے ہیں سر"... کشن نے کرنل گوپال سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میزائل فائر کرو"... کرنل گوپال نے کرخت لہجے میں کہا تو کشن نے مشین کا ایک سیفٹی حصہ کھولا اور اس میں موجود ایک بٹن پریس کر دیا ۔ مشین کا ایک خانہ کھلا اور اس میں سے سرخ رنگ کا ایک بٹن ابھر کر باہر آگیا ۔ اس نے سرخ بٹن کو پریس کیا تو مشین سے تیز گونج کی آواز نکلی اور سکرین پر بیس کیمپ کے ایک خفیہ حصے سے ایک دو فٹ کا میزائل آگ اگلتا ہوا اوپر اٹھتا دکھائی دیا۔

"میزائل نمبر ون فائر سر"... کشن نے کہا ۔ کرنل گوپال نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا ۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے دو بٹن پریس کئے تو مشین کی سکرین کے دو حصے ہو گئے سکرین کے ایک حصے میں جنگل میں جیپیں دوڑتی دکھائی دے رہی تھیں جبکہ دوسری طرف ایک میزائل برق رفتاری سے اڑتا دکھائی دے رہا تھا۔

"باقی تین میزائل بھی فائر کر دو"... کرنل گوپال نے کہا تو کشن نے اسی ریڈ بٹن کو یکے بعد دیگرے تین بار پریس کر دیا۔

"سکرین پر میزائل افقی انداز میں اڑتا ہوا بڑھ رہا تھا ۔ پھر کرنل گوپال نے جیپوں میں موجود نقلی کیٹ ۶ ایجنسی کے افراد کو بری طرح چونکتے دیکھا ۔ انہوں نے یکلخت جیپیں روک لی تھیں ۔ اور سر اٹھا کر

آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے ۔ پھر اچانک درختوں کے پیچھے سے ایم ایم سکسٹی میزائل نکلا اور پلک جھپکنے میں سب سے اگلی جیپ پر جا گرا ۔ آگ کا ایک الاؤ سا بلند ہوا اور کرنل گوپال اور کنٹرول روم میں موجود افراد نے اس جیپ کے ٹکڑے اڑتے دیکھے ۔ آگ کے شعلوں کے ساتھ وہاں سیاہ رنگ کا کثیف دھواں بھی پھیل گیا تھا ۔ چند لمحوں بعد دوسرا میزائل بھی آیا اور دوسری جیپ سے ٹکرایا ۔ کرنل گوپال اور اس کے ساتھیوں نے دوسری جیپ کے ساتھ انسانی ٹکڑوں کو بھی فضا میں بلند ہوتے دیکھا ۔ پھر یکے بعد دو میزائل اور آئے اور کثیف دھویں میں انہوں نے دوسری دو جیپوں کے بھی ٹکڑے اڑتے دیکھے ۔

" گڈ شو کشن ۔ رئیلی گڈ شو ۔ تم نے بیک وقت چاروں جیپوں کو ہٹ کر کے انہیں نکلنے کا موقع نہیں دیا ۔ ان میزائلوں کی بلاسٹنگ کے بعد ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچا ہو گا ۔ ان سب کی ہلاکت یقینی ہے ۔ قطعی یقینی "... کرنل گوپال نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو اپنی تعریف سن کر کشن کا چہرہ دمک اٹھا ۔ کرنل گوپال نے ٹرانسمیٹر پر کیپٹن نارائن سے دوبارہ رابطہ کیا اور اسے نقلی کیٹ ایجنسی کی ہلاکت کا مژدہ سناتے ہوئے حکم دیا کہ وہ وہاں جا کر نہ صرف ان سب افراد کی لاشوں کے ٹکڑے چیک کرے اور اگر وہاں ان کا کوئی سامان مل جائے تو اسے اٹھا لائے جس سے شاید ان کی شناخت ممکن ہو سکے ۔ اس کے علاوہ کرنل گوپال نے کیپٹن نارائن

کو مادام کیٹ اور اس کے ساتھیوں کی تلاشی کا بھی حکم دیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ اب اس کے چہرے پر گہرا سکون تھا ۔ اس نے بروقت عقل مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مادام کیٹ اور اس کے ساتھیوں کو چیک کر لیا تھا ورنہ ان کی جگہ دوسرے افراد جس طرح ڈاجنگ گیم کر کے بیس کیمپ میں گھسنا چاہتے تھے وہاں واقعی وہ ہر طرف خوفناک تباہی پھیلا سکتے تھے ۔ مگر اب بیس کیمپ کو کوئی خطرہ نہیں تھا ۔ کرنل گوپال کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ وہ لوگ کون تھے وہ مسرور تھا کہ اس نے ان افراد کا خاتمہ کر دیا ہے جنہوں نے مادام کیٹ اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک یا غائب کیا تھا ۔

Malik Farrukh Nadeem
PakistaniPoint-14-11-2015

" تت ۔ تم ۔ ہنس کیوں رہی ہو"... راڈل نے سارہ نواب کو اس بری طرح ہنستے دیکھ کر کراہتے ہوئے اور حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" تم اپنے آپ کو بہت زیادہ عقلمند سمجھتے ہو راڈل ۔ ہے ناں"... سارہ نواب نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کک ۔ کیوں"... راڈل نے اسی انداز میں کہا۔

" تمہیں اپنے آپ پر اور خاص طور پر کیٹ ایجنسی کی مادام کیٹ پر ضرورت سے زیادہ ہی بھروسہ ہو گیا تھا"... سارہ نواب نے کہا۔

" میں سمجھا نہیں ۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو"... راڈل نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے ۔ مادام کیٹ نے تمہیں اصلی ڈی ہائٹ اور اصلی ڈاکٹر انور عباس دیا تھا"... سارہ نواب نے کہا۔

" ہاں ۔ ہاں"... راڈل نے سر ہلا کر کہا۔

" تم بہت بڑے احمق ہو راڈل ۔ مادام کیٹ نے تمہیں اعتماد میں لے کر تمہارے ساتھ ڈاجنگ گیم کھیلی ہے ۔ بہت بڑی ڈاجنگ گیم"... سارہ نواب نے کہا۔

" ڈاجنگ گیم ۔ مم ۔ میں سمجھا نہیں"... راڈل نے بدستور حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

" مادام کیٹ نے نہ تمہیں اصلی ڈی ہائٹ دیا ہے اور نہ ہی تمہارے پاس اصلی ڈاکٹر انور عباس موجود ہیں"... سارہ نواب نے جیسے راڈل پر انکشاف کرتے ہوئے کہا ۔ چند لمحے راڈل حیرت بھری نظروں سے اسی کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بری طرح چونک گیا۔

" کک ۔ کیا ۔ کہا تم نے"... اس نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر انور عباس میرے انکل ہیں ۔ میں انہیں اچھی طرح سے پہچانتی ہوں تم جسے ڈاکٹر انور عباس سمجھ رہے ہو یہ کوئی اور ہے ۔ نہ تم اصلی ڈاکٹر انور عباس کو پہچانتے ہو اور نہ ہی تمہیں ڈی ہائٹ کے بارے میں کچھ پتہ تھا کہ اس کی ہیئت کیسی ہے ۔ مادام کیٹ نے تمہاری اسی بات کا فائدہ اٹھایا ہے ۔ اس نے کسی اور کو ڈاکٹر انور عباس بنا کر تمہارے حوالے کر دیا ہے اور جسے تم ڈی ہائٹ سمجھ کر اپنے ساتھ لائے ہو یہ ایس آر ایچ آلہ ہے جو بظاہر سولر سسٹم کے تحت کام کرتا ہے مگر یہ آلہ میزائلوں میں استعمال نہیں ہوتا ۔ اس

آلے سے چھوٹی بڑی مشین چلانے کا کام لیا جاتا ہے اور بس"... سارہ نواب نے کہا۔

" نن ۔ نہیں ۔ یہ نہیں ہو سکتا تم ۔ تم جھوٹ بول رہی ہو"... راڈل نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" میں اس آلے کو بخوبی پہچانتی ہوں ۔ یہ اور تمہارا ڈاکٹر انور عباس میرے کسی کام کے نہیں ہیں ۔ تمہیں ڈاج دے کر مادام کیٹ خود اصلی ڈی ہائٹ اور اصلی ڈاکٹر انور عباس کو لے گئی ہے ۔ اس نے تمہاری انفارمیشن کا فائدہ اٹھایا ہو گا ۔ تمہیں اس نے ڈاج اس لئے دیا ہو گا کہ تم اس کے پیچھے نہ آ سکو اور وہ آسانی سے دونوں کو لے کر کافرستان نکل جائے"... سارہ نواب نے کہا اور اس نے آلے کو زور سے زمین پر مار کر توڑ دیا ۔ راڈل کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں وہ سارہ نواب اور آلے کے ٹوٹے ہوئے پرزوں کو دیکھ رہا تھا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے سارہ نواب کی باتوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو ۔

" ڈی ہائٹ اور ڈاکٹر انور عباس میری حماقت کی وجہ سے مادام کیٹ لے گئی ہے ۔ یہ شپ آگوریا جا رہا ہے اور تمہاری سوئی نے مجھے بتایا تھا کہ شپ ساندر بن کے جنگلات کے قریب سے گزرے گا میں اب خود ساندر بن کے جنگلات کے راستے کافرستان جاؤں گی اور جیسے بھی ہو گا مادام کیٹ کو ٹریس کر کے اس سے اصل ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ حاصل کروں گی ۔ ڈاکٹر انور عباس اور ان کی

ایجاد پاکیشیا کی امانت ہیں ۔ میں انہیں جیسے بھی ہو واپس پاکیشیا پہنچاؤں گی"... سارہ نواب نے ٹھوس لہجے میں کہا ۔ اس نے پلنگ سے ایک بار پھر سائیلنسر لگا پسٹل اٹھا لیا۔

" اب دلدار اور میرے انکل تیمور کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہیں"... سارہ نے کہا تو راڈل نے موت کے خوف سے اسے ان دونوں کے بارے میں بتا دیا۔

" گڈ ۔ میں تمہیں ٹرانسمیٹر دیتی ہوں اس سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رابطہ کرو اور ان سے کہو کہ وہ دلدار اور میرے انکل کو چھوڑ دیں اور ان تمام بلڈنگز سے بھی ہٹ جائیں جو ان کے نشانے پر ہیں"... سارہ نے کہا اور پھر اس نے راڈل کی جیبوں کی تلاشی لے کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا ۔ راڈل نے اس کی فریکوئنسی بتائی جس کو ملا کر اس نے ٹرانسمیٹر راڈل کے منہ سے پاس کر دیا اور راڈل اپنے ساتھیوں کو سارہ کے کہنے کے مطابق ہدایات دینے لگا۔

" لک ۔ کیا تم مجھے ہلاک کر دو گی"... راڈل نے خوفزدہ نظروں سے اس کے ہاتھ میں موجود پسٹل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" تم نے جو میرے ساتھ کیا تھا اس کی سزا موت ہی ہونی چاہئے لیکن اب مجھے تمہارے حال پر ترس آ رہا ہے ۔ تم ہار چکے ہو راڈل اور ہارا ہوا انسان میرے نزدیک مردوں سے بھی برتر ہوتا ہے اور مردوں پر وار کرنے کا مجھے کوئی شوق نہیں ہے"... سارہ نواب نے منہ بنا کر کہا ۔ اس نے راڈل کو اپنے ساتھی سے بات کرانے کے بعد اس کا

ٹرانسمیٹر فرش پر مار کر توڑ دیا تھا تو راڈل کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔ سارہ نواب نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر پسٹل کا دستہ مارا تو راڈل کے حلق سے درد بھری چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ پھر سارہ نواب نے پلنگ کے نیچے سے راڈل کی گرل فرینڈ سوئیٹی کو نکالا اور اس کا لباس اتار کر خود پہن لیا اور اپنا لباس اسے پہنا دیا۔ کیبن کی ایک الماری میں اسے میک اپ کا سامان نظر آیا تھا جو غالباً راڈل کا تھا۔ اس نے الماری سے میک اپ کا سامان نکالا اور کیبن کی ایک دیوار پر شیشہ لگا ہوا تھا اس نے جلدی جلدی سوئیٹی کا میک اپ کیا۔ اچھی طرح جائزہ لے کر اس نے اطمینان سے سر ہلایا اور کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ پسٹل اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔

" اوہ۔ راڈل کو زندہ چھوڑ کر میں حماقت کر رہی ہوں میں نے اسے خود ہی بتا دیا ہے کہ اصلی ڈی ہائٹ اور ڈاکٹر انور عباس مادام کیٹ کے پاس کافرستان میں ہیں۔ اس بدبخت کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ بعد میں یہ میرے لئے پریشانیاں کھڑی کر سکتا ہے اس لئے اس کا آف ہونا ضروری ہے۔ بے حد ضروری"... سارہ نواب نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ وہ واپس مڑی اور راڈل کے پاس آ گئی۔ بے بس اور بے ہوش انسان پر اسے فائر کرنے کا حوصلہ نہ ہو رہا تھا۔ یہ اس کی فطرت نہ تھی مگر راڈل جیسے انسان کا زندہ رہنا اس کے مفادات کے خلاف ہو سکتا تھا اس لئے اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی راڈل پر گولی چلا دی۔ پسٹل سے گولی نکل کر راڈل کی کھوپڑی پر پڑی تھی۔

راڈل کی کھوپڑی کسی ناریل کی طرح سے پھٹ گئی تھی۔ راڈل کو تڑپنے اور چیخنے کا بھی موقع نہیں ملا تھا اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔

" راڈل کو ہلاک کر کے سارہ نواب کیبن کا لاک کھول کر کیبن سے باہر آ گئی۔ راہداری بالکل خالی تھی۔ ربڑ کی موٹی چادروں کی وجہ سے واقعی باہر آواز نہیں گئی تھی ورنہ اب تک باہر انسانوں کا مجمع لگا ہوتا کیونکہ راڈل کی دردناک چیخیں بے حد تیز تھیں۔

" سارہ نواب کو چونکہ سوئیٹی نے راڈل کے بقیہ ساتھیوں کے بارے میں بتا دیا تھا کہ وہ کس کیبن میں ہیں اس لئے سارہ نواب نے انہیں چھیڑنا مناسب نہ سمجھا اور سامنے موجود سیڑھیاں چڑھتی ہوئی ڈیک پر آ گئی جہاز کافی بڑا تھا جس پر بڑے بڑے کنٹینر لدے ہوئے تھے اور جہاز نہایت سبک رفتار سے اپنی منزل آگوریا کی طرف رواں دواں تھا۔ ڈیک پر جہاز کے افراد آ جا رہے تھے۔

سارہ نواب نے چونکہ سوئیٹی کا میک اپ کر رکھا تھا اس لئے اسے اس بات کی فکر نہیں تھی کہ اسے پہچان لیا جائے گا وہ آزادی سے ڈیک پر گھومنے پھرنے لگی۔ جہاز کے دائیں طرف اونچی اونچی چٹانیں دکھائی دے رہی تھیں جن کی دوسری طرف دیکھنا مشکل تھا۔ جہاز ان پہاڑ نما چٹانوں کے کافی قریب سے گزر رہا تھا۔

" سنو"... سارہ نواب نے ایک شخص کو آواز دیتے ہوئے کہا جو اس کے پاس سے گذر رہا تھا۔

" یس مس"... نوجوان نے اس کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں

کہا۔

" یہ پہاڑ کیسے ہیں ۔ کیا ہے ان کی دوسری طرف"... سارہ نواب نے اس سے پوچھا۔

" یہ ساندر بن کے جنگلات ہیں مس"... نوجوان نے کہا۔

" ساندر بن کے جنگلات اوہ کیا یہ بہت بڑے جنگل ہیں"... سارہ نواب نے پوچھا۔

" یس مس ۔ یہ جنگلات سینکڑوں میل تک پھیلے ہوئے ہیں ۔ کافرستان کے سب سے بڑے اور خوفناک جنگلات ہیں یہ ۔ ان جنگلوں میں اگر کوئی گم ہو جائے تو اس کا ملنا مشکل ہو جاتا ہے اور یہ جنگل خطرناک اور خونخوار درندوں سے بھی بھرے ہوئے ہیں"... نوجوان نے کہا تو سارہ نواب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ وہ سوچنے لگی کہ ان جنگلوں کے راستے کافرستان نہیں جانا چاہئے ۔ وہ اس قدر طویل اور خوفناک جنگلوں کو کیسے پار کرے گی ۔ ان جنگلوں میں ظاہر ہے اسے کوئی سواری تو میسر آ نہیں سکتی تھی پھر بھلا ان جنگلوں سے گزر کر اس کا کافرستان میں داخلہ ناممکنات میں سے تھا۔

سارہ نواب سوچنے لگی کہ ان جنگلوں میں جانے سے بہتر ہے کہ وہ شپ کے ساتھ آگو ریا چلی جائے پھر وہاں سے وہ کافرستان میں داخل ہونے کی کوشش کرے گی اور پھر جیسے بھی بن پڑا وہ کیٹ ۶ بجنسی کو تلاش کرے گی ۔ ان سے ڈاکٹر انور عباس اور ان کی ایجاد کو حاصل کرنا اس کے لئے چیلنج بن چکا تھا ۔ وہ خود کو اس بات کی

ذمہ دار سمجھ رہی تھی کہ اس کی وجہ سے ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ پاکیشیا سے حاصل کئے گئے ہیں ۔ اب جب تک وہ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ کو واپس پاکیشیا نہیں پہنچا دیتی اس وقت تک وہ چین نہیں لے گی ۔ جس کے لئے اسے لامحالہ کافرستان جانا تھا ۔ وہ ہر حال میں عمران اور سر سلطان کے سامنے سرخرو ہونا چاہتی تھی تاکہ وہ کسی طرح اپنی غلطی کا ازالہ کر سکے۔

" وہ دیکھو ۔ وہ رہی ۔ وہ کتیا جس نے راڈل کو ہلاک کیا ہے"... اچانک سارہ نواب نے ایک چیختی ہوئی آواز سنی ۔ اس نے چونک کر دیکھا تو راڈل کی گرل فرینڈ سوئیٹی، راڈل کے چند مسلح ساتھیوں کو لے کر اس کی طرف آ رہی تھی ۔ وہ اور راڈل کے ساتھی بے حد غصے میں تھے ۔ سوئیٹی کو دیکھ کر سارہ نواب ایک طویل سانس لے کر رہ گئی تھی ۔ اس نے سوئیٹی کو یونہی بے ہوش چھوڑ دیا تھا ۔ اسے شاید کیبن سے سارہ نواب کے نکلتے ہی ہوش آ گیا ہو گا تو وہ راڈل کی لاش دیکھ کر چونک اٹھی ہو گی اور پھر وہ یقیناً کیبن سے نکل کر راڈل کے ساتھیوں کے پاس گئی ہو گی اور اس نے انہیں ساری صورت حال بتائی ہو گی۔

اب دو مسلح افراد اس کے ساتھ آ رہے تھے ۔ سوئیٹی نے اس کی طرف اشارہ کر کے اپنے ساتھیوں کو بتایا تھا اور جیسے ہی سارہ نواب نے ان کی طرف دیکھا مسلح افراد نے اس کی طرف مشین گنوں کا رخ کر کے ٹریگر دبا دیئے ۔ فضا یکلخت مشین گنوں کی ریٹ ریٹ کی

آوازوں سے گونج اٹھی ۔ جیسے ہی انہوں نے مشین گنوں کے ٹریگر دبائے سارہ نواب نے دائیں طرف چھلانگ لگا دی ۔ مشین گنوں سے نکلنے والی گولیاں ٹھیک اس جگہ پر پڑیں جہاں ایک لمحہ پہلے سارہ نواب موجود تھی ۔ تختوں میں یکلخت بے شمار سوراخ ہو گئے تھے ۔ مسلح افراد نے مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے سارہ نواب کو گولیوں کا نشانہ بنانا چاہا مگر سارہ نواب تو جیسے چھلاوہ بن گئی تھی ۔

وہ ادھر ادھر چھلانگیں لگا کر اور قلابازیاں کھاتے ہوئے خود کو ان کے حملوں سے بچا رہی تھی ۔ پھر اس نے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور قلابازی کھاتے ہوئے شپ کے کنارے پر آ گئی ۔ اس سے پہلے کہ وہ مشین گنوں کا رخ اس کی طرف کر کے فائرنگ کرتے سارہ نواب نے سمندر میں چھلانگ لگا دی ۔ اسے سمندر میں کودتے دیکھ کر مسلح افراد تیزی سے کنارے پر آئے اور انہوں نے عین اس جگہ فائرنگ کرنا شروع کر دی جہاں سارہ نواب پانی میں کودی تھی مگر سارہ نواب پانی میں گرتے ہی نیچے ہی نیچے اترتی چلی گئی ۔

مشین گنوں کی گولیاں اس کے ارد گرد پانی میں لکیریں سی بناتے ہوئے گزر رہی تھیں ۔ جہاز چونکہ مسلسل آگے بڑھ رہا تھا اس لئے سارہ نواب نے رکے بغیر اس طرف تیرنا شروع کر دیا جس طرف سے جہاز آ رہا تھا ۔ کافی آگے جا کر اس نے اپنے جسم کو موڑا اور کسی مچھلی کی طرح تیرتی ہوئی پانی کی سطح پر آ گئی ۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو شپ اس سے کافی دور جا چکا تھا اور ٹرن لیتا ہوا چٹانوں کی طرف مڑ

رہا تھا جس کی وجہ سے سوئیٹی اور اس کے ساتھی اسے نہیں دیکھ سکتے تھے ۔

جہاز کو دوسری طرف مڑتے دیکھ کر سارہ نواب بے اختیار مسکرا دی ۔ وہ ساندر بن کے جنگلوں میں نہیں جانا چاہتی تھی مگر وہ سوئیٹی کی وجہ سے ان کی نظروں میں آ گئی تھی اور راڈل کے ساتھیوں نے جس طرح اس پر فائرنگ کی تھی اگر وہ سمندر میں نہ کودتی تو اسے یقیناً اپنی جان بچانا مشکل ہو جاتی ۔ اب جہاز اسے سمندر میں چھوڑ کر جا چکا تھا اور سارہ نواب کے پاس ساندر بن کے جنگلوں میں جانے کے سوا کوئی چارہ باقی نہ رہ گیا تھا ۔ چنانچہ اس نے تن بہ تقدیر ہو کر ان پہاڑ نما چٹانوں کی طرف تیرنا شروع کر دیا جن کی دوسری طرف ساندر بن کے جنگلات تھے ۔ وہ تیرتی ہوئی چٹانوں کے قریب آئی اور سر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگی جو کم و بیش چالیس پچاس فٹ بلند تھی ۔

چٹانیں سمندر کی لہروں کے ٹکرانے سے ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں اور ان میں دراڑیں، چھوٹے بڑے سوراخ اور ابھرے ہوئے پتھر دکھائی دے رہے تھے ۔ سارہ نواب اب ظاہر ہے سمندر میں تو رہ نہیں سکتی تھی اس لئے اس نے ابھرے ہوئے پتھروں کو پکڑا اور دراڑوں میں پیر پھنساتی ہوئی اوپر چڑھنا شروع ہو گئی ۔ جس رخ پر وہ چڑھ رہی تھی اس کے اوپر ایک غار کے دہانے نما بڑا سوراخ تھا ۔ سارہ نواب چٹانوں پر چڑھتی ہوئی اس سوراخ تک پہنچ گئی ۔ وہ چند لمحے ستانے کے لئے وہاں بیٹھی اور گہری نظروں سے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر

کو دیکھنے لگی ۔وہ سوچ رہی تھی کہ اب جب وہ ساندر بن کے جنگلوں میں داخل ہو گی تو اسے نجانے وہاں کیا کیا حالات پیش آئیں ۔ان جنگلوں سے گزر کر وہ کافرستان میں داخل ہو بھی سکے گی یا نہیں ۔وہ نجانے جنگلوں کے کس حصے میں ہو اور کافرستان پہنچتے پہنچتے اسے کتنا عرصہ لگ جائے۔

سارہ نواب کو خود پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے ڈی ہائٹ کے لئے کوشش ہی کیوں کی تھی اور اس کے متعلق تمام انفارمیشن راڈل کو کیوں دیتی رہی تھی جسے وہ دلدار سمجھ رہی تھی ۔وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اسے اچانک ایک چیخ نما تیز آواز سنائی دی تو وہ بری طرح سے چونک پڑی ۔اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ انسانی چیخ ہو اور چیخ کی آواز اسے اس غار سے دوسری طرف سے سنائی دی تھی۔

"کیا مطلب ۔کیا اس غار میں کوئی انسان موجود ہے"... سارہ نواب نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔دوسرے لمحے اسے پھر چیخ سنائی دی ۔اس چیخ کو سن کر اسے یقین ہو گیا تھا کہ غار میں واقعی کوئی انسان موجود ہے ۔چیخ کی آواز مردانہ تھی ۔یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی کسی بوڑھے اور کمزور انسان پر ظلم کر رہا ہو ۔سارہ نواب چند لمحے سوچتی رہی اور پھر اس نے غار میں جانے کا فیصلہ کر لیا ۔راڈل کا سائیلنسر لگا پسٹل اس کے پاس تھا اور پھر وہ غار کے اندرونی حصے کی طرف بڑھنے لگی۔

شروع شروع میں غار روشن تھا اور بظاہر خاصا کشادہ اور طویل

معلوم ہو رہا تھا مگر آگے خاصا اندھیرا تھا اور غار آگے دائیں طرف مڑتا دکھائی دے رہا تھا ۔سارہ نواب کے پاس ٹارچ یا لائٹر نام کی کوئی چیز نہیں تھی ۔وہ اسی طرح آگے بڑھ رہی تھی ۔غار میں سانپ اور دوسرے خطرناک زہریلے حشرات الارض بھی ہو سکتے تھے مگر سارہ نواب کو انسانی چیخ نے تجسس میں مبتلا کر دیا تھا ۔دوسرے اس نے لانگ شوز پہن رکھے تھے اس لئے اسے کسی کیڑے مکوڑے کے کاٹنے کا کوئی خطرہ نہیں تھا ۔وہ غار کی دیوار کا سہارا لئے آگے بڑھ رہی تھی اسے یہ غار انسانی ہاتھوں کا تراشیدہ معلوم ہو رہا تھا ۔غار بدستور کشادہ تھا۔

سارہ نواب کا نہ اب تک غار کی چھت سے سر ٹکرایا تھا اور نہ ہی اسے گھٹن کا احساس ہوا تھا ۔غار میں تازہ ہوا تھی جو غار کے اندرونی حصے سے آتی محسوس ہو رہی تھی ۔سارہ نواب نے جب دو تین ٹرن لئے تو اسے غار کا دوسرا دہانہ دکھائی دے گیا ۔اس طرف خاصی روشنی تھی اور روشنی میں سارہ نواب نے دہانے کے سرے پر ایک ہیوی ڈیوٹی بڑا ایگزاسٹ فین دیکھا تو وہ حیران رہ گئی ۔فین چل رہا تھا جس سے سارہ نواب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کسی زیر زمین حصے میں آ گئی ہے مگر ان جنگلوں میں کسی کو اس طرف زیر زمین جگہ بنانے کی کیا ضرورت تھی۔

سارہ نواب آگے بڑھی تو ایگزاسٹ فین کی تیز ہوا جیسے اسے پیچھے دھکیلنے لگی ۔شاید ایگزاسٹ فین کو ابھی آن کیا گیا تھا کیونکہ غار میں

داخل ہوتے ہی سارہ نواب کو نہ تیز ہوا کے جھونکے محسوس ہوئے تھے اور نہ ہی اسے کوئی گونج سنائی دی تھی ۔ اب ایگزاسٹ فین رفتار پکڑتا جا رہا تھا ۔ تیز گونج کے ساتھ غار میں تیز ہوا بھرتی جا رہی تھی ۔ فین سے ہوا کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا اور پریشر اس قدر زیادہ تھا کہ وہ سارہ نواب کو اڑا لے جاتا۔

سارہ نواب نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا ۔ پسٹل چونکہ چمڑے کی اندرونی جیب میں تھا اس لئے وہ سمندر کے پانی میں بھیگنے سے بچ گیا تھا ۔ سارہ نواب دیوار کے ابھرے ہوئے پتھروں کو پکڑتی ہوئی آگے بڑھی اور ایگزاسٹ فین سے کچھ فاصلے پر آ کر رک گئی ۔ اب وہ دوسری طرف کا ماحول دیکھ سکتی تھی ۔ وہ ایک خاصا کشادہ کمرہ تھا جس میں انسانی ضرورت کا ہر طرح کا سامان دکھائی دے رہا تھا ۔ سامنے دیوار کے پاس ایک آہنی کرسی پڑی تھی جس پر ایک ادھیڑ عمر شخص راڈز سے جکڑا ہوا دکھائی دے رہا تھا ۔ اس کے سر سے بال بکھرے ہوئے تھے ۔ بوڑھے کا سر ڈھلک کر اس کے سینے سے لگا ہوا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو ۔ جس راڈ سے اسے جکڑا گیا تھا اس کے ساتھ دو الیکٹرک تاریں لگی ہوئی تھیں جو دائیں طرف ایک چھوٹی سی مستطیل مشین میں جاتی دکھائی دے رہی تھیں ۔ اس مشین پر دل کی دھڑکن اور نبض کو چیک کرنے والی سکرین لگی ہوئی تھی ۔ اس مشین کے پاس ایک اور بوڑھا کھڑا تھا جس نے سفید رنگ کا اوور آل پہن رکھا تھا ۔ بوڑھا مشین کے

مختلف بٹن پریس کر رہا تھا اور ڈائل گھماتے ہوئے بار بار بے ہوش بوڑھے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

مشین کو آپریٹ کرنے والا بوڑھا خاصا پریشان دکھائی دے رہا تھا ۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا اور چہرے پر فرنچ کٹ سفید داڑھی ۔ راڈز والی کرسی پر ایک بوڑھے شخص کو جکڑے اور دوسرے بوڑھے شخص کو مشین کے پاس دیکھ کر سارہ نواب سمجھ گئی کہ وہ اس بے ہوش بوڑھے شخص کو الیکٹرک شاکس لگا رہا تھا ۔ شاید اس وجہ سے کرسی پر موجود بوڑھا چیخا تھا جس کی وجہ سے سارہ نواب اس غار میں آنے پر مجبور ہوئی تھی۔

مشین پر فرنچ کٹ والے بوڑھے نے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک راڈز والی کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص کو ایک زور دار جھٹکا لگا ۔ ایک لمحے کے لئے بوڑھے کا سر اٹھا اور پھر ڈھلک گیا لیکن اس ایک لمحے میں بوڑھے کا چہرہ سارہ نواب دیکھ چکی تھی ۔ اسے وہ چہرہ جانا پہچانا سا معلوم ہوا تھا ۔ دوسرے لمحے اسے یوں لگا جیسے اس کے دماغ میں کیڑے رینگ گئے ہوں جن کی نوکیلی اور زہریلی ٹانگیں اس کے دماغ کی رگوں میں چبھنے لگی تھیں ۔ اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا تھا ۔ وہ بوڑھا اور کوئی نہیں ڈاکٹر انور عباس تھا ۔ وہی سائنس دان جسے راڈل اس کی ایجاد سمیت اغوا کر کے لے آیا تھا اور جسے کافرستان کی کیٹ ایجنسی لے جانے میں کامیاب ہو گئی تھی اور اس نے ڈاجنگ گیم کرتے ہوئے نقلی ڈاکٹر انور عباس اور نقلی ڈی ہائٹ

راڈل کو دے دیا تھا۔

ڈاکٹر انور عباس کو وہاں دیکھ کر یکلخت سارہ نواب کے دل و دماغ میں سرشاری کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ خوشی کے مارے اس کا رواں رواں جیسے جھوم اٹھا تھا۔ اچانک ڈاکٹر انور عباس کے جسم کو ایک اور جھٹکا لگا اور ڈاکٹر انور عباس نے اچانک آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی ان کے منہ سے جیسے انتہائی اذیت ناک چیخیں نکلنے لگیں۔ ان کی چیخیں اس قدر تیز اور درد بھری تھیں کہ سارہ نواب کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔ ڈاکٹر انور عباس کو ہوش آ چکا تھا اور وہ بری طرح سے چیختے ہوئے ادھر ادھر سر مار رہے تھے جیسے ان کے جسم سے روح قبض کی جا رہی ہو۔ ڈاکٹر انور عباس کی یہ حالت دیکھ کر سارہ نواب کا چہرہ یکلخت غضبناک ہو گیا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے کیٹ ایجنسی کے ارکان کے لباس بدل لئے تھے۔ عمران نے ان سب کے چہروں پر میک اپ کر کے ان افراد کا ہمشکل بنا دیا تھا۔ اس نے جولیا کا بھی میک اپ کر کے اسے مادام کیٹ بنا دیا پھر عمران نے مادام کیٹ کو ہوش دلایا اور اس سے بیس کیمپ اور بیس کیمپ کے نیچے موجود لیبارٹری کی انفارمیشن حاصل کرنے کی کوشش کی۔

مادام کیٹ چونکہ عمران سے شکست کھا چکی تھی اس لئے اس نے عمران سے کیا ہوا وعدہ نبھانے کی کوشش کی کہ وہ اس سلسلے میں ان کی مدد کرے گی۔ اس نے عمران کو بیس کیمپ کے بارے میں تو معلومات فراہم کر دیں مگر وہ لیبارٹری کے بارے میں عمران کو کچھ نہ بتا سکی تھی کہ لیبارٹری میں داخل ہونے کا خفیہ راستہ کہاں ہے۔

عمران سے فائٹ کے دوران اس کے دل کے مقام پر ضرب آئی

تھی جس کا درد وہ کافی دیر برداشت کرتی رہی مگر پھر وہ جانبر نہ ہو سکی اور ہلاک ہو گئی ۔ بہرحال عمران کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ اسے بیس کیمپ کے بارے میں معلومات مل گئی تھیں جن کا انچارج کرنل گوپال تھا ۔ عمران نے اس کیمپ میں جانے اور اسے تباہ کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا ۔ عمران کے کہنے پر مادام کیٹ کی لاش کو چھپا دیا گیا اور کیٹ ۶ بجنسی کے تیرہ افراد کو باندھ کر وہیں ڈال دیا گیا ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی تعداد تیرہ تھی اس لئے عمران نے آٹھ افراد کو ہوش دلایا جو ان سب کو اپنے ساتھی ہی سمجھے تھے ۔ جولیا جو مادام کیٹ بنی ہوئی تھی اس کے حکم پر وہ سب ان جیپوں میں بیس کیمپ کی طرف چل پڑے ۔ اس بار وہ انہی کی لائی ہوئی جیپوں میں سوار تھے ۔

عمران نے مادام کیٹ کے ساتھیوں کو اگلی جیپوں میں جانے کا حکم دیا تھا ۔ تیسری جیپ میں عمران، جولیا، این ٹی، وائلڈ ٹائیگر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ موجود تھا جبکہ پچھلی جیپ میں صفدر، جوزف، جوانا اور این ٹی کی دوسرے ساتھی تھے ۔ وائلڈ ٹائیگر عمران کو جنگل کے تمام راستوں کے بارے میں بتاتا جا رہا تھا لیکن عمران چونکہ ڈائریکٹ بیس کیمپ میں پہنچنا چاہتا تھا اس لئے اس نے مادام کیٹ کے ساتھیوں کو آگے جانے دیا تھا ۔ رات انہوں نے جنگل میں ہی گزاری تھی ۔ اب جب وہ بیس کیمپ کی طرف جا رہے تھے تو خاصا دن نکل چکا تھا ۔

عمران اور جولیا آپس میں باتیں کر رہے تھے ان کے ساتھ چونکہ کیٹ ۶ بجنسی کا کوئی ممبر نہیں تھا اس لئے وہ بے فکری سے باتیں کر رہے تھے پھر اچانک عمران کے کان کھڑے ہو گئے وہ بری طرح سے چونک پڑا تھا ۔

" کیا ہوا "... اسے چونکتے دیکھ کر جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

" خطرہ "... عمران کے منہ سے نکلا تو اس کے ساتھی بری طرح سے چونک پڑے ۔

" خطرہ ۔ کیا مطلب ۔ اب کیا خطرہ ہے "... جولیا نے چونک کر کہا اسی لمحے انہیں دور سے ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" روکو ۔ جیپیں روک دو "... عمران نے جیپ کو بریک لگا کر اگلی جیپوں پر جانے والے افراد سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔ اس کی آواز سن کر دونوں اگلی جیپیں رک گئیں جبکہ پچھلی جیپ عمران کی جیپ رکتے ہی جوزف نے روک لی تھی ۔

" جیپوں سے کود جاؤ ۔ جلدی کرو "... عمران نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ جیپوں سے اترتے اچانک زور دار گونج کی آواز کے ساتھ سامنے درختوں کی جانب سے ایک میزائل اڑتا ہوا آیا اور سب سے اگلی جیپ سے آ ٹکرایا ۔ ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور جیپ آگ کا الاؤ بن کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فضا میں بکھر گئی ۔ ہر طرف آگ کے ساتھ وہاں سیاہ دھواں پھیل گیا تھا ۔

اس دھماکے کے ہوتے ہی عمران اور اس کے ساتھی جیپوں سے کود پڑے تھے جبکہ دوسری جیپ کے افراد جیپ سے اتر ہی رہے تھے کہ ایک اور میزائل آیا اور ان کی جیپ کے ساتھ ان کے بھی ٹکڑے اڑ گئے۔

" درختوں کے پیچھے جا کر زمین سے چپک جاؤ"... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو وہ لمبی لمبی چھلانگیں لگاتے ہوئے درختوں کے پیچھے چلے گئے اور زمین سے جونک کی طرح چپک گئے پھر یکے بعد دیگرے دو اور میزائل اڑتے ہوئے آئے اور ان کی جیپیں بھی تنکوں کی طرح سے بکھر گئیں ۔ اب وہاں چاروں طرف خوفناک آگ بھڑک اٹھی تھی خشک جھاڑیوں اور درختوں نے آگ پکڑ لی تھی جس سے تیز دھواں نکل رہا تھا ۔ کچھ دیر وہ اسی طرح زمین پر چپکے رہے پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

" وہ ہمیں مانیٹر کر رہے ہیں ۔ جھاڑیوں کی طرف بڑھو اور جھکے جھکے انداز میں آگے بڑھو"... عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا جیپوں سے کودتے ہوئے انہوں نے اپنے بیگ بھی اٹھا لئے تھے جن میں ان کا سامان تھا ۔ عمران کے کہنے پر وہ جلتی ہوئی جھاڑیوں سے بچتے ہوئے پچھلی طرف بڑھے اور نہایت تیزی سے دائیں طرف موجود جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے۔

" عمران نے بروقت انہیں جیپوں سے کودنے کا کہہ کر ان سب کی جانیں بچا لی تھیں ۔ اگر انہیں جیپوں سے کودنے اور درختوں کے

پیچھے پناہ لینے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو ان جیپوں کے ساتھ ان کے بھی پرخچے اڑ جاتے ۔ وہ جھکے جھکے انداز میں جھاڑیاں ہٹاتے ہوئے نہایت تیزی سے بھاگ رہے تھے ۔ پھر انہیں ایک جگہ درختوں کا جھنڈ سا نظر آیا درخت بے حد بڑے بڑے تھے اور اوپر سے سائبان کی طرح آپس میں ملے ہوئے تھے ۔ عمران نے ان سب کو ان درختوں کے جھنڈ میں جانے کو کہا اور خود بھی بھاگتا ہوا وہاں چلا گیا۔

" عمران صاحب کی عقل مندی نے ہمیں بچا لیا ہے ۔ اگر اگلی جیپوں میں کیٹ ایجنسی کے ارکان کی جگہ ہم ہوتے تو ہمارا کیا حال ہوتا"... وائلڈ ٹائیگر نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" وہی ہوتا جو منظور خدا ہوتا"... عمران نے مسکرا کر کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے ہم پر حملہ کس نے کیا ہو گا"... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" کرنل گوپال کے سوا ہم پر حملہ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے"... عمران نے کہا۔

" لیکن کیوں ۔ ہم سب نے تو میک اپ کر رکھے ہیں ۔ کیا انہوں نے مادام کیٹ اور اس کی ایجنسی پر حملہ کیا تھا"... جولیا نے کہا۔

" نہیں ۔ میرا خیال ہے کرنل گوپال کو ہماری ڈاجنگ گیم کا علم ہو گیا ہے ۔ اس نے جان لیا ہو گا کہ مادام کیٹ اور اس کے ساتھیوں کے روپ میں ہم آ رہے ہیں ۔ اسی لئے اس نے ہم پر میزائل

فائر کرائے ہوں گے"... عمران نے کہا۔

" لیکن کیسے ۔ اسے کیسے معلوم ہوا ہو گا کہ ہم ڈاجنگ گیم کر رہے ہیں"... جولیا نے کہا۔

" غلطی مجھ سے ہوئی ہے"... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو جولیا کے ساتھ اس کے دوسرے ساتھی بھی چونک پڑے۔

" غلطی ۔ کیسی غلطی"... جولیا نے کہا۔

" ہم نے کیٹ ٹجنسی کے ارکان کا میک اپ تو کر لیا تھا اور تم بھی پرفیکٹ مادام کیٹ کے میک میں ہو ۔ مگر جیپوں میں ہم نے باتیں کرتے ہوئے احتیاط سے کام نہیں لیا تھا ۔ ہم ایک دوسرے کو اصلی ناموں سے پکار رہے تھے اور ہم نے آوازیں بدلنے پر بھی دھیان نہیں دیا تھا ۔ میزائلوں کے فائر ہونے سے کچھ دیر پہلے ہی میں نے کانوں میں سنسناہٹ کی آواز محسوس کی تھی اس وقت جیپوں کے انجنوں کے شور کی وجہ سے اس سنسناہٹ پر میں نے توجہ نہیں دی تھی ۔ لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ وہ سنسناہٹ نہیں تھی جنگل میں فلیشر فائر کیا گیا تھا جو بے رنگ بے بو اور بے احساس قسم کی ریز ہوتی ہے ۔ اگر ارد گرد شور نہ ہو تو فلیشر فائر ہونے سے کانوں میں سنسناہٹ کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔

اس ریز کی وجہ سے مانیٹرنگ مشین میں نہ صرف ریز رینج کے علاقے میں موجود ہر چیز کو آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے بلکہ آوازوں کو

بھی سنا جا سکتا ہے ۔ کرنل گوپال نے یقیناً ہماری باتیں سن لی ہوں گی جس سے اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم کیٹ ٹجنسی سے تعلق نہیں رکھتے اور نہ تم مادام کیٹ ہو اس لئے اس نے ہمیں کوئی موقع دینا مناسب نہ سمجھتے ہوئے ہم پر میزائل فائر کرا دیئے ہوں گے"... عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

" تمہاری یہ ذرا سی بے احتیاطی کسی روز ہمیں لے ڈوبے گی"... تنویر نے اس کی بات سن کر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اس طرح تو کرنل گوپال نے ہمیں جیپوں سے کودتے اور جھاڑیوں کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھ لیا ہو گا"... صفدر نے کہا۔

" نہیں ۔ ان میزائلوں کی وجہ سے ہر طرف سیاہ دھواں پھیل گیا تھا اور ہم آگ اور دھویں سے ہوتے ہوئے جھاڑیوں میں گھسے تھے ۔ کرنل گوپال دھواں چھٹنے کے انتظار میں ہو گا تاکہ جیپوں کے ساتھ وہ ہماری لاشیں کے ٹکڑے بھی دیکھ سکے اسے ہماری لاشیں تو ملیں گی نہیں البتہ مادام کیٹ کے ساتھیوں کی لاشوں کے اتنے ٹکڑے ہو گئے ہیں کہ ان میں وہ ہمیں بھی شمار کر لے گا"... عمران نے کہا۔

" اس طرح تو ہم بیس کیمپ کی طرف کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکیں گے"... تنویر نے کہا۔

" وہ ۔ کیوں"... جولیا نے کہا۔

" فلیشر کی وجہ سے ان کی نظر جنگل پر ہو گی ۔ ہم جونہی آگے بڑھیں گے یقیناً ان کی نظروں میں آ جائیں گے ۔ وہ ہم پر میزائل

برساتے رہیں گے اور اگر ان کا ایک بھی میزائل نشانے پر پڑ گیا تو ہمارا حال بھی کیٹ ایجنسی کے ارکان سے مختلف نہ ہوں گا"... تنویر نے کہا۔

" ہاں ۔ یہ تو ہے"... این ٹی نے تنویر کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" کیوں عمران ۔ تم کیا کہتے ہو"... جولیا نے عمران کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" بہن بھائیوں کے درمیان شرمیلا دولہا کیا بول سکتا ہے"... عمران نے معصومانہ لہجے میں کہا۔

" بکو مت ۔ یہاں جان پر بنی ہے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے"... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" لو کر لو بات ۔ دولہا بننا مذاق ہوتا ہے کیا ۔ کیوں تنویر"... عمران نے کہا تو جولیا اور تنویر کی سوا سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں پھیل گئیں۔

" مجھے نہیں معلوم"... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

" شہ بالے میاں تم ہی بتاؤ ۔ کیا دولہا بننا مذاق ہوتا ہے"... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" عمران صاحب ۔ پلیز اس وقت ہم نازک مرحلے سے گزر رہے ہیں"... صفدر نے کہا۔

" نازک مرحلہ بھی تو دولہے کے لئے ہوتا ہے ۔ خوبصورت دلہن

مل جائے تو بیڑہ پار ورنہ"... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والوں میں سے تھا۔

" اس نے تو اسی طرح فضول بکواس کرتے رہنا ہے ۔ مس جولیا میں تو کہتا ہوں ہم کسی کی نظروں میں آتے ہیں تو آتے رہیں ہمیں مسلسل آگے بڑھنا چاہئے ۔ آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا ۔ ایک بار ہم بیس کیمپ تک پہنچ گئے تو موت کے طوفان کو خود ان کے لئے روکنا مشکل ہو جائے گا"... تنویر نے اپنی عادت کے مطابق کہا۔

" وہ بیس کیمپ کوئی معمولی بیس کیمپ نہیں ہے ۔ وہاں طیارہ شکن توپیں، میزائل، لانچر، بکتر بند گاڑیاں اور گن شپ ہیلی کاپٹر تک موجود ہیں ۔ اگر وہ حرکت میں آ گئے تو وہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے اس سارے جنگل کو راکھ بنا دیں گے"... عمران نے کہا۔

" تو تم کیا چاہتے ہو ۔ ہم ان کے خوف سے یہیں دبکے رہیں گے"... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

" بیٹھے رہو ۔ بڑی پر فضا اور ہری بھری جگہ ہے یہ ۔ پھل دار درختوں کے ساتھ ساتھ یہاں میٹھے پانی کی جھیلیں بھی ہوں گی اور شکار کی بھی یہاں کوئی کمی نہیں ہے ۔ این ٹی اور وائلڈ ٹائیگر ہمارے ساتھ ہیں یہ ہمیں بھوکوں نہیں مرنے دیں گے ۔ کیوں وائلڈ ٹائیگر"... عمران نے کہا تو این ٹی اور وائلڈ ٹائیگر مسکرا دیئے۔

" میرا خیال ہے عمران صاحب کچھ سوچ رہے ہیں"... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ احمقانہ باتوں کے سوا اور کیا سوچ رہا ہو گا"... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"بڑی دور کی کوڑی لائے ہو۔ تمہیں تو سیکرٹ ایجنٹ کی بجائے نجومی ہونا چاہئے تھا"... عمران نے مسکرا کر کہا تو وہ سب بھی مسکرا دیئے۔

"بتاؤ۔ تم ہی بتاؤ۔ کیا سوچ رہے ہو"... جولیا نے کہا۔

"احمقانہ باتیں"... عمران نے کہا تو وہ سب نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑے۔

"چلو وہی بتا دو"... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھوڑا سا انتظار کر لو پھر ایک بار ہی سب کچھ بتا دوں گا"... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ انتظار کیوں"... جولیا نے تنک کر پوچھا۔

"عمران صاحب۔ بیس کیمپ سے آنے والے فوجیوں کے انتظار میں ہیں"... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب بلکہ عمران بھی چونک پڑا۔

"فوجیوں کے انتظار میں۔ وہ کیوں"... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل گوپال پر کیٹ ایجنسی کا پول کھل چکا ہے۔ اس لئے اس نے جیپوں پر میزائل فائر کر کے ایک طرف سے ہم سب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اگر کرنل گوپال کو ہمارے بارے میں معلوم ہو گیا کہ ہم

کون ہیں تو وہ آسانی سے ہماری ہلاکت کا یقین نہیں کرے گا۔ وہ فوجیوں کو یقیناً چیکنگ کے لئے اس طرف بھیجے گا جہاں جیپیں تباہ ہوئی ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ اب عمران صاحب ان فوجیوں کی جگہ لینا چاہتے ہیں۔ کیوں عمران صاحب"... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خدا کی پناہ ہے۔ تم واقعی خطرناک ہوتے جا رہے ہو میرے لئے۔ جو باتیں میرے دل میں ہوتی ہیں وہ تم پڑھ لیتے ہو۔ سچ سچ بتاؤ تم نے وہ باتیں تو نہیں جان لیں جو میں تنویر اور جولیا کے لئے سوچتا رہتا ہوں"... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب ہنس پڑے۔

"کیا سوچتے رہتے ہو تم ہمارے بارے میں"... جولیا نے اسے گھور کر کہا۔

"پپ۔ پتہ نہیں"... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر کیپٹن شکیل کی بات درست ہے تو آپ فلیشر کو کس خانے میں فٹ کریں گے۔ فلیشر کے ذریعے کرنل گوپال کو ہماری اس کارروائی کا علم نہیں ہو جائے گا"... صفدر نے کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہو گا"... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ بیس کیمپ کو اڑانا چاہتے ہیں"... این ٹی نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ ہمارا مقصد بیس کیمپ کی تباہی ہے اس کیمپ کو تباہ

کرنے کے بعد ہی ہم لیبارٹری میں جا سکیں گے ورنہ ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ فوجی جن گاڑیوں میں ہماری بلکہ ہماری لاشوں کے ٹکڑے اکٹھے کرنے آئیں گے ہم ان گاڑیوں کے نیچے میگا بلاسٹر لگا دیں گے پھر وہ گاڑیاں جب واپس بیس کیمپ میں جائیں گی تو ان میگا بلاسٹرز کو ریموٹ سے بلاسٹ کر دوں گا۔ بیس کیمپ میں خوفناک دھماکوں سے ہلچل مچ جائے گی جس کا فائدہ اٹھا کر ہم بیس کیمپ میں گھس جائیں گے اور پھر وہاں ہم تنویر ایکشن شروع کر دیں گے۔ تنویر ایکشن ہوتے ہی وہاں نہ رہے گی بانسری اور نہ بجے گا بانس"... عمران نے محاورے کی مٹی پلید کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ آئیڈیا تو واقعی شاندار ہے"... جولیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک بار تو ہاں کہہ دیا ہے اب جلدی سے ان سب کے سامنے دو بار اور ہاں کہہ دو"... عمران نے اس انداز میں کہا کہ وہ سب ہنسے بغیر نہ رہ سکے۔

"عمران صاحب۔ بلاشبہ آپ کا آئیڈیا شاندار ہے مگر بات وہیں آ جاتی ہے فلیشر کی وجہ سے ہم یہ سب کیسے کر سکیں گے"... این ٹی نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ میں فلیشر کا سوئچ آف کر دوں گا کہو گے تو اس کا فیوز ہی اڑا دوں گا"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر کیسے"... جولیا نے کہا۔

"دو بار اور ہاں کہہ دو"... عمران نے کہا۔

"تم پھر پٹڑی سے اتر رہے ہو"... جولیا نے اسے گھور کر کہا۔

"میں پٹڑی پر رہتا کب ہوں۔ بہرحال میں تم سب کو برو کو ٹائی سین کے انجکشن لگا دیتا ہوں ان انجکشن کی وجہ سے تمہارے جسم گرم ہو جائیں گے اور تمہارے جسم سے پسینہ پھوٹ نکلے گا جس کی وجہ سے تمہارے پسینے سے فاسفیٹ جیسی بو خارج ہو گی۔ اس بو کی وجہ سے فلیشر کی ریز تمہارے قریب سے بھی گزرنا پسند نہیں کریں گی۔ جب ریز تمہارے جسموں سے ٹچ ہی نہیں ہو گی تو کرنل گوپال موٹے عدسے بھی لگا لے تب بھی وہ کسی کو نہ دیکھ سکے گا۔ اس انجکشن کا ایک فائدہ اور بھی ہے اگر ہم پر کسی بھی قسم کی زہریلی گیس یا بے ہوشی کی گیس پھینکی گئی تو ہم پر اس کا بھی کوئی اثر نہیں ہو گا"... عمران نے کہا تو ان سب کے چہرے کھل اٹھے۔

"اگر تم ایسے انجکشن ساتھ لائے تھے تو تم نے ہمیں پہلے کیوں نہیں بتا دیا"... جولیا نے کہا۔

"ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اور وقت پر جو کام ہو وہی بہتر رہتا ہے جیسے وقت پر ہی ہماری شادی ہو گی وقت آنے پر ہمارے بچے ہوں گے وقت آنے پر وہ بڑے ہوں گے اور وقت کے ہی آنے پر وہ مجھے ڈیڈی اور"... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تو وہ سب ہنس دیئے جبکہ تنویر نے حسب عادت منہ بنا لیا تھا۔

" بس بس ۔ جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا ۔ تم فی الحال ہمیں انجکشن لگاؤ"... جولیا نے اس کی زبان کو روکتے ہوئے کہا ۔ عمران نے بیگ کھولا اور اس میں سے اس نے ایک میڈیکل باکس نکال لیا جو وہ اپنے ساتھ لایا تھا ۔ اس نے باکس سے مطلوبہ انجکشن نکال کر ان سب کو لگائے اور این ٹی سے کہہ کر خود بھی انجکشن لگوا لیا۔

" میرا خیال ہے اب ہمیں اس طرف چلنا چاہئے جہاں جیپیں تباہ ہوئی تھیں ۔ فوجی گاڑیاں اسی طرف آئیں گی"... جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ درختوں کے جھنڈ سے نکل کر واپس اسی طرف چل پڑے جہاں ان کی جیپیں تباہ ہوئی تھیں۔

" جھاڑیوں اور کئی درختوں میں آگ لگی ہوئی تھی جن کے شعلے ابھی تک بلند ہو رہے تھے ۔ عمران ان سب کو ان راستوں کی طرف لے آیا جس طرف سے بیس کیمپ سے فوجی گاڑیوں کے آنے کا امکان تھا ۔ اس طرف درختوں کی بہتات تھی اور ہر طرف اونچی اونچی جھاڑیوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا ۔ ان جھاڑیوں اور درختوں کے بیچوں بیچ بل کھاتا ہوا ایک راستہ تھا جو غالباً جیپیں اور دوسری گاڑیاں گزارنے کے لئے بنایا گیا تھا۔

عمران نے اپنے بیگ سے ان سب کو ایک ایک میگا بلاسٹر نکال کر دے دیا وہ سب بیٹھ کر جھاڑیوں کے دونوں اطراف میں چھپ کر بیٹھ گئے اور بیس کیمپ سے آنے والی گاڑیوں کا انتظار کرنے لگے ۔

پھر تقریباً دو گھنٹوں کے بعد واقعی اس طرف سے دو فوجی ٹرک اور ایک بڑی جیپ آتی دکھائی دی جس طرف سے میزائل فائر ہوئے تھے تو وہ چوکنے ہو گئے ۔ ٹرکوں میں مسلح فوجی موجود تھے جبکہ جیپ میں ڈرائیور کے ساتھ ایک بھاری تن و توش کا مالک نوجوان موجود تھا اور پیچھے ایک فوجی موجود تھا جس نے جیپ کے راڈز پر بھاری مشین گن ایڈجسٹ کر رکھی تھی اس مشین گن کی گولیاں پٹے میں جھولتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

عمران تل نما ایئر فون اور مائیک پر ان سب کو ہدایات دینے لگا اس طرف چونکہ صرف تین گاڑیاں آئی تھیں اس لئے عمران نے این ٹی، تنویر اور صفدر سے کہا تھا کہ وہ ٹرکوں کے نیچے دو دو جبکہ جیپ کے نیچے ایک میگا بلاسٹر فکس کریں ۔ جیپیں اور ٹرک جنگل میں بھڑکتی ہوئی آگ کو دیکھ کر رک گئے تھے ۔ جیپ میں موجود نوجوان اور ٹرکوں میں سوار فوجی نیچے اتر آئے اور پیدل آگے بڑھنے لگے جس کی وجہ سے این ٹی، تنویر اور صفدر جھاڑیوں سے نکل کر نہایت خاموشی سے ٹرکوں اور جیپ کے نیچے رینگ گئے اور انہوں نے نہایت مہارت کے ساتھ جیپ اور ٹرکوں کے نیچے میگا بلاسٹر فکس کر دیئے ۔

فوجی اور ان کا انچارج آگ میں جانے کا راستہ دیکھتے رہے ۔ مگر آگ جس تیزی سے پھیل رہی تھی ان کے پاس آگے جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا جس پر انچارج نے ٹرانسمیٹر پر کسی سے رابطہ کیا اور

چند لمحے ہدایات لیتا رہا ۔ پھر تمام فوجی واپس ٹرکوں میں آ بیٹھے اور انچارج جیپ میں آ بیٹھا ۔ دوسرے لمحے جیپ اور دونوں ٹرک مڑ کر واپس اس طرف جا رہے تھے جس طرف سے وہ آئے تھے ۔

عمران کے کہنے پر وہ سب باری باری جھاڑیوں کے پیچھے سے نکلے اور ٹرکوں کے نیچے گھس کر انہوں نے ٹرکوں کے نیچے لگے سیفٹی راڈز پکڑ لئے اور ان سے چپک گئے ۔ ٹرکوں کے نچلے حصے میں دونوں اطراف شافٹس نما راڈز لگے ہوئے تھے ۔ ایک ٹرک کے نیچے چھ افراد جبکہ دوسرے ٹرک کے نیچے عمران سمیت سات افراد چپک گئے تھے ۔ انہوں نے اپنے جسموں کو اوپر اٹھا کر اس انداز میں موڑ رکھا تھا کہ ٹرک کے نیچے جھانکے بغیر آسانی سے انہیں کوئی دیکھ نہ سکتا تھا ۔

" عمران صاحب ۔ ہم سب کا ایک ساتھ بیس کیمپ میں جانا مناسب نہ ہو گا ۔ بیس کیمپ کے باہر بھی فوجی موجود ہیں اور انہوں نے درختوں پر مچانیں بنا رکھی ہیں ۔ اگر آپ کہیں تو میں اور میرے ساتھی سلپ ہو جاتے ہیں ۔ بیس کیمپ کو آپ سنبھال لیں جبکہ بیس کیمپ کے باہر موجود فوجیوں کو سنبھالنے کی ذمہ داری میری ہو گی "... این ٹی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو عمران کے ساتھ اس کے پیچھے راڈ سے چپکا ہوا تھا ۔

" میں تم سے خود بھی یہی کہنے والا تھا ۔ بہرحال اچھا ہوا تم نے خود سوچ لیا ۔ بیس کیمپ کے باہر موجود فوجیوں کی ہلاکت بھی ضروری ہے ۔ ورنہ وہ ہمارے لئے پریشانیاں کھڑی کر سکتے ہیں "...

عمران نے کہا ۔

" تو پھر اجازت "... این ٹی نے کہا عمران کے کہنے پر اس نے اپنے ساتھیوں کو تل بنا مائیکروفون پر ہدایات دیں ۔ ساتھ ہی اس نے پیر زمین سے لگائے اور راڈ کو چھوڑ کر زمین پر آ گیا ۔ کچا راستہ ہونے کی وجہ سے ان ٹرکوں کی رفتار بے حد کم تھی ۔ کچے راستے کے ساتھ ساتھ چونکہ وہاں جھاڑیاں بھی تھیں اس لئے زمین پر آتے ہی این ٹی نے تیزی سے کروٹیں بدلیں اور بجلی کی سی تیزی سے جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا ۔ پھر وائلڈ ٹائیگر اور پھر باری باری این ٹی کے چاروں ساتھی ٹرکوں کے نیچے سے نکل کر جھاڑیوں میں گم ہو گئے ۔

ان کے بیگ ان کی کمروں سے بندھے ہوئے تھے ۔ کچھ دیر کے بعد جیپ تو سامنے موجود بیرکوں کی طرف بڑھ گئی تھی البتہ ٹرک بیس کیمپ میں بنے ہوئے راستے سے ہوتے ہوئے شمال کی طرف جا رہے تھے جہاں چار بکتر بند گاڑیاں آٹھ جیپیں اور اس طرح کے دس ٹرک موجود تھے ۔ وہاں عام استعمال میں رہنے والی چند چھوٹی گاڑیاں بھی موجود تھیں ۔ ٹرک ایک جگہ رکے تو ان میں موجود مسلح فوجی اتر کر بیرکوں کی طرف بڑھ گئے اور پھر ٹرک ان ٹرکوں کے پاس جا کر رک گئے جو وہاں پہلے سے موجود تھے ۔ دونوں ٹرک جہاں رکے تھے وہاں دائیں بائیں ٹرکوں کی آڑ تھی اور پیچھے لوہے کی باڑ کے ساتھ چند خالی کنٹینر پڑے تھے ۔ ٹرک رکتے ہی عمران نے راڈ چھوڑا اور زمین پر آ گیا اور پیچھے کی جانب رینگ گیا ۔ اس کے دیکھا دیکھی اس کے

ساتھی بھی رینگتے ہوئے ٹرکوں کے پیچھے آ گئے اس طرف اتفاق سے کوئی فوجی نہیں تھا۔

"اگر ہمیں اس طرح کیمپ میں داخل ہونا تھا تو تم نے ٹرکوں کے نیچے میگا بلاسٹرز کیوں لگوائے تھے"... تنویر نے عمران سے پوچھا۔

"ٹرکوں کے نیچے راڈز دیکھ کر بس اچانک ہی خیال آ گیا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا چلو پیدل چلنے کے بجائے لٹک کر ہی سہی بیس کیمپ میں پہنچ تو جائیں گے"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسلسل لٹکتے رہنے کی وجہ سے ہمارے جسم دکھنا شروع ہو گئے ہیں"... جولیا نے کہا۔

"سامنے خالی کنٹینر موجود ہیں وہاں چلی جاؤ اور کچھ دیر ریسٹ کر لو"... عمران نے کہا۔

"بہت خوب ہم موت کے منہ میں ہیں اور تمہیں ریسٹ کی سوجھ رہی ہے"... جولیا نے کہا۔

"ارے۔ تو کیا ہوا۔ وہ محاورہ ہے ناں موت تو سولی پر بھی آ جاتی ہے"... عمران نے کہا تو اس محاورے پر وہ سب مسکرا دیئے۔

"سولی پر موت نہیں نیند آتی ہے"... جولیا نے کہا۔

"ایک ہی بات ہے۔ سوئے ہوئے اور مرے ہوئے میں فرق ہی کیا ہوتا ہے"... عمران نے کہا۔

"کیا یہ ان باتوں کا وقت ہے"... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کن باتوں کا وقت ہے۔ تم ہی بتا دو"... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب اگر این ٹی اور اس کے ساتھیوں نے باہر فوجیوں پر حملہ کر دیا تو یہ سب ابھی ہوشیار ہو جائیں گے"... صفدر نے کہا۔

"این ٹی ہماری طرح عقل مند نہیں ہے۔ وہ میگا بلاسٹرز کے دھماکوں کا انتظار کرے گا پھر حملہ کرے گا"... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو اب تم سوچ کیا رہے ہو۔ حملہ کیوں نہیں کر رہے"... تنویر نے جھلا کر کہا۔

"یار۔ کچھ دیر کمر سیدھی کر لینے دو تم تو سٹین لیس سٹیل کے بنے ہوئے ہو میں تو گوشت پوست کا انسان ہوں"... عمران نے کہا۔

"تم پڑے رہو یہاں۔ ہم جا رہے ہیں"... تنویر نے کہا اور اس نے کاندھے سے بیگ اتار لیا۔

"چلو بھائی اسے مرنے مارنے کی جلدی ہو رہی ہے۔ ویسے بھی سنا ہے کہ گھر والی کے بھائی کی بات ماننے میں ہی عافیت ہوتی ہے ورنہ بھائی کے ساتھ گھر والی بھی بگڑ جائے تو"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے بھی کاندھوں سے بیگ اتار لیا۔ اس کے دیکھا دیکھی اس کے ساتھیوں نے بھی کاندھوں سے بیگ اتار لئے تھے۔ پھر بیگ کھول کر انہوں نے اسلحہ نکالا اور اسے جیبوں میں ٹھونسنے لگے اور مشین پسٹلز کے ساتھ ساتھ انہوں نے فالتو میگزین بھی جیبوں میں رکھ لئے تھے۔ پھر انہوں نے مشین گنیں اور منی راکٹ لانچر کے پارٹس جوڑے اور انہیں لوڈ کرنے لگے۔ جوزف اور جوانا نے بھاری

مشین گنوں کے پارٹس جوڑ لئے تھے اور ان مشین گنوں کے بلٹس بیلٹ اپنے بازوؤں پر لپیٹتے ہوئے کاندھوں پر ڈال لئے تھے اور انہوں نے بے شمار ہینڈ گرنیڈز جیکوں کے ساتھ اپنی بلیٹس پر لگا لئے تھے۔

"اب تم سب مختلف اطراف میں بکھر جاؤ۔ ہمیں ان ٹرکوں سے دور جانا ہے میں جیسے ہی میگا بلاسٹر بلاسٹ کروں گا تم سب ان پر مختلف اطراف سے فائرنگ شروع کر دینا"... عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور ٹرکوں اور جیپوں کے نیچے سے رینگتے ہوئے دوسری طرف آ گئے پھر سب سے پہلے صفدر ٹرک کے نیچے سے نکلا اور فوجیوں کی نظروں سے بچتا ہوا جھکے جھکے انداز میں دائیں طرف موجود ایک بیرک کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ پھر وہ بیرک کی دیوار کے ساتھ لگتا ہوا دوسری طرف اور اس سے اگلی بیرک کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے بعد جولیا، کیپٹن شکیل اور پھر تنویر بھی اسی طرف بھاگ گئے تھے۔ وہ بیرکوں کے پیچھے سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ان کے بعد باری باری جوزف اور جوانا بھی وہاں سے نکل گئے۔

"سب کے سب مجھے چھوڑ کر نکل گئے ہیں اب میں یہاں اکیلا کیا کروں گا"... عمران نے کہا۔ پھر اس نے ٹاور پر موجود فوجی پر نظر ڈالی جو دوسری طرف دیکھ رہا تھا پھر اس نے سامنے موجود فوجیوں کو دیکھا اور ٹرک کے نیچے سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے بائیں طرف موجود ایک بڑی بیرک کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس بیرک کے عقب میں

جھاڑیاں تھیں جبکہ آہنی جالی کے باہر چند فوجی موجود تھے۔ عمران فوراً زمین پر لیٹ گیا اور کرالنگ کرتا ہوا جھاڑیوں میں گھس گیا۔ جھاڑیوں کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔

عمران مخصوص انداز میں رینگتا ہوا ٹرکوں سے دور آ گیا پھر اس نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول آلہ نکالا اور اس کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔ آلے پر پانچ بلب روشن ہو گئے تھے ان بلبوں کے نیچے بھی بٹن لگے ہوئے تھے عمران نے ایک ساتھ دو بٹن پریس کئے تو اچانک دور دو ہولناک دھماکے ہوئے اور بیس کیمپ کی زمین ان خوفناک دھماکوں سے لرز اٹھی۔ ایک ٹرک کے نیچے لگے ہوئے دو میگا بلاسٹر پھٹ پڑے تھے جن کی وجہ سے نہ صرف وہ ٹرک بلکہ اس کے ارد گرد کھڑے دوسرے ٹرکوں کے بھی پرخچے اڑ گئے تھے۔ وہاں آگ کا الاؤ سا روشن ہوا تھا جو تیزی سے اوپر اٹھ کر پھیل گیا تھا۔ خوفناک دھماکوں نے پورے بیس کیمپ کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ وہاں موجود فوجی خوفناک دھماکے کی لرزش سے اچھل اچھل کر گر پڑے تھے۔

عمران نے مزید دو بٹن پریس کئے تو فضا ایک بار پھر خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ اب تو جیسے کیمپ میں زلزلہ سا آ گیا تھا۔ مسلح فوجیوں نے ادھر ادھر بھاگتے ہوئے اندھا دھند اس طرف فائرنگ کرنا شروع کر دی جس طرف دھماکے ہوئے تھے۔ ان دھماکوں کے ساتھ ہی عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سامنے سے

فوجیوں کو آتے دیکھا تو اس نے ہاتھ میں موجود مشین گن کا ٹریگر دبا دیا ۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ بے شمار گولیاں ان فوجیوں کی طرف بڑھیں اور فوجی لٹو کی طرح گھومتے ہوئے وہیں گر گئے ۔ عمران کے ساتھی بھی اپنی اپنی خفیہ جگہوں سے نکل آئے تھے ۔ انہوں نے بھی بھاگتے اور چیختے ہوئے فوجیوں پر فائرنگ شروع کر دی تھی ۔

پہلے تو جیسے ان فوجیوں کو کچھ سمجھ ہی نہ آیا کہ وہاں ہو کیا رہا ہے پھر جیسے انہیں ہوش آگیا تو وہ بھی پوزیشنیں سنبھال کر بیٹھ گئے اور بیس کیمپ بموں کے خوفناک دھماکوں اور مشین گنوں کی خوفناک تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا ۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک لمحے کے لئے بھی اپنی جگہ پر نہیں ٹھہر رہے تھے ۔ وہ دشمنوں پر فائرنگ کر کے ان پر بم برساتے اور فوراً اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری طرف چلے جاتے جبکہ جوزف اور جوانا بھاری مشین گنیں لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور انہوں نے خوفناک انداز میں ہر طرف فائرنگ شروع کر دی تھی ۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے دو ہینڈ گرنیڈز بھی ان خندق نما مورچوں میں پھینک دیئے تھے جہاں فوجی ہیوی مشین گنوں سے اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے ۔ دھماکے سے ان فوجیوں اور مشین گنوں کے پرخچے اڑ گئے تھے ۔

عمران نے جیب سے راکٹ لانچر نکال اور سرچ ٹاور کا نشانہ لے کر اس کا بٹن پش کر دیا ۔ گن سے راکٹ نکل کر انتہائی سرعت سے سرچ ٹاور سے ٹکرایا اور سرچ ٹاور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فضا میں بکھر

گیا ۔ اس پر موجود فوجی نے ٹاور سے بروقت چھلانگ لگا دی تھی مگر اس قدر بلندی سے کود کر وہ بھلا اپنی جان کیسے بچا سکتا تھا وہ سر کے بل نیچے گرا تھا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ہلاک ہو گیا تھا ۔ عمران اور اس کے مٹھی بھر ساتھی بیس کیمپ کے فوجیوں پر ٹوٹے پڑ رہے تھے اور انہیں ہر طرف موت ناچتی دکھائی دے رہی تھی، ہر طرف آگ اور خون پھیلتا جا رہا تھا ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دو فوجیں ایک دوسرے سے پوری قوت سے ٹکرا گئی ہوں اور ان کے درمیان گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے ۔

عمران فائرنگ کرتا ہوا مختلف بیرکوں میں جھانکتا پھر رہا تھا ۔ اسے بیرک میں جو بھی نظر آتا تھا وہ اسے گولیوں سے بھون دیتا تھا ۔ پھر عمران جیسے ہی ایک کیبن نما بیرک میں داخل ہوا تو وہ بے اختیار چونک اٹھا ۔ بیرک کا فرش درمیان سے ہٹا ہوا تھا اور سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں ۔ ان سیڑھیوں پر چند فوجی تیزی سے نیچے اتر رہے تھے ۔ عمران نے اندر آکر فوراً ان پر فائرنگ کر دی فوجیوں کی چیخیں نکلیں اور وہ اچھل کر گرے اور سیڑھیوں پر لڑھکتے ہوئے نیچے گرتے چلے گئے ۔

عمران نے انہیں پلٹ کر فائرنگ کرنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا عمران نے اوپر سے نیچے جھانک کر دیکھا مگر نیچے سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی ۔ عمران نے کچھ سوچ کر جیب سے ایک چھوٹا سا بم نکالا اور اسے آن کر کے سیڑھیوں میں پھینک دیا بم نیچے جا کر پھٹا

اور سیڑھیوں سے زرد رنگ کا دھواں باہر آنے لگا۔ عمران چند لمحے رکا رہا جب دھواں ہوا میں تحلیل ہوا تو وہ سیڑھیوں پر آ گیا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا نیچے دس فوجی گرے پڑے تھے۔ وہ سب عمران کی گولیوں کا شکار ہو کر ہلاک ہو چکے تھے۔

عمران نے ایک بھاری جسم والے ادھیڑ عمر کو ٹانگ مار کر سیدھا کیا تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا اس فوجی کے کاندھوں پر کرنل کے سٹار اور بیج لگے ہوئے تھے اور اس کے سینے پر نام کا ایک بیج بھی تھی جس پر کرنل گوپال لکھا تھا۔ سامنے ایک طویل راہداری تھی جہاں ہر طرف تیز روشنی بکھری ہوئی تھی۔ عمران احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ سامنے ایک بڑا سا آہنی دروازہ تھا جو بند تھا۔

عمران دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا دروازہ سیلڈ تھا اس دروازے میں کوئی رخنہ کوئی جوڑ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کنکریٹ کی دیوار میں فولاد کی موٹی چادر فکس کر دی گئی ہو۔ باہر مسلسل دھماکے ہو رہے تھے زمین لرز رہی تھی۔

عمران اس فولادی دروازے کو کھولنے کے لئے کل تلاش کر رہا تھا مگر اس دروازے کو کھولنے کے لئے وہاں کوئی بٹن موجود نہ تھا۔ دروازے کی ساخت بھی ایسی تھی جس سے پتہ چلتا تھا کہ دروازہ صرف اندر سے ہی کھولا اور بند کیا جا سکتا ہے۔

"ہونہہ۔ اسے کھولنے کے لئے مجھے خاص طریقہ ہی استعمال کرنا

پڑے گا"... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک فولادی دروازے پر تیز چمک سی پیدا ہوئی۔ روشنی اس قدر تیز تھی کہ ایک لمحے کے لئے عمران کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں اور اس کے ذہن میں یکبارگی دھماکے سے ہوئے۔ اس سے پہلے کہ اس کا ذہین تاریک ہوتا اس نے فوراً اپنے دماغ کو کنٹرول میں لے لیا اور اس کا تاریک ہوتا ہوا ذہن فوراً اس کے قابو میں آ گیا۔ البتہ وہ جان بوجھ کر وہیں گر پڑا تھا اور یوں ساکت ہو گیا تھا جیسے تیز روشنی نے اس کے دماغ کے خلیوں کو جام کر دیا ہوا اور وہ ہوش و حواس سے بے گانہ ہو کر گر گیا ہو۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس پر گارگم فلیش مارا گیا ہے جو انسانوں کی آنکھوں کے راستے دماغ کے خلیوں کو جام کر دیتا ہے اور انسان فوراً بے ہوش ہو جاتا ہے۔

عمران چونکہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا اور وہ چونکہ ہر روز ذہنی مشقیں کرنے کا عادی تھا۔ اس کے علاوہ اس نے بے ہوشی سے بچنے کا خاص انجکشن بھی لگا رکھا تھا اس لئے اس پر گارگم فلیش کا اثر نہیں ہوا تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ یہ کام لیبارٹری سے کیا گیا ہے اور اب لازمی طور پر اسے چیک کرنے کے لئے دروازہ کھولا جائے گا مگر وہ کافی دیر تک اسی طرح پڑا رہا۔ نہ سیڑھیوں کی طرف سے کوئی آیا اور نہ ہی فولادی دروازہ اپنی جگہ سے سرکا۔ پھر عمران اٹھنے ہی لگا تھا کہ اسے سیڑھیوں پر سے بے شمار قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ عمران نے اپنے سینے کے نیچے موجود مشین گن کے ٹریگر پر انگلی رکھ لی

اور ہر قسم کی سچویشن سے نپٹنے کے لئے تیار ہو گیا۔

" ارے ۔ یہ کیا ہوا عمران صاحب تو یہاں پڑے ہیں ۔ کیا ہوا ہے انہیں"... صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران نے مشین گن کے ٹریگر سے انگلی ہٹالی۔

" آؤ دیکھتے ہیں"... تنویر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے عمران کے پاس آ گئے ۔ وہ سب ایک ساتھ آئے تھے ۔ انہوں نے شاید اوپر کا میدان صاف کر دیا تھا کیونکہ اب باہر سے کسی دھماکے یا کسی کی چیخ کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی ۔ اچانک فولادی دروازے پر چمک سی پیدا ہوئی۔

" آنکھیں بند کر لو جیسے ہی فلیش ہو تم سب گر کر ایسے بن جانا جیسے تم بے ہوش ہو گئے ہو"... عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سب چونک پڑے ۔ دوسرے لمحے فلیش چمکا مگر وہ عمران کی ہدایات پر آنکھیں بند کر چکے تھے ۔ فلیش ختم ہوا تو وہ زمین پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں گرے پڑے تھے۔

" کیا چکر ہے عمران صاحب"... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر نہایت آہستگی سے پوچھا جو اس کے قریب ہی پڑا تھا۔

" ہم لیبارٹری کے دروازے پر ہیں وہ ہمیں ٹریپ کرنا چاہتے ہیں جیسے ہی دروازہ کھلے گا اور اس طرف سے کوئی آئے گا تم فوراً ان پر حملہ کر دینا ۔ ہمیں فوراً لیبارٹری میں گھسنا ہے"... عمران نے اسی انداز میں انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" کہیں وہ ڈاکٹر انور عباس کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں"... جولیا نے فکر مندی سے کہا۔

" اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں ان کا اس قدر بھیانک حشر کروں گا جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے"... عمران نے غرا کر کہا۔

" کیا اندر بھی مسلح افراد ہوں گے"... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

" ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی ۔ بہرحال ہم نے یہاں کسی کو زندہ نہیں چھوڑنا"... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" باہر کا کیا بنا ہے"... چند لمحے توقف کے بعد عمران نے ان سے پوچھا۔

" ہم نے باہر میدان صاف کر دیا ہے ۔ ہمارے مسلسل اور خوفناک حملوں سے ان کے اوسان خطا ہو گئے تھے اور پھر جوزف جوانا نے گن شپ ہیلی کاپٹروں پر قبضہ کر کے جب ان پر حملہ کیا تو ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچا تھا ۔ وہ دونوں ہیلی کاپٹر لے کر این ٹی اور اس کے ساتھیوں کی مدد کو گئے ہیں کیونکہ جنگل سے فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ۔ شاید باہر موجود فوجیوں کی تعداد زیادہ تھی ۔ ہم بھی باہر جا رہے تھے مگر تنویر کو اس بیرک میں زیر زمین جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آئیں تو یہ ہمیں اس طرف لے آیا اس کا خیال تھا کہ شاید یہ سیڑھیاں لیبارٹری میں جاتی ہیں"... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید بات کرتے گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور انہوں نے آہنی دروازے کو دائیں طرف دیوار میں گھستے دیکھا دوسری طرف چھوٹی سی راہداری تھی مگر اس طرف سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ شاید آنے والے سن گن لینے کے لئے دیواروں سے چپک گئے تھے اور پھر وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد تقریباً دس مشین گن بردار راہداری میں نظر آئے اور وہ مشین گنیں لئے اس طرف آگئے۔ جیسے ہی وہ دروازے سے گزر کر اس طرف آئے عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر اس سے پہلے کے مسلح افراد کچھ سمجھتے انہوں نے یکلخت ان پر فائرنگ کر دی اور وہ دس کے دس مسلح افراد لٹو کی طرح گھومتے ہوئے گرے اور ساکت ہوگئے۔

"آؤ"... عمران نے کہا اور پھر وہ لاشیں پھلانگتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے راہداری میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

سارہ نواب ہونٹ بھینچے ڈاکٹر انور عباس اور مشین کے پاس کھڑے بوڑھے کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے ڈاکٹر انور عباس کو اس بری طرح سے چیختے دیکھا تو اس نے گن کا رخ مشین کے پاس کھڑے بوڑھے کی طرف کر دیا۔ وہ فائر کرنے ہی لگی تھی کہ اچانک کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور ایک فوجی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اسے اس طرح اندر آتے دیکھ کر مشین پر کھڑا بوڑھا چونک پڑا۔ فوجی نے اس بوڑھے سے کچھ کہا تو بوڑھے کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اس نے ایک نظر ڈاکٹر انور عباس پر ڈالی اور پھر وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔

کمرے سے نکلتے ہی انہوں نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ ان دونوں کو باہر جاتے دیکھ کر سارہ نواب نے فوراً ایگزاسٹ فین کی موٹر میں لگی ہوئی تاروں کی طرف گن کا رخ کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز

کے ساتھ دو گولیاں عین تاروں پر پڑیں ۔ تاروں سے چنگاریاں سی نکلیں اور ایگزاسٹ فین کی رفتار کم ہو گئی اور پھر وہ آہستہ آہستہ رکتا چلا گیا ۔ چنگاریاں نکلتے اور ایگزاسٹ فین کو بند ہوتے دیکھ کر ڈاکٹر انور عباس چونک پڑے تھے اور حیرت سے سر اٹھا کر اس طرف دیکھنا شروع کر ہو گئے تھے ۔

جیسے ہی فین رکا سارہ نواب آگے بڑھی اور اپنے جسم کو موڑ کر اس بڑے فین کے پروں کے درمیان سے نکلتی چلی گئی ۔ فین کے پیچھے آ کر وہ دہانے پر رکی اور پھر اس نے اندر جمپ لگا دی ۔ جمپ لگاتے ہوئے اس نے قلابازی کھائی اور پھر پیروں کے بل زمین پر جا کھڑی ہوئی ایک لڑکی کو اس طرح فین کے پروں کے درمیان سے نکلتے اور اندر چھلانگ لگاتے دیکھ کر ڈاکٹر انور عباس کی آنکھیں پھٹ پڑی تھیں ۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھ رہے تھے ۔

" اوہ ۔ روشی ۔ تت ۔ تم ۔ تم روشی ہو ناں "... ڈاکٹر انور عباس نے اسے پہچان کر بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا ۔

" جی ہاں انکل ۔ میں روشی ہی ہوں ۔ اچھا ہوا آپ نے مجھے پہچان لیا انکل ورنہ میرے لئے مشکل ہو جاتی "... سارہ نواب نے مسکراتے ہوئے کہا جو اصل میں روشی تھی ۔ وہی روشی جو ایک زمانے میں عمران اور سیکرٹ سروس کے ساتھ کام کرتی رہی تھی ۔ اس دور میں روشی کا کردار بے حد اہم ہوا کرتا تھا ۔ یہی روشی ہی تھی جو عمران کی ایکسٹو کی حقیقت سے بھی واقف تھی مگر عمران کو اس پر بے حد

بھروسہ تھا ۔ وہ جانتا تھا کہ روشی بے پناہ قوت ارادی کی مالکہ ہے جو مر تو سکتی ہے مگر اس کا راز وہ کبھی کسی پر ظاہر نہیں کر سکتی ۔

پھر حالات بدل گئے اور روشی سیکرٹ سروس چھوڑ کر ایکریمیا منتقل ہو گئی ۔ شروع شروع میں اس کا اور عمران کا رابطہ رہا تھا مگر پھر مصروفیت کے باعث ان کا یہ رابطہ بھی ختم ہو گیا تھا ۔ روشی کو سیکرٹ سروس کے ممبر بھی جانتے تھے مگر انہیں اس بات کی خبر نہیں تھی کہ روشی ایکسٹو کی حقیقت سے واقف ہے اس لئے عمران نے اس کا سیکرٹ سروس کو چھوڑ کر چلا جانا ہی مناسب سمجھا تھا ۔

" مگر روشی تم اور یہاں "... ڈاکٹر انور عباس نے بدستور روشی کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جیسے انہیں یقین ہی نہ ہو کہ ایک بزنس گرل اس طرح ان کے سامنے آ سکتی ہے ۔

" ان باتوں کا وقت نہیں ہے انکل ۔ بس آپ یہ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں آپ کی مدد کے لئے بھیجا ہے ۔ میں آپ کو یہاں سے لے جانے کے لئے آئی ہوں "... روشی نے کہا تو ڈاکٹر انور عباس کی آنکھوں میں چمک آ گئی ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو ۔ کیا واقعی تم مجھے ان بھیڑیوں سے نجات دلانے کے لئے آئی ہو "... ڈاکٹر انور عباس نے خوشی سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" ہاں ۔ انکل آپ بے فکر رہیں ۔ میں ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی ۔ انہوں نے آپ کو جس اذیتوں سے گزرا ہے میں

ان کا پورا بدلہ لوں گی"... روشی نے کہا۔

"ہاں بیٹی ۔ یہ بہت ظالم لوگ ہیں ۔ یہ پاکیشیا کو تباہ کرنے کا خوفناک منصوبہ بنا رہے ہیں ۔ ڈاکٹر پریم ناتھ نے ایک ایسی مشین بنائی ہے جس سے انتہائی طاقتور ریز نکلتی ہے اور"... ڈاکٹر انور عباس نے کہا اور پھر ڈاکٹر پریم ناتھ کی ایجاد کردہ مشین اور اس کے بھیانک منصوبے کے بارے میں روشی کو تفصیل بتانے لگے جسے سن کر روشی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

"اس مشین میں وہ مجھ سے میری ایجاد ڈی ہائٹ ایڈجسٹ کرانا چاہتے ہیں ۔ مگر میں ان کا ساتھ نہیں دے رہا جس پر ڈاکٹر پریم ناتھ مجھے مسلسل الیکٹرک شاک دے رہا تھا"... ڈاکٹر انور عباس نے کہا۔

"ان کا وقت پورا ہو گیا ہے ۔ اب ہماری باری ہے ۔ میں ان کا منصوبہ خاک میں ملا دوں گی ۔ میں ان خونخوار درندوں کو ایسا سبق دوں گی جسے یہ زندگی بھر یاد رکھیں گے"... روشی نے غراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم اکیلی کیا کرو گی بیٹی ۔ مجھے ڈاکٹر پریم ناتھ نے بتایا ہے کہ اس لیبارٹری کی سیکورٹی بے حد ٹائٹ ہے اور اس ساری لیبارٹری کو ایئر ٹائٹ بلاکس سے بنایا گیا ہے جسے توڑنا ناممکنات میں سے ہے اور پھر اس لیبارٹری کے اوپر ایک بیس کیمپ ہے جہاں فوجیوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے ۔ ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے"... ڈاکٹر انور عباس نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں انکل ۔ ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچے گا"... روشی نے کہا ۔ اس نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر انور عباس کی کرسی چیک کی کرسی کے عقب میں ایک بٹن لگا ہوا تھا ۔ روشی نے اس بٹن کو پریس کیا تو کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ کرسی کے راڈز کھلتے چلے گئے اور ڈاکٹر انور عباس کرسی سے آزاد ہو گئے ۔

"آپ اسی کمرے میں رہیں اور کمرے کو اندر سے لاک کر لیں میں باہر جا کر ان کا خاتمہ کرتی ہوں اور پھر ابھی مجھے ان کی اس مشین کو بھی تباہ کرنا ہے جس سے وہ پاکیشیا پر خوفناک تباہی لانا چاہتے ہیں جب تک میں دروازے پر آ کر تین بار دستک نہ دوں آپ دروازے کو نہیں کھولیں گے چاہے کچھ بھی ہو جائے"... روشی نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم اگر واپس نہ آئی تو"... ڈاکٹر انور عباس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں میں ضرور واپس آؤں گی"... روشی نے انہیں یقین دلاتے ہوئے کہا ۔ پھر اس نے ڈاکٹر انور عباس کو مزید ہدایات دیں اور دروازے کے پاس آ گئی ۔ اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھل گیا ۔ روشی نے تھوڑا سا دروازہ کھولا اور باہر جھانکا تو اسے سامنے ایک چھوٹی سی راہداری اور دوسری طرف ایک بڑا سا دروازہ دکھائی دیا جو شیشے کا بنا ہوا تھا ۔ شیشے کے دروازے کے نیچے ایک ہال نما بہت بڑا کمرہ نظر آ رہا تھا جہاں سفید

لباس پہنے بے شمار افراد ایک بڑی سی مشین کے پاس کھڑے کام کر رہے تھے۔ اس مشین کی شکل بالکل توپ جیسی تھی۔ البتہ اس کے نال کی لمبائی عام توپوں سے کہیں زیادہ تھی اور اس کا دہانہ بھی خاصہ چوڑا تھا جس کے آگے عدسے بنا بڑا سا شیشہ لگا ہوا تھا۔

روشی نے دروازہ کھولا اور ڈاکٹر انور عباس کو دروازہ بند کرنے کا کہہ کر آگے بڑھ گئی اور رہداری کی دیوار کے ساتھ لگ کر شیشے کے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ ڈاکٹر انور عباس نے اس کے باہر نکلتے ہی دروازہ بند کر لیا تھا اور اسے اندر سے لاک لگا لیا تھا۔

رہداری کے دائیں بائیں دو دروازے تھے روشی دیوار کے ساتھ چلتی ہوئی ایک دروازے کے قریب پہنچی ہی تھی کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور اندر سے ایک مشین گن بردار فوجی باہر آ گیا۔ اس کی نظر جیسے ہی روشی پر پڑی تو وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ ہاتھوں میں پکڑی مشین گن کو سیدھا کرتا روشی نے اس پر بے آواز فائر کر کے اس کی کھوپڑی اڑا دی۔ فوجی آواز نکالے بغیر گرنے ہی لگا تھا کہ روشی نے جھپٹ کر اسے پکڑ لیا اور اسے فوراً گھسیٹ کر دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ اس نے اس فوجی کی مشین گن لی اور بجلی کی سی تیزی سے اس کھلے ہوئے دروازے سے اندر چلی گئی جس سے فوجی باہر آیا تھا۔ اندر چار مزید فوجی موجود تھے جو مشین گنیں سنبھال کر باہر آنے کی تیاری کر رہے تھے۔

روشی نے انہیں اور انہوں نے روشی کی دیکھا تو انہوں نے فوراً

مشین گنوں کا رخ اس کی طرف کر دیا مگر اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتے روشی نے بجلی کی سی تیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بے آواز پسٹل سے ان پر فائرنگ کر دی اس نے جان بوجھ کر ان چاروں کے سر کا نشانہ لیا تھا تاکہ ان کے منہ سے آواز نہ نکل سکے۔ روشی نے جلدی جلدی کمرے کی تلاشی لی مگر اسے وہاں سے کوئی بم یا دوسرا اسلحہ نہ مل سکا تو اس نے ایک اور مشین گن سنبھالی اور کمرے سے باہر آ گئی۔ کمرے سے باہر آتے ہی وہ دوسرے دروازے کی طرف لپکی اس نے دروازے پر زور سے پاؤں مارا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اس نے مشین گنوں کے ٹریگروں پر انگلی رکھی اور اندر داخل ہو گئی مگر وہ کمرہ خالی تھی۔ روشی نے بموں اور دوسرے اسلحہ کی تلاش کے لئے اس کمرے کے مختصر سامان کی تلاشی لی مگر اسے وہاں بھی کچھ نہ ملا تو وہ اس کمرے سے باہر آ گئی۔

پھر وہ دونوں مشین گنیں سنبھالے شیشے کے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے اچانک شیشے کے دروازے پر فائرنگ کر دی شیشہ چھناکے سے ٹوٹ گیا۔ شیشے کے دروازے کے ٹوٹنے کی آواز اور مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے ہال میں موجود تمام افراد بری طرح سے چونک پڑے تھے مگر اس سے پہلے کہ وہ صورت حال سمجھتے روشی نے شدید غصے کے عالم میں ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ہال مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔ ہال میں تقریباً بیس افراد موجود تھے انہوں نے مشین گنوں کی گولیوں

سے بچنے کے لئے ادھر ادھر چھلانگیں لگا کر مشینوں کے پیچھے پناہ لینے کی کوشش کی مگر روشی ان پر قہر بن کر ٹوٹی ہوئی تھی ۔ اس نے ان سب کو ہلاک کر دیا اور پھر وہ اس توپ نما مشین کو دیکھنے لگی جس سے پاکیشیا کی تباہی کے لئے فائنل آپریشن کی تیاری کی جا رہی تھی۔

روشی نے ارد گرد موجود کمپیوٹرائزڈ مشینوں پر فائرنگ کرنا شروع کر دی ۔ مشینوں کے پرزے بکھر گئے اور ان میں سے شرارے پھوٹ پڑے ۔ روشی اس وقت تک فائرنگ کرتی رہی جب تک وہ تمام مشینیں بے کار نہ ہو گئیں ۔ اچانک دائیں طرف ہال کا ایک دروازہ کھلا اور روشی نے چند افراد کو مشین گنیں ہاتھ میں لئے اندر آتے دیکھا ۔ روشی نے ان کو دیکھ کر ایک اونچی چھلانگ لگائی اور اڑتی ہوئی توپ نما مشین کے پیچھے چلی گئی ۔ آنے والوں نے بھی اسے دیکھ لیا تھا ۔ وہ سب حیرانی سے ہال میں بکھری لاشوں اور مشینوں کے ٹکڑے دیکھ رہے تھے۔

" حیرت ہے ۔ یہاں تو ہمارے آنے سے پہلے ہی سب کچھ ختم ہو گیا ہے"... اچانک روشی کو عمران کی آواز سنائی دی ۔ عمران کی آواز سن کر روشی بے اختیار اچھل پڑی ۔ اس کا چہرہ یکلخت مسرت کے کھل اٹھا تھا۔

" لڑکی ۔ کون ہو تم ۔ ہم نے تمہیں دیکھ لیا ہے ۔ اگر تم نے یہ سب کچھ کیا ہے تو ہم سے مت ڈرو ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے ۔ ہمیں اپنا دوست سمجھو"... عمران نے کہا تو روشی

مسکراتی ہوئی مشین کے پیچھے سے نکل آئی۔

" تم میں ہمت بھی نہیں ہے مجھے نقصان پہنچانے کی"... روشی نے اچانک ان کے سامنے آتے ہوئے کہا تو وہ سب اسے دیکھ کر بری طرح سے اچھل پڑے ۔ ان کے گمان میں بھی نہ تھا کہ روشی سے ان کی ان حالات میں اور یہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔

" روشی تم"... جولیا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر روشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ کیوں ۔ مجھے یہاں دیکھ کر تمہیں حیرت ہو رہی ہے ناں"... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان کی طرف بڑھنے لگی۔

" رک جاؤ ۔ یہ روشی نہیں ہے اس کی بدروح ہے ۔ روشی تو عرصہ ہوا ایکریمیا میں چلی گئی تھی پھر ایکریمیا سے یہ یہاں کیسے آ سکتی ہے"... عمران نے جان بوجھ کر حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" میں یہاں خود نہیں آئی ۔ مجھے یہاں حالات کھینچ لائے ہیں"... روشی نے کہا۔

" حالات ۔ ارے حالات کسی رسے کا نام ہے جو تمہیں باندھ کر یہاں کھینچ لایا ہے"... عمران نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

" تفصیل بعد میں بتاؤں گی پہلے ہمیں یہاں موجود افراد کو ہلاک کرنا ہے اور ڈاکٹر پریم ناتھ بھی غائب ہو گیا ہے ۔ اگر وہ یہاں سے نکل گیا تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی"... روشی نے کہا۔ پھر وہ سب لیبارٹری میں پھیل گئے انہیں وہاں جو بھی دکھائی دیا انہوں نے

اسے ہلاک کر دیا۔ ایک خفیہ کمرے میں انہیں ڈاکٹر پریم ناتھ مل گیا جو ان سب کے خوف سے چھپ گیا تھا۔ عمران نے اسے پکڑ کر جب اس پر دو چار ہاتھ جمائے تو اس نے بتا دیا کہ اس نے ایک آپریٹنگ مشین سے اس پر اور بعد میں آنے والے اس کے ساتھیوں پر گارگم فلیش فائر کیا تھا اور پھر اس نے لیبارٹری کی سیکورٹی کو باہر بھیجا تھا کہ وہ انہیں اسی حالت میں اٹھا لائیں۔ وہ ان کے بارے میں جاننا چاہتا تھا کہ وہ کون ہیں۔ پھر روشی نے عمران کو ڈاکٹر انور عباس کے بارے میں بتا دیا کہ وہ کہاں ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر انور عباس کو کمرے سے نکالا تو وہ بھی عمران کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔

عمران نے لیبارٹری کے مختلف حصوں اور ہائی لائٹ مشین میں میگا پاور بم لگائے اور پھر وہ سب لیبارٹری سے نکل آئے اس اثناء میں جوزف اور جوانا این ٹی کو لے آیا تھا۔ ان کی جنگل میں فوجیوں کے ساتھ خوفناک لڑائی ہوئی تھی جس میں وائلڈ ٹائیگر اور این ٹی کے دوسرے ساتھی ہلاک ہو گئے تھے۔ جوزف اور جوانا نے گن شپ ہیلی کاپٹر لے جا کر این ٹی کی مدد کی تھی اور جنگل میں اس قدر بمباری کی تھی کہ وہاں ایک فوجی بھی زندہ نہیں بچا تھا۔ پھر وہ این ٹی کو لے کر واپس آ گئے۔

"ہمارے پاس دو دو گن شپ ہیلی کاپٹرز ہیں ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا۔ جنگل کی تباہ کاری کا کافرستان حکومت کو اب تک پتہ چل چکا ہو گا۔ اس سے پہلے کہ وہ جنگی طیارے یا ہیلی کاپٹروں کا

اسکواڈ یہاں بھیج دیں ہم یہاں سے نکل جاتے ہیں"... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ گن شپ ہیلی کاپٹر خاصا بڑا تھا وہ سب ایک ہی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے تو عمران نے راکٹ لانچر سے دوسرے ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیا۔ پھر وہ ہیلی کاپٹر لے کر وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ عمران ہیلی کاپٹر کو سمندر کی طرف لے گیا تھا۔ وہ خاصی نیچی پرواز کر رہا تھا تاکہ اس بار اسے راڈز سے چیک نہ کیا جا سکے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے روشی کو اپنی روئیداد سنانا شروع کر دی تھی اور روشی نے انہیں اپنے بارے میں تفصیل بتا دی تھی۔ وہ سب روشی سے مل کر بے حد خوش تھے۔ عمران نے ڈاکٹر پریم ناتھ سے ڈی ہائٹ حاصل کر لیا تھا اور پھر اس نے ڈاکٹر پریم ناتھ کو وہیں ہلاک کر دیا۔ البتہ وہ این ٹی کو اپنے ساتھ لے جا رہا تھا جسے وہ پاکیشیا لے جا کر آسانی سے دوبارہ کافرستان میں منتقل کر سکتا تھا۔

جولیا اور اس کے ساتھی روشی سے مل کر بہت خوش تھے مگر روشی خوش نہیں تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ چونکہ ڈاکٹر انور عباس اور ڈی ہائٹ اس کی وجہ سے راڈل اور مادام کیٹ کے ہاتھ لگا تھا جس کی وجہ سے اسے اور ان سب کو اس قدر مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس نے عمران کو بھی بتا دیا تھا کہ سارہ نواب بن کر اس نے کوٹھی میں اماں بی کو فون کیا تھا تاکہ اس کے سر پر جوتیاں پڑ سکیں۔ عمران نے

ان سب کو سر پر جوتیاں پڑنے کا احوال سنایا تو وہ سب ہنسنے لگے۔

گن شپ ہیلی کاپٹر سے وہ واپس پاکیشیا پہنچ گئے تو عمران کچھ دیر آرام کر کے فاروقی ہسپتال پہنچ گیا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ سر سلطان کے دماغ کو بلینک کیا گیا ہے اس لئے اس نے سر سلطان پر ہپناٹائزم کر کے انہیں اپنی ٹرانس میں لیا اور ان کے بلینک ذہن کو کلیئر کرتا چلا گیا۔ ان کے ذہن کو دوبارہ موو اوور کر کے اس نے انہیں گہری نیند سلا دیا تھا۔ وہ مطمئن تھا کہ اب جب بھی سر سلطان جاگیں گے وہ مکمل طور پر نارمل ہو چکے ہوں گے۔

ادھر سیکرٹ سروس کے ممبران روشی کو جولیا کے فلیٹ میں گھیرے بیٹھے تھے۔ ان سب کا اصرار تھا کہ وہ ایکریمیا چھوڑ کر واپس پاکیشیا آ جائے۔ انہیں اس کی اب بھی اکثر کمی محسوس ہوتی تھی مگر ڈی ہائٹ کے معاملے میں روشی خود کو ذمہ دار ٹھہرا رہی تھی اس لئے وہ کسی طور پر وہاں رکنے کے لئے تیار نہیں ہو رہی تھی۔ البتہ اس نے ان سب سے وعدہ کیا تھا کہ وہ چند روز ان کے ساتھ رہے گی پھر وہ واپس ایکریمیا چلی جائے گی اور جب بھی انہیں اس کی ضرورت ہوا کرے گی وہ پاکیشیا آ جایا کرے گی۔ روشی کی ان باتوں نے ان سب کو خاموش کر دیا تھا۔ انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک روشی وہاں رہے گی وہ اس کے ساتھ مل کر پاکیشیا میں بھرپور تفریح کریں گے۔

ختم شد

عمران سیریز میں برازیل کے جنگلوں پر لکھا گیا ایک خوفناک اور لرزا دینے والا ناول

ماورائی نمبر

مکمل ناول

اناتا

مصنف

ظہیر احمد

سلیمان جس نے عمران کو صبح جگانے کے لئے اس کے بیڈروم کا دروازہ کھولا تو اسے عمران کے بیڈروم کی ہر چیز کوئلہ بنی دکھائی دی۔

عمران جسے پراسرار اور ماورائی طاقتوں نے راتوں رات غائب کر دیا تھا۔

عمران جس نے خود کو ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں قید پایا اور جب اس کے سامنے بھیانک بدروحیں آئیں تو ——؟

عمران جس نے کوٹھڑی سے فرار ہونے کی کوشش کی تو اس پر خوفناک عذاب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

جوزف جس نے خواب میں عمران کو برازیل کے خوفناک جنگلوں میں بھٹکتے دیکھا تھا۔

جوزف جسے یقین تھا کہ اس کا باس عمران پراسرار قوتوں کی وجہ سے برازیل کے خوفناک جنگلوں میں پہنچ چکا ہے۔

جوزف جس نے سلیمان کو ساتھ لیا اور عمران کو برازیل کے جنگلوں میں موجود آدم خور قبائل سے بچانے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

سلیمان جس کا انداز اور جس کا کردار لمحہ بہ لمحہ احمقانہ ہوتا جا رہا تھا اور جوزف اس سے زچ ہو گیا تھا۔ پھر کیا ہوا ——؟